

Globethics Repository



Husn a'mal (PART 2)

This page was generated automatically upon download from the Globethics Repository. More information on Globethics see <https://www.globethics.net>. Data and content policy of Globethics Repository see <https://repository.globethics.net/pages/policy>.

Item Type	Book
Authors	Al-Qodiri, Muhammad Thohir
Publisher	Manshurat Minhaj al-Quran
Rights	With permission of the license/copyright holder
Download date	2026-07-14 19:04:59
Link to Item	http://hdl.handle.net/20.500.12424/188543

باب سوم

نماز کی اہمیت و فضیلت

www.MinhajBooks.com

صلوٰۃ کا معنی و مفہوم

لفظِ صلوٰۃ اسم ہے جو فعلِ صلی کے مصدر کی جگہ آتا ہے۔ عربی لغت میں یہ لفظ کئی معانی کے لئے استعمال ہوتا ہے لیکن محاورۂ عرب کی رو سے اصطلاح کے قریب تر معنی دعا، نماز اور تسبیح کا ہے۔^(۱)

اس اعتبار سے ذاتِ باری تعالیٰ کی بارگاہِ صمدیت میں اس کے بے پایاں جود و کرم اور فضل و رحمت کی خیرات طلب کرنے کے لئے کمال خشوع و خضوع کے ساتھ سراپا التجا بنے رہنے اور اس کے حق بندگی بجالانے کو صلوٰۃ سے تعبیر کیا جاتا ہے۔ بظہرِ غائر دیکھا جائے تو کائناتِ ارضی و سماوی کی ہر مخلوق اپنے اپنے حسبِ حال بارگاہِ خداوندی میں صلوٰۃ اور تسبیح و تحمید میں مصروف نظر آتی ہے۔ ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

أَلَمْ تَرَ أَنَّ اللَّهَ يُسَبِّحُ لَهُ مَنْ فِي السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ وَالطَّيْرِ صَافَّاتٌ
كُلٌّ قَدْ عَلِمَ صَلَاتَهُ وَتَسْبِيحَهُ۔^(۲)

”کیا تم نے نہیں دیکھا کہ جو کوئی بھی آسمانوں اور زمین میں ہے وہ (سب) اللہ ہی کی تسبیح کرتے ہیں اور پرندے (بھی فضاؤں میں) پر پھیلائے ہوئے (اسی کی تسبیح کرتے ہیں)، ہر ایک (اللہ کے حضور) اپنی نماز اور اپنی تسبیح کو جانتا ہے۔“

لفظِ صلوٰۃ کے متعدد معانی میں سے ایک معنی کسی چیز کو آگ کی تپش میں رکھ کر سیدھا کرنا بھی ہے۔^(۳)

(۱) ابن منظور، لسان العرب، ۱۴: ۴۶۴، ۴۶۵

(۲) النور، ۲۴: ۴۱

(۳) ابن منظور، لسان العرب، ۱۴: ۴۶۸

یہ دیکھنے میں آیا ہے کہ جب کسی ٹیڑھی لکڑی کو سیدھا کرنا ہوتا ہے تو اسے آگ کے قریب لے جاتے ہیں اور وہ اس کی تپش سے نرم اور لچکدار ہو جاتی ہے جس کے بعد اسے سیدھا کرنا آسان ہوتا ہے۔ اسی طرح انسان میں اس کے نفسِ لَمَّارہ کے سبب کجی ہوتی ہے۔ اگر انسان دن میں پانچ مرتبہ اللہ تعالیٰ کے حضور عجز و نیاز بجا لاتا رہے تو اس کے نفس کی کجی آتشِ قربِ الہی کی حدّت سے دور ہو جاتی ہے اور قربتِ بندگی کی انتہاؤں کو پہنچ کر بندے کے لئے معراج بن جاتی ہے جہاں انسان دنیا و مافیہا کو بھول کر مشاہدہ حق کی لذت سے بہرہ ور ہوتا ہے۔ ایسا عبادت گزار بندہ جہنم کی آگ سے بھی محفوظ کر دیا جاتا ہے۔

نماز کی معنوی حقیقت یہ تقاضا کرتی ہے کہ بندہ زبان و دل اور ہاتھ پاؤں وغیرہ سے رب کائنات کی گونا گوں نعمتوں کا شکریہ ادا کرے، اس کے سامنے اپنی بندگی کا اظہار کرے اور اس خدائے رحمن و رحیم کی یاد کو عملاً دل میں بسالے۔ گویا حسنِ مطلق کی حمد و ثناء اس کی یکتائی اور بڑائی کا اقرار کرنا نماز ہے۔

نماز کی فرضیت و اہمیت

نماز دینِ اسلام کے بنیادی ارکان میں سے ہے۔ اللہ اور اس کے رسول ﷺ پر ایمان کے بعد اہم ترین رکن ہے۔ اس کی فرضیت قرآن و سنت اور اجماع امت سے ثابت ہے۔ یہ شبِ معراج کے موقع پر فرض کی گئی۔ قرآن و سنت اور اجماع کی رو سے اس کی ادائیگی کے پانچ اوقات ہیں۔ نمازِ مغرب کے علاوہ اصلاً ہر نماز کی دو دو رکعتیں فرض تھیں بعد ازاں نمازِ فجر کے علاوہ دیگر نمازوں کی تعداد رکعات میں اضافہ کر دیا گیا۔ سفر میں اصل کو برقرار رکھا گیا اور دو رکعتیں ہی فرض رہیں۔ نمازِ مغرب کی ابتدا سے ہی تین رکعتیں فرض ہوئیں۔ نماز کی اہمیت کا اندازہ اس بات سے لگایا جاسکتا ہے کہ قرآن حکیم میں اُسی (۸۰) مقامات پر اس کا حکم وارد ہوا ہے۔

۱۔ قرآن حکیم میں نماز کا حکم

اسلامی نظام عبادات میں نماز کی اہمیت کا اندازہ اس بات سے بخوبی لگایا جاسکتا ہے کہ قرآن حکیم میں کم و بیش سات سو مقامات پر نماز کا ذکر آیا ہے۔ جن میں سے اسی (۸۰) مقامات پر صریحاً نماز کا حکم وارد ہوا ہے۔ چند مقامات درج ذیل ہیں:

۱۔ سورة البقرہ میں ارشاد باری تعالیٰ ہے:

وَاقِيْمُوا الصَّلٰوةَ وَآتُوا الزَّكٰوةَ وَارْكَعُوْا مَعَ الرَّٰكِعِيْنَ ۝ (۱)

”اور نماز قائم رکھو اور زکوٰۃ دیا کرو اور رکوع کرنے والوں کے ساتھ (مل کر) رکوع کیا کرو“

۲۔ سورة النساء میں ارشاد باری تعالیٰ ہے:

فَاقِيْمُوا الصَّلٰوةَ اِنَّ الصَّلٰوةَ كَانَتْ عَلٰی الْمُؤْمِنِيْنَ كِتَابًا مَّوْقُوْتًا ۝ (۲)

”تو نماز کو (حسب دستور) قائم کرو، بیشک نماز مومنوں پر مقررہ وقت کے حساب سے فرض ہے“

۳۔ سورة الروم میں ارشاد باری تعالیٰ ہے:

مُنِيْبِيْنَ اِلَيْهِ وَاتَّقُوْهُ وَاقِيْمُوا الصَّلٰوةَ وَلَا تَكُوْنُوْا مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ ۝ (۳)

”اسی کی طرف رجوع و انابت کا حال رکھو اور اس کا تقویٰ اختیار کرو اور نماز

(۱) البقرہ: ۲: ۴۳

(۲) النساء، ۴: ۱۰۳

(۳) الروم، ۳۰: ۳۱

قائم کرو اور مشرکوں میں سے مت ہو جاؤ۔“

۴۔ سورہ طہ میں ارشاد خداوندی ہے:

وَأْمُرْ أَهْلَكَ بِالصَّلَاةِ وَاصْطَبِرْ عَلَيْهَا۔^(۱)

”اور آپ اپنے گھر والوں کو نماز کا حکم فرمائیں اور اس پر ثابت قدم رہیں۔“

۵۔ سورہ طہ میں ہی ارشاد باری تعالیٰ ہے:

وَأَقِمِ الصَّلَاةَ لِذِكْرِي۔^(۲)

”اور میری یاد کی خاطر نماز قائم کیا کرو۔“

۶۔ اقامتِ فریضہِ صلوٰۃ اسلامی ریاست کے حکمرانوں اور صاحبان اختیار و اقتدار

کی ذمہ داری اور ان کے فرائض منصبی میں شامل ہے۔ ان پر لازم ہے کہ وہ نماز کے نظام کو حکماً نافذ کریں۔ اس سلسلے میں ارشادِ باری تعالیٰ ہے۔

الَّذِينَ إِن مَّكَّنَّهِمْ فِي الْأَرْضِ أَقَامُوا الصَّلَاةَ وَآتَوُا الزَّكَاةَ وَآمَرُوا
بِالْمَعْرُوفِ وَنَهَوْا عَنِ الْمُنْكَرِ وَاللَّهُ عَاقِبَةُ الْأُمُورِ۔^(۳)

”(یہ اہل حق) وہ لوگ ہیں کہ اگر ہم انہیں زمین میں اقتدار دے دیں (تو) وہ

نماز (کا نظام) قائم کریں اور زکوٰۃ کی ادائیگی (کا انتظام) کریں اور (پورے

معاشرے میں نیکی اور) بھلائی کا حکم کریں اور (لوگوں کو) برائی سے روک

دیں، اور سب کاموں کا انجام اللہ ہی کے اختیار میں ہے۔“

اسلامی حکومت پر اقامتِ صلوٰۃ کے ساتھ جو دیگر فرائض عائد کئے گئے ہیں، ان

(۱) طہ، ۲۰: ۱۳۲

(۲) طہ، ۲۰: ۱۳

(۳) الحج، ۲۲: ۴۱

میں ایتائے زکوٰۃ اور امر بالمعروف و نہی عن المنکر کی پابندی کے احکام خاص طور پر قرآن میں مذکور ہیں۔

۷۔ اللہ ﷻ نے اپنے نہایت برگزیدہ پیغمبر سیدنا اسماعیل علیہ السلام کے بارے میں ارشاد فرمایا:

وَكَانَ يَأْمُرُ أَهْلَهُ بِالصَّلَاةِ وَالزَّكَاةِ وَكَانَ عِنْدَ رَبِّهِ مَرْضِيًّا ۝ (۱)

”اور وہ اپنے گھر والوں کو نماز اور زکوٰۃ کا حکم دیتے تھے اور وہ اپنے رب کے حضور مقام مرضیہ پر (فائز) تھے (یعنی ان کا رب ان سے راضی تھا)“

اس آیت کریمہ سے ظاہر ہے کہ فریضہ نماز کی بجا آوری کا حکم صرف لازم ہی نہیں بلکہ متعدی حیثیت رکھتا ہے۔ دوسرے لفظوں میں کوئی شخص خود نماز پڑھ لینے کے مجرد عمل سے اس فریضے کی بجا آوری سے سبکدوش نہیں ہو جاتا بلکہ اس کے لئے لازم ٹھہرایا گیا ہے کہ وہ اپنے اہل و عیال، متوسلین اور ان سب کو جن کی پرورش اور کفالت کی ذمہ داری اس پر عائد ہوتی ہے، نماز ادا کرنے کا حکم دے اور انہیں اس طرف راغب کرتا رہے۔ اس ضمن میں جملہ اہل ایمان کو خصوصیت کے ساتھ متنبہ فرمایا گیا۔

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا قُوا أَنْفُسَكُمْ وَأَهْلِيكُمْ نَارًا وَقُودُهَا النَّاسُ وَالْحِجَارَةُ عَلَيْهَا مَلَائِكَةٌ غِلَاظٌ شِدَادٌ لَا يَعْصُونَ اللَّهَ مَا أَمَرَهُمْ وَيَفْعَلُونَ مَا يُؤْمَرُونَ ۝ (۲)

”اے ایمان والو! اپنے آپ کو اور اپنے اہل و عیال کو اس آگ سے بچاؤ جس کا ایندھن انسان اور پتھر ہیں، جس پر سخت مزاج طاقتور فرشتے (مقرر) ہیں جو کسی بھی امر میں جس کا وہ انہیں حکم دیتا ہے اللہ کی نافرمانی نہیں کرتے اور وہی

(۱) مریم، ۱۹: ۵۵

(۲) التحريم، ۶: ۲۶

کام انجام دیتے ہیں جس کا انہیں حکم دیا جاتا ہے ۵“

مذکورہ بالا قرآنی آیات سے یہ بات بغیر کسی شک و شبہ اور ابہام کے حتمی طور پر ثابت ہو گئی کہ تمام شرائع سابقہ اور شریعت محمدیہ ﷺ میں نماز کا حکم بطور جزو اعظم کے ہمیشہ موجود رہا ہے اور نماز کی اسی فرضیت کی بناء پر ترک نماز کا عمل کفر کے مترادف قرار دیا گیا ہے۔

۲۔ احادیث نبوی ﷺ میں نماز کی تاکید

اسلام کے ارکانِ خمسہ میں سے شہادت توحید و رسالت کے بعد جس فریضہ کی بجا آوری کا حکم قرآن و سنت میں تاکید کے ساتھ آیا ہے وہ نماز ہی ہے۔ نماز کی اہمیت جاننے کے لیے درج ذیل احادیث مبارکہ کا بنظر غائر مطالعہ کرنے سے واضح ہوگا کہ اسلام میں نماز کو کیا مقام حاصل ہے؟

۱۔ حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ حضور نبی اکرم ﷺ نے فرمایا:

بُنِيَ الْإِسْلَامُ عَلَى خَمْسٍ. عَلَى أَنْ يُعْبَدَ اللَّهُ وَيُكْفَرَ بِمَا دُونَهُ. وَإِقَامُ الصَّلَاةِ. وَإِيتَاءُ الزَّكَاةِ. وَحَجُّ الْبَيْتِ. وَصَوْمُ رَمَضَانَ. (۱)

”اسلام کی بنیاد پانچ چیزوں پر ہے: اللہ تعالیٰ کی عبادت کرنا اور اس کے سوا سب کی عبادت کا انکار کرنا، نماز قائم کرنا، زکوٰۃ ادا کرنا، بیت اللہ کا حج کرنا اور رمضان کے روزے رکھنا۔“

(۱) ۱۔ مسلم، الصحيح، کتاب الایمان، باب: بیان أركان الإسلام

ودعائمه العظام، ۱: ۴۵، رقم: ۱۶

۲۔ بخاری، الصحيح، کتاب الایمان، باب بُنِيَ الْإِسْلَامُ عَلَى خَمْسٍ،

۱: ۱۲، رقم: ۸

۲۔ حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا:

حَمْسُ صَلَوَاتٍ افْتَرَضَهُنَّ اللَّهُ ﷻ، مَنْ أَحْسَنَ وُضُوءَهُنَّ وَصَلَّاهُنَّ لَوْفَتِهِنَّ وَأَتَمَّ رُكُوعَهُنَّ وَخُشُوعَهُنَّ، كَانَ لَهُ عَلَى اللَّهِ عَهْدٌ أَنْ يَغْفَرَ لَهُ، وَمَنْ لَمْ يَفْعَلْ فَلَيْسَ لَهُ عَلَى اللَّهِ عَهْدٌ، إِنْ شَاءَ غَفَرَ لَهُ، وَإِنْ شَاءَ عَذَّبَهُ۔^(۱)

”اللہ تعالیٰ نے پانچ نمازیں فرض کی ہیں، جس نے ان نمازوں کے لئے بہترین وضو کیا اور ان کے وقت پر ان کو ادا کیا، کمالاً ان کے رکوع کئے اور ان کے اندر خشوع سے کام لیا تو اللہ ﷻ نے اس کی بخشش کا عہد فرمایا ہے، اور جس نے یہ سب کچھ نہ کیا اس کے لئے اللہ تعالیٰ کا کوئی ذمہ نہیں، چاہے تو اسے بخش دے، چاہے تو اسے عذاب دے۔“

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ حضور نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

إِنَّ أَوَّلَ مَا يُحَاسَبُ بِهِ الْعَبْدُ الْمُسْلِمُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ الصَّلَاةُ الْمَكْتُوبَةُ فَإِنْ أَتَمَّهَا وَإِلَّا قِيلَ: انْظُرُوا هَلْ لَهُ مِنْ تَطَوُّعٍ؟ فَإِنْ كَانَ لَهُ تَطَوُّعٌ أَكْمَلَتِ الْقَرِيبَةَ مِنْ تَطَوُّعِهِ عَمَّ يُفْعَلُ بِسَائِرِ الْأَعْمَالِ الْمَفْرُوضَةِ۔^(۲)

”قیامت کے دن مسلم بندے کا سب سے پہلے نماز کا حساب ہوگا۔ اگر پوری ہوئیں تو ٹھیک ورنہ کہا جائے گا: اس کے نوافل دیکھو اگر نوافل ہوئے تو ان

(۱) أبو داود، السنن، کتاب الصلاة، باب في المحافظة في وقت الصلوات، ۱: ۱۷۵، رقم: ۴۲۵

(۲) ابن ماجہ، السنن، کتاب إقامة الصلاة والسنة فيها، باب: ماجاء في أول ما يحاسب به العبد، ۲: ۲۰۲، رقم: ۱۴۲۵

سے فرض پورے کئے جائیں گے۔ اسی طرح تمام فرض اعمال میں کیا جائے گا۔‘

لہذا یہ بات ذہن نشین رہے کہ توحید و رسالت کی شہادت اور اس کی عملی تصدیق کی طرف پہلا قدم نماز ہی ہے۔ نماز کا عمل ہی بندہ مؤمن کو ایمان کے اعلیٰ درجے پر فائز کرتا ہے۔

۳۔ حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما روایت کرتے ہیں کہ حضور نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: مجھے اس وقت تک لوگوں سے جنگ کرنے کا حکم دیا گیا ہے جب تک کہ وہ اللہ تعالیٰ کی توحید اور محمد رسول اللہ ﷺ کی رسالت کی گواہی نہ دیں اور نماز اور زکوٰۃ ادا نہ کریں۔ اس کے بعد میری طرف سے ان کی جانیں اور اموال محفوظ ہیں، البتہ اسلامی احکام کی خلاف ورزی پر ان سے مواخذہ ہوگا اور ان کے باطن کا حال اللہ کے سپرد ہے۔^(۱)

۴۔ حضرت مالک بن حویرث رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ حضور نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: ”جب نماز کا وقت ہو جائے تو تم میں سے ایک اذان کہہ دے اور جو عمر میں بڑا ہو وہ تمہیں نماز پڑھائے۔“^(۲)

۵۔ حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہما سے روایت کی ہے کہ حضور نبی اکرم ﷺ نے فرمایا:

(۱) ۱۔ مسلم، الصحيح، کتاب الإیمان، باب: الأمرُ بِقتالِ النَّاسِ حَتَّى يَقُولُوا لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ، ۱: ۵۳، رقم: ۲۲

۲۔ بخاری، الصحيح، کتاب الزکاة، باب وجوب الزکاة، ۲: ۵۰۷، رقم: ۱۳۳۵

(۲) ۱۔ بخاری، الصحيح، کتاب الأذان، باب من قال لیؤذن فی السَّفرِ مؤذِّن واحد: ۲۲۶، رقم: ۶۰۲

۲۔ دیلمی، الفردوس بمأثور الخطاب، ۱: ۱۵۷، رقم: ۷۲

مِفْتَاحُ الْجَنَّةِ الصَّلَاةُ، وَ مِفْتَاحُ الصَّلَاةِ الْوُضُوءُ۔^(۱)

”جنت کی چابی نماز ہے اور نماز کی چابی وضو ہے۔“

یعنی جنت کے دروازے کا تالا نماز کے لئے ہی کھلے گا، بے نمازی کے لئے جنت کا دروازہ نہیں کھل سکتا کیونکہ اس کے پاس نماز کی صورت میں دروازہ جنت کھولنے والی چابی نہیں ہے۔

۶۔ حضرت سبرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

عَلِّمُوا الصَّبِيَّ الصَّلَاةَ ابْنَ سَبْعِ سَنِينَ، وَ اضْرِبُوهُ عَلَيْهَا ابْنَ عَشْرِ۔^(۲)

”بچے کو سات سال کی عمر میں نماز سکھاؤ اور دس سال کی عمر میں نماز نہ پڑھنے پر مارو۔“

۷۔ نماز کی اہمیت اس قدر زیادہ ہے کہ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے وصال کے وقت امت کو جن چیزوں کی وصیت فرمائی ان میں سے سب سے زیادہ تاکید نماز کی فرمائی، بلکہ حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے مروی حدیث صحیح کے مطابق آخری الفاظ جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان مبارک پر بار بار آتے تھے وہ یہی تھے:

الصَّلَاةُ الصَّلَاةُ، اتَّقُوا اللَّهَ فِيمَا مَلَكَتْ أَيْمَانُكُمْ۔^(۳)

”نماز کو لازم پکڑو اور اپنے غلام، لونڈی کے بارے میں اللہ تعالیٰ سے ڈرتے رہنا۔“

(۱) ترمذی، الجامع الصحیح، أبواب الطهارة، باب ماجاء أن مفتاح

الصَّلَاةِ الطَّهْوَر، ۱: ۵۵، رقم: ۴

(۲) ترمذی، الجامع الصحیح، أبواب الصَّلَاة، باب ماجاء متى يؤمر

الصَّبِيَّ بالصَّلَاة، ۱: ۴۳۲، رقم: ۴۰۷

(۳) أبوداود، السنن، کتاب الأدب، باب فی حق المملوک، ۴: ۳۷۸،

رقم: ۵۱۵۶

۳۔ اقامتِ صلوٰۃ سے مراد

قرآن حکیم میں جن مقامات پر ادائیگی نماز کا حکم وارد ہوا ہے وہاں اکثر و بیشتر نماز کی تلقین و اَقِیْمُوا الصَّلٰوۃَ (اور نماز قائم کرو) کے کلمات سے کی گئی ہے۔ یہاں ذہن میں یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ نماز پڑھنے اور نماز قائم کرنے میں کون سا بنیادی فرق ہے؟ قرآن صرف نماز پڑھنے کے حکم پر کیوں اکتفا نہیں کرتا بلکہ بال تاکید نماز قائم کرنے پر اصرار کر رہا ہے۔ اس کے پس پردہ کارفرما حکمت یہ ہے کہ اگر نماز پڑھنے کا حکم ہوتا تو زندگی بھر کے لئے ایک آدھ بار نماز ادا کر لینا ہی کافی ہوتا۔ لیکن قرآن حکیم میں اقامتِ صلوٰۃ کا حکم بے شمار حکمتوں کا حامل ہونے کی بناء پر متعدد مفاد پر دلالت کرتا ہے۔

اولاً: اقامتِ صلوٰۃ کے حکم میں مداومت پائی جاتی ہے جس کا معنی یہ ہے کہ نماز اس طرح ادا کی جائے کہ اسے ترک کرنے کا تصور بھی باقی نہ رہے۔ قرآن اسے محافظت علی الصلوٰۃ سے تعبیر کرتا ہے۔ ارشادِ باری ہے:

حَفِظُوا عَلَى الصَّلَوَاتِ وَالصَّلَاةِ الْوُسْطَىٰ وَقُومُوا لِلَّهِ قَنِتِينَ ﴿۱﴾

”سب نمازوں کی محافظت کیا کرو اور بالخصوص درمیانی نماز کی، اور اللہ کے حضور سراپا ادب و نیاز بن کر قیام کیا کرو“

نماز کی مداومت اور محافظت اس امر کی متقاضی ہے کہ نماز پوری زندگی کا مستقل وظیفہ اور شعارِ حیات بن جائے۔ جس طرح شبانہ روز مصروفیات میں آرام نہ کرنے اور کھانا نہ کھانے کا تصور بھی محال ہے۔ اسی طرح ترک نماز کا تصور بھی خارج از امکان ہو جائے۔ گویا نماز کی محافظت کا عالم یہ ہو کہ زندگی کے نازک ترین لمحات میں خطرہ جان کے پیش نظر بھی فریضہ نماز نہ چھوٹنے پائے اور دل و دماغ پر نماز کا احساس یوں غالب اور حاوی ہو جائے کہ ترک نماز میں گزرنے والا ہر لمحہ حالتِ کفر میں متصور ہو۔

حالیہ: اقامتِ صلوٰۃ کے حکم کا معنی یہ ہے کہ نماز کو تمام تر ظاہری اور باطنی آداب ملحوظ رکھتے ہوئے ادا کیا جائے یعنی اسے محض رسم نہیں بلکہ جملہ تقاضوں کو لفظاً اور معنیاً ملحوظ رکھتے ہوئے بطریق احسن بجالایا جائے تاکہ اس کی روح بہر حال اس عمل کے اندر جاری و ساری رہے۔

حالیہ: نماز قائم کرنے کا ایک مفہوم یہ بھی ہے کہ پورے اسلامی معاشرے میں نظامِ صلوٰۃ پکا کیا جائے اور اس کے ذریعے ہر شعبے کو ایسے ہمہ گیر انقلاب سے آشنا کیا جائے کہ معاشرے کی ہمہ جہت ترقی، اصلاحِ احوال اور فلاحِ دارین کے امکانات پیدا ہوتے رہیں۔

قرآن حکیم میں اوقاتِ نماز کا ذکر

قرآن حکیم میں مختلف مقامات پر اوقاتِ نماز کا تذکرہ ہے:

- ۱۔ فَسُبْحَنَ اللّٰہِ حِیْنَ تُمَسُّوْنَ وَ حِیْنَ تُصْبِحُوْنَ ﴿۱﴾
 ”پس تم اللہ کی تسبیح کیا کرو جب تم شام کرو (یعنی مغرب اور عشاء کے وقت) اور جب تم صبح کرو (یعنی فجر کے وقت)“
- ۲۔ وَلَئِذَا الْحَمْدُ فِی السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَ عِشَیًّا وَ حِیْنَ تُظْهَرُوْنَ ﴿۲﴾

”اور ساری تعریفیں آسمانوں اور زمین میں اسی کے لئے ہیں اور (تم تسبیح کیا کرو) سہ پہر کو بھی (یعنی عصر کے وقت) اور جب تم دوپہر کرو (یعنی ظہر کے وقت)“

(۱) الروم، ۳۰: ۱

(۲) الروم، ۳۰: ۱۸

۳۔ وَمِنْ بَعْدِ صَلَاةِ الْعِشَاءِ ثَلَاثُ عَوْرَاتٍ لَّكُمْ^(۱)

”اور (تیسرے) نمازِ عشاء کے بعد (جب تم خوابگاہوں میں چلے جاتے ہو)،
(یہ) تین (وقت) تمہارے پردے کے ہیں“

نمازِ پنجگانہ کی فضیلت

نمازِ پنجگانہ مسلمانوں کے لئے ایک اہم ترین فریضہ ہے۔ اسلامی عبادات میں سب سے افضل عبادت نماز ہے۔ قرآن و حدیث میں نماز کے بے شمار فضائل اور فوائد بیان ہوئے ہیں۔ ان میں سے چیدہ چیدہ درج ذیل ہیں:

حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا کہ اللہ تعالیٰ کو کون سا عمل سب سے زیادہ محبوب ہے؟ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

الصَّلَاةُ لَوْ قُتِلَ^(۲)

”نماز کو اس کے مقررہ وقت پر پڑھنا۔“

۱۔ نمازِ فجر، ظہر و عصر کی فضیلت

حضرت جناب بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

مَنْ صَلَّى الصُّبْحَ فَهُوَ فِي ذِمَّةِ اللَّهِ. فَلَا يَطْلُبَنَّكَ اللَّهُ مِنْ ذِمَّتِهِ بِشَيْءٍ

(۱) النور، ۲۴: ۵۸

(۲) مسلم، الصحيح، کتاب الإیمان، باب بیان کون الایمان باللہ تعالیٰ

أفضل الأعمال، ۱: ۸۹، رقم: ۸۵

فَيُدْرِكُهُ فَيَكْبُهُ فِي نَارٍ جَهَنَّمَ۔ (۱)

”جس شخص نے صبح کی نماز پڑھی وہ اللہ تعالیٰ کی ذمہ داری میں ہے اور جس شخص نے اللہ تعالیٰ کی ذمہ داری میں خلل ڈالا، اللہ تعالیٰ اس کو اوندھے منہ جہنم میں ڈال دے گا۔“

حضرت عمارہ بن رویہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم فرما رہے تھے:

لَنْ يَلِجَ النَّارَ أَحَدٌ صَلَّى قَبْلَ طُلُوعِ الشَّمْسِ وَقَبْلَ غُرُوبِهَا يَعْنِي الْفَجْرَ وَالْعَصْرَ۔ (۲)

”جس شخص نے طلوع آفتاب اور غروب آفتاب سے پہلے نماز پڑھی یعنی فجر اور عصر، وہ ہرگز دوزخ میں نہیں جائے گا۔“

ابو بکرہ رضی اللہ عنہ کے والد بیان کرتے ہیں کہ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

مَنْ صَلَّى الْبَرْدَيْنِ دَخَلَ الْجَنَّةَ۔ (۳)

”جس نے دو ٹھنڈی نمازیں (عصر اور فجر) پڑھیں وہ جنت میں جائے گا۔“

حضرت ابو بصرہ غفاری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے مقام

(۱) مسلم، الصحيح، کتاب المساجد و مواضع الصلاة، باب فضل

صلاتی الصبح، ۱: ۴۵۴، رقم: ۶۵۷

(۲) مسلم، الصحيح، کتاب المساجد و مواضع الصلاة، باب فضل

صلاتی الصبح والعصر، ۱: ۴۴۰، رقم: ۶۳۴

(۳) مسلم، الصحيح، کتاب المساجد و مواضع الصلاة، باب فضل

صلاتی الصبح والعصر، ۱: ۴۴۰، رقم: ۶۳۵

محض میں ہمارے ساتھ عصر کی نماز پڑھی اور فرمایا: ”تم سے پہلی امتوں پر بھی یہ نماز پیش کی گئی تھی لیکن انہوں نے اسے ضائع کر دیا لہذا جو اس کی حفاظت کرے گا اس کو دو گنا اجر ملے گا۔“ (۱)

۲۔ نمازِ مغرب و عشاء کی فضیلت

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا روایت کرتی ہیں کہ حضور نبی اکرم ﷺ نے فرمایا:

إِنَّ أَفْضَلَ الصَّلَاةِ عِنْدَ اللَّهِ صَلَاةَ الْمَغْرِبِ، وَ مَنْ صَلَّى بَعْدَهَا رَكَعَتَيْنِ بَنَى اللَّهُ لَهُ بَيْتًا فِي الْجَنَّةِ، يَغْدُو فِيهِ وَيُرُوحُ- (۲)

”اللہ تعالیٰ کے نزدیک سب سے افضل نماز، نمازِ مغرب ہے اور جو اسکے بعد دو رکعت پڑھے تو اس کے لئے اللہ تعالیٰ جنت میں ایک گھر بنا دے گا (جس میں) وہ صبح کرے گا اور راحت پائے گا۔“

حضرت عبدالرحمن بن ابی عمرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ حضور نبی اکرم ﷺ نے فرمایا:

مَنْ صَلَّى الْعِشَاءَ فِي جَمَاعَةٍ فَكَأَنَّمَا قَامَ نِصْفَ اللَّيْلِ- (۳)

”جس شخص نے عشاء کی نماز باجماعت پڑھی تو گویا اس نے نصف رات قیام کیا۔“

(۱) مسلم، الصحيح، کتاب صلاة المسافرين و قصرها، باب ما يتعلق بالقراءات، ۱: ۵۶۸، رقم: ۸۳۰

(۲) طبرانی، المعجم الأوسط، ۷: ۲۳۰، رقم: ۶۴۴۵

(۳) مسلم، الصحيح، کتاب المساجد و مواضع الصلاة، باب فضل صلاة العشاء و الصبح في جماعة، ۱: ۴۵۴، رقم: ۶۵۶

۳۔ نماز بے راہروی سے بچاتی ہے

قرآن حکیم میں ان تمام عقائد و اعمال اور معاملات کا تفصیلاً ذکر ہے جن پر عمل پیرا ہو کر انسان راہ ہدایت پر گامزن ہو سکتا ہے۔ انہی اعمال خیر میں سے ایک نماز بھی ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

إِنَّمَا يَعْمُرُ مَسْجِدَ اللَّهِ مَنْ آمَنَ بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ وَأَقَامَ الصَّلَاةَ
وَاتَى الزَّكَاةَ وَلَمْ يَخْشَ إِلَّا اللَّهَ فَعَسَىٰ أُولَٰئِكَ أَنْ يَكُونُوا مِنَ
الْمُهْتَدِينَ ۝ (۱)

”اللہ کی مسجدیں صرف وہی آباد کر سکتا ہے جو اللہ پر اور یوم آخرت پر ایمان لایا اور اس نے نماز قائم کی اور زکوٰۃ ادا کی اور اللہ کے سوا (کسی سے) نہ ڈرا۔ سو امید ہے کہ یہی لوگ ہدایت پانے والوں میں ہو جائیں گے۔“

۴۔ نماز گناہوں کی آلائشیں دور کرتی ہے

انسان خطا کا پتلا ہے، اس سے قدم قدم پر گناہ سرزد ہوتے رہتے ہیں، اللہ تعالیٰ کی ذات رحمن و رحیم ہے، وہ اس کی بخشش کے راستے تلاش کرتی رہتی ہے۔ بندہ خطا کار کی مغفرت و بخشش کے بے شمار ذرائع میں سے ایک اہم ترین ذریعہ نماز ہے۔ نماز ان تمام برائیوں کے اثرات کا ازالہ کرتی ہے جو انسان سے وقتاً فوقتاً صادر ہوتی رہتی ہیں۔ حضور نبی اکرم ﷺ نے نماز کو گناہوں کے میل سے صفائی اور ان کی معافی کا ذریعہ قرار دیا ہے۔ اس حوالے سے چند احادیث درج ذیل ہیں:

۱۔ حضرت ابو ہریرہ ؓ سے روایت ہے کہ انہوں نے حضور نبی اکرم ﷺ کو صحابہ کرام ؓ سے یہ فرماتے سنا: ”بتاؤ! اگر تم میں سے کسی کے دروازہ پر ایک

نہر ہو جس میں وہ ہر روز پانچ مرتبہ غسل کرے تو کیا اس (کے بدن) میں کچھ میل باقی رہے گا؟ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کیا: اس میں بالکل میل نہیں رہے گا۔ آپ ﷺ نے فرمایا پانچ نمازوں کی ایسی ہی مثال ہے، اللہ تعالیٰ ان کے سبب گناہوں کو مٹا دیتا ہے۔“ (۱)

۲۔ حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ سے منقول ہے: ”حضور نبی اکرم ﷺ ایک دن موسم خزاں میں باہر نکلے، درختوں کے پتے جھڑ رہے تھے، آپ ﷺ نے ایک درخت کی ٹہنیوں کو پکڑا (اور ہلایا) تو اس سے پتے جھڑنے لگے، پھر آپ ﷺ نے مجھے مخاطب کر کے فرمایا: اے ابوذر! میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! میں حاضر ہوں آپ ﷺ نے فرمایا بلا شبہ مومن جب اللہ تعالیٰ کی رضا کے لئے نماز پڑھتا ہے تو اس کے گناہ ان پتوں کی طرح جھڑ جاتے ہیں۔“ (۲)

۳۔ حضرت سعید بن العاص رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ میرے سامنے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے وضو کے لئے پانی منگوا کر فرمایا کہ حضور نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

مَا مِنْ أَمْرٍ مُسْلِمٍ تَحْضُرُهُ صَلَاةٌ مَكْتُوبَةٌ فَيُحْسِنُ وُضُوءَهَا وَخُشُوعَهَا وَرُكُوعَهَا إِلَّا كَانَتْ كَفَّارَةً لِمَا قَبْلَهَا مِنَ الذُّنُوبِ۔ (۳)

(۱) ۱۔ بخاری، الصحيح، کتاب مواقیات الصلوة، باب: الصَّلَوَاتُ الْخَمْسُ كَفَّارَةٌ، ۱: ۹۷، رقم: ۵۰۵

۲۔ مسلم، الصحيح، کتاب المساجد و مواضع الصلوة، باب المسی إلى الصلوة تمحی بہ الخطایا وترفع بہ الدرجات، ۱: ۴۶۲، رقم: ۶۶۷

۳۔ ترمذی، الجامع الصحيح، أبواب الأمثال، باب مثل الصلوات الخمس، ۴: ۵۴۸، ۵۴۹، رقم: ۲۸۶۸

(۲) أحمد بن حنبل، المسند، ۵: ۱۸۰، رقم: ۲۱۸۸۹

(۳) مسلم، الصحيح، کتاب الطہارۃ، باب فضل الوضوء والصلوة عقبہ، ۱: ۲۰۶، رقم: ۲۲۸

”جس مسلمان نے بھی فرض نماز کا وقت پایا، اچھی طرح وضو کیا پھر خشوع و خضوع کے ساتھ نماز پڑھی تو وہ نماز اس کے پچھلے تمام گناہوں کا کفارہ بن جائے گی۔“

۴۔ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: ”حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ایک شخص نے آکر کہا یا رسول اللہ! مجھ سے ایک ایسا جرم ہو گیا ہے جس پر حد ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم مجھ پر حد جاری فرمادیں، اتنے میں نماز کا وقت آ گیا۔ اس نے حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نماز پڑھی۔ جب اس نے نماز پڑھ لی تو عرض کی: یا رسول اللہ! میں نے حد لگنے والا کام کیا ہے۔ آپ کتاب اللہ کے مطابق حد قائم کیجئے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کیا تم نے ہمارے ساتھ نماز پڑھی ہے؟ اس نے عرض کی: جی ہاں! آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے تمہارے گناہوں کو (اس نماز کے صدقے) معاف کر دیا ہے۔“ (۱)

۵۔ نمازی کے لئے اجرِ عظیم کا وعدہ

نمازی کے لئے آخرت میں اجرِ عظیم کا وعدہ کیا گیا ہے۔ اجر کے معنی اچھی جزا کے ہیں، خواہ وہ جزا دنیوی نعمتوں کی صورت میں ہو یا آخرت میں دخولِ جنت کی صورت میں، لیکن اس اجرِ عظیم کے لئے ایمان اور عملِ صالح بنیادی شرط ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

لٰكِنَّ الرّٰسِخُوْنَ فِی الْعِلْمِ مِنْهُمْ وَالْمُؤْمِنُوْنَ يُؤْمِنُوْنَ بِمَا اُنْزِلَ اِلَيْكَ وَمَا اُنْزِلَ مِنْ قَبْلِكَ وَالْمُقِيمِیْنَ الصَّلٰوةَ وَالْمُؤْتُوْنَ الزَّكٰوةَ

(۱) مسلم، الصحيح، کتاب التوبة، باب قوله تعالى: إِنْ الْحَسَنَاتِ يُذْهِبْنَ

السَّيِّئَاتِ، ۴: ۲۱۱، رقم: ۲۷۶۴

وَالْمُؤْمِنُونَ بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ أَُولَٰئِكَ سَنُؤْتِيهِمْ أَجْرًا عَظِيمًا ۝ (۱)

”لیکن ان میں سے پختہ علم والے اور مومن لوگ اس (وحی) پر جو آپ کی طرف نازل کی گئی ہے اور اس (وحی) پر جو آپ سے پہلے نازل کی گئی (برابر) ایمان لاتے ہیں، اور وہ (کتنے اچھے ہیں کہ) نماز قائم کرنے والے (ہیں) اور زکوٰۃ دینے والے (ہیں) اور اللہ اور قیامت کے دن پر ایمان رکھنے والے (ہیں)۔ ایسے ہی لوگوں کو ہم عنقریب بڑا اجر عطا فرمائیں گے ۝“

اس آیتِ کریمہ میں جن دو باتوں کی بنا پر اللہ تعالیٰ نے اجرِ عظیم کا وعدہ فرمایا ہے، ان میں پہلی بات ایمان اور دوسری نیک اعمال ہیں۔

قرآن حکیم ایک اور مقام پر نماز قائم کرنے والوں کے لئے اجرِ عظیم کا اعلان فرماتا ہے:

إِنَّ الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ وَ أَقَامُوا الصَّلَاةَ وَآتَوُا الزَّكَاةَ
لَهُمْ أَجْرُهُمْ عِنْدَ رَبِّهِمْ وَلَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُونَ ۝ (۲)

”بیشک جو لوگ ایمان لائے اور انہوں نے نیک اعمال کئے اور نماز قائم رکھی اور زکوٰۃ دیتے رہے ان کے لئے ان کے رب کے پاس ان کا اجر ہے، اور ان پر (آخرت میں) نہ کوئی خوف ہوگا اور نہ وہ رنجیدہ ہوں گے ۝“

موت کے بعد گنہگار مختلف سزائوں کے ڈر اور خوف میں مبتلا ہوں گے جیسے عذابِ قبر کا ڈر، روزِ قیامت کی ہولناکیوں کا خوف، روزِ محشر حساب و کتاب میں ناکامی اور سزا ملنے پر عذابِ جہنم کا خوف وغیرہ۔ اگر ان تمام مراحل میں کامیابی کی امید ہو تو ہر قسم کے خوف اور غم کا امکان ختم ہو جاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اس آیہ کریمہ میں واضح فرما دیا کہ جو

(۱) النساء، ۴: ۱۶۲

(۲) البقرة، ۲: ۲۷۷

صاحبانِ ایمان نیک اعمال (جن میں نماز بھی شامل ہے) پر کار بند ہوں گے وہ آخرت میں انہیں کامیاب و کامران کرے گا اور ان کو کسی قسم کا خوف لاحق نہ ہوگا۔ قرآن حکیم نماز قائم کرنے والوں کو جنت کی خوشخبری دیتے ہوئے ارشاد فرماتا ہے:

۶۔ نمازی کے لئے جنت کے مخصوص دروازے

جب کوئی بندہ نماز میں داخل ہو کر اسے پورے تقاضوں کے ساتھ ادا کرتا ہے تو اس پر ایک حدیث کے مطابق جنت کے دروازے کھول دیئے جاتے ہیں۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ راوی ہیں کہ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

ان العبد اذا قام في الصلاة فتحت له الجنان وكشفت له الحجب بينه، وبين ربه واستقبلته الحور العين۔^(۱)

”جب بندہ نماز میں قیام کرتا ہے تو اس کے لیے جنتیں کھول دی جاتی ہیں اور اللہ اور اس کے درمیان پردے ہٹا دیے جاتے ہیں اور حور العین اس کا استقبال کرتی ہے۔“

مذکورہ حدیث مبارکہ کی شرح میں جو تفصیل بیان کی گئی اس میں درج ذیل آٹھ دروازوں کا ذکر کیا گیا ہے:

پہلا دروازہ - باب المعرفة

نماز میں داخل ہوتے ہی جب بندہ کلماتِ ثناء اپنی زبان سے ادا کرتا ہے تو اس پر پہلا دروازہ باب المعرفة کھول دیا جاتا ہے، جس سے اسے معرفتِ الہی کا خزانہ عطا کر دیا جاتا ہے۔

(۱) ہیشمی، مجمع الزوائد ومنبع الفوائد، ۲: ۱۹

دوسرا دروازہ - باب الذکر

جب بندہ زبان سے تسمیہ کے کلمات - ﴿بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ﴾ - ادا کرتا ہے تو جنت کا دوسرا دروازہ جو باب الذکر سے موسوم ہے کھل جاتا ہے جس کے نتیجے میں وہ بندہ ذکرِ الہی کی نعمتوں کا حق دار بن جاتا ہے۔

تیسرا دروازہ - باب الشکر

بندہ جب اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ^(۱) کے کلمات پر پہنچتا ہے تو اس کا دل احساسِ شکر و امتنان سے مغلوب ہو جاتا ہے اور وہ بارگاہِ ایزدی میں اس بات کا اعتراف و اقرار کر لیتا ہے کہ وہی ذات تمام تعریفوں کے لائق ہے، تو اس بندے پر باب الشکر کھول دیا جاتا ہے۔

چوتھا دروازہ - باب الرجاء

جب بندہ اَلْحَمْدُ کے بعد الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ^(۲) کے کلمات زبان پر لاتا ہے تو اللہ رب العزت اپنے فرشتوں کو حکم دیتا ہے کہ میرا بندہ میری بے پایاں رحمتوں کا ذکر کر رہا ہے، اس لئے اس پر باب الرجاء کھول دیا جائے۔

پانچواں دروازہ - باب الخوف

جب بندہ قلب و روح کی گہرائیوں میں ڈوب کر مَالِکِ یَوْمِ الدِّیْنِ^(۳) کے الفاظ زبان سے ادا کرتا ہے تو گویا وہ خود کو ایک ملزم کی طرح سب سے بڑے بادشاہ کے دربار میں پیش کر دیتا ہے، وہ خوفِ خدا سے لرزہ بر اندام ہو جاتا ہے۔ جب وہ احساسِ جرم

(۱) الفاتحہ، ۱: ۱

(۲) الفاتحہ، ۱: ۲

(۳) الفاتحہ، ۱: ۳

سے مغلوب ہو جاتا ہے تو رحمت پروردگار فرشتوں کو ندا دیتی ہے کہ میرے اس بندے پر باب الخوف کھول دیا جائے تاکہ خشیتِ الہی کی وجہ سے وہ میری رحمتوں سے نوازا جاسکے۔

چھٹا دروازہ - باب الإخلاص

يَا اَيُّهَا النَّعْبُدُ وَ اَيَّاكَ نَسْتَعِينُ^(۱) کہہ کر جب بندہ خدا کی بندگی کا اقرار کرتے ہوئے اس سے استعانت کرتا ہے تو اس پر باب الاخلاص کھول دیا جاتا ہے، جس سے اسے خالق حقیقی کی معرفت میں اخلاص نصیب ہو جاتا ہے۔

چوتھا دروازہ - باب الدعاء

جب بندہ اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيمَ^(۲) پر پہنچ کر اللہ رب العزت کی بارگاہ میں سیدھی راہ پر چلنے کی ہدایت کا خواستگار ہوتا ہے تو فرشتوں کو جنت کا ساتواں دروازہ ”باب الدعاء“ کھول دینے کا حکم دے دیا جاتا ہے۔

پانچواں دروازہ - باب الاقتداء

آخر میں جب بندہ وَلَا الضَّالِّينَ^(۳) تک پہنچتا ہے اور منعم حقیقی سے اس کے انعام یافتہ بندوں کے زمرے میں شریک ہونے کا طلب گار ہوتا ہے اور ان لوگوں سے بریت کا اظہار کرتا ہے جو ضلالت و گمراہی کی وجہ سے اس کے غیظ و غضب کا نشانہ بنے، تو فرشتوں کو جنت کے آخری دروازے باب الاقتداء کو کھولنے کا حکم دے دیا جاتا ہے اور اس طرح اس کی نماز معراج کے درجے کو پہنچ جاتی ہے۔

www.MinhajBooks.com

(۱) الفاتحہ، ۱: ۴

(۲) الفاتحہ، ۱: ۵

(۳) الفاتحہ، ۱: ۷

نماز کے آداب

اہل صفا اور سالکین طریقت نماز ہی کے ذریعے قرب الہی کی منزلیں طے کرتے ہیں۔ نماز کے بغیر ان روحانی مہمات کو سر کرنا نہ صرف ناممکن ہے بلکہ اس کا تصور ہی سرے سے محال ہے۔ لہذا نماز کی اس اہمیت کے پیش نظر جس نکتہ کی خصوصیت کے ساتھ وضاحت مقصود ہے اس کا تعلق نماز کے ان آداب سے ہے جن کو بجالانے سے نماز روحانی لذت اور معراج کے ثمرات کے حصول کا ذریعہ بن سکتی ہے۔ اللہ رب العزت فرماتا ہے:

قَدْ أَفْلَحَ مَنْ تَزَكَّى ۝ وَذَكَرَ اسْمَ رَبِّهِ فَصَلَّى ۝ (۱)

”پیشک وہی بامراد ہوا جو (نفس کی آفتوں اور گناہ کی آلودگیوں سے) پاک ہو گیا ۝ اور وہ اپنے رب کے نام کا ذکر کرتا رہا اور (کثرت و پابندی سے) نماز پڑھتا رہا ۝“

اس آیت مبارکہ کا مفہوم اس امر پر دلالت کر رہا ہے کہ وہ نماز جو انسان کو دنیوی و اخروی کامیابی و کامرانی سے ہمکنار کرنے کا باعث بنتی ہے اس کے لئے نفس کو تمام مذموم خواہشات، اخلاقِ رذائلہ اور ہر قسم کے میل کچیل سے پاک و صاف کرنا بنیادی شرط ہے اور یہی نماز کے روحانی معراج کی طرف پہلا قدم ہے۔ وہ شرائط اور آداب جن کی بجا آوری کو نماز ادا کرنے کے لئے لازمی و لابدی قرار دیا گیا ہے پانچ ہیں (ان میں سے ہر ادب گونا گوں ظاہری و باطنی پہلوؤں کو محیط ہے) اس ضمن میں اولاً ظاہری آداب پر توجہ مرکوز کرنا ضروری ہے۔ کیونکہ جب تک ظواہر کے تقاضے پورے نہ کئے جائیں تب تک باطنی آداب کی بجا آوری محال ہے۔

۱۔ ظاہری آداب

پہلا ادب - طہارت

نماز کا سب سے پہلا ادب پاکیزگی و طہارت ہے جو اس بات کا متقاضی ہے کہ حالت نماز میں داخل ہونے سے پہلے جسم، لباس اور جگہ اچھی طرح سے پاک و صاف ہوں، کیونکہ اس کے بغیر نماز کی ادائیگی کے شرعی تقاضے پورے نہیں کئے جاسکتے۔

دوسرا ادب - جسم کا ڈھانپنا

نماز کا دوسرا ادب ستر ہے فقہی اصطلاح میں اسے ”ستر عورت“ کہا جاتا ہے۔ اس کے ظاہری معنی یہ ہیں کہ جو عضو بدن میں باعث شرم و عار ہے اسے مخلوق کی نگاہ سے چھپایا جائے، کیونکہ ستر کو ملحوظ خاطر نہ رکھنے کی صورت میں نماز نہیں ہوگی۔

تیسرا ادب - پابندی وقت

تیسرا ادب نماز کو مقررہ حدود کے اندر ادا کرنا ہے۔ نماز ادا کرنے کی دو حدیں ہیں ایک شروع کرنے کی ابتدائی حد اور دوسری ختم کرنے کی انتہائی حد۔ ان حدود کے اندر رہ کر نماز ادا کرنا شرط ہے مثلاً ظہر کی نماز کا وقت سورج ڈھلنے کے بعد شروع ہوتا ہے۔ اگر اس سے قبل ادا کر لی تو وہ ظہر کی نماز تصور نہیں ہوگی۔

اسی طرح نماز ظہر کی آخری حد اس وقت تک ہے جب سایہ سوا دو ہاتھ دراز ہو جائے۔ اس کے بعد چونکہ نماز عصر کا وقت شروع ہو جاتا ہے اس لئے ظہر کی نماز ادا نہیں ہو سکتی۔ نماز عصر کی آخری حد غروب آفتاب سے قبل تک ہے۔ اسی طرح نماز مغرب غروب آفتاب کے بعد ہوگی۔ اس کی بھی ایک آخری حد ہے جس کے گزر جانے کے بعد نماز عشاء کا وقت شروع ہو جاتا ہے جو طلوع فجر سے پہلے تک رہتا ہے۔

نماز پنجگانہ کے اوقات کی مقررہ حدود کی پابندی ہر مسلمان پر فرض کردی گئی ہے۔ قرآن حکیم میں ارشاد ہوتا ہے۔

إِنَّ الصَّلَاةَ كَانَتْ عَلَى الْمُؤْمِنِينَ كِتَابًا مَّوْقُوتًا ۝ (۱)

”بیشک نماز مومنوں پر مقررہ وقت کے حساب سے فرض ہے ۝“

حضرت عمر رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں: ”ایک آدمی حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا اور اس نے عرض کیا: یا رسول اللہ! اسلام میں اللہ تبارک و تعالیٰ کو کون سی شے محبوب ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

الصَّلَاةُ لَوْ فَتِيهَا۔ (۲)

”وقت پر نماز ادا کرنا“

لہذا وہ نماز جو مقررہ اوقات کے بعد ادا کی جائے قضاء نماز تصور ہوگی۔

چوتھا ادب - استقبالِ قبلہ

چوتھا ادب نماز میں داخل ہونے سے پہلے اپنے چہرے اور پورے جسم کو قبلہ رخ کرنا ہے۔ تاہم حالت سفر میں اگر سمتِ قبلہ کا تعین کرنا ممکن نہ ہو تو انسان کو مجبوری کی بنا پر اس پابندی سے مستثنیٰ قرار دیا جاتا ہے۔ چنانچہ اس صورت میں کسی بھی سمت رخ کر کے کھڑے ہونے سے نماز ادا ہو جائے گی۔ بصورت دیگر معمول کے حالات میں استقبالِ قبلہ کو ملحوظ رکھنا لازمی ہے کہ اس کے بغیر نماز نہیں ہوتی۔

پانچواں ادب - نیت

پانچواں ادب زبان یا دل سے نماز کی نیت ہے۔ نیت دل کے ارادے کا نام

(۱) النساء، ۴: ۱۰۳

(۲) بیہقی، شعب الإيمان، ۳: ۳۹، رقم: ۲۸۰۷

ہے۔ اس کو بصورتِ الفاظ زبان سے ادا کرنا لازم نہیں بلکہ مستحب ہے۔

مذکورہ بالا پانچ ظاہری آداب کی پابندی شرعی تقاضا ہے اور اس کے بغیر نماز مکمل نہیں ہوتی۔ اب ہم نماز کے باطنی آداب کی طرف متوجہ ہوتے ہیں۔

۲۔ نماز کے باطنی آداب

نماز کے ظاہری آداب کی تکمیل کے بعد باطنی آداب کا بجا لانا لازمی اور ضروری ہے۔ باطنی آداب کی کما حقہ بجا آوری سے ہی نماز روحانی اعتبار سے بالیدگی اور تقویت پاتی ہے۔ وہ نماز جو باطنی احوال میں کسی قسم کا انقلاب اور تغیر پیدا نہ کر سکے بے روح رہتی ہے۔ حقیقی نماز وہی ہے جو فواحش و منکرات کا سد باب اور تمام نفسانی برائیوں کا خاتمہ کر سکے۔ ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

إِنَّ الصَّلَاةَ تَنْهَىٰ عَنِ الْفَحْشَاءِ وَالْمُنْكَرِ (۱)

”بیشک نماز بے حیائی اور برائی سے روکتی ہے۔“

یہ بات غور طلب اور لمحہ فکریہ ہے کہ آخر کیا وجہ ہے کہ ہماری نماز سے مطلوبہ نتائج پیدا نہیں ہو رہے اور اس کے اثرات عملی طور پر ہماری زندگی پر مرتب ہوتے نظر نہیں آتے باوجود اس کے کہ ہم پیچگانہ نماز بھی باہتمام ادا کرتے ہیں لیکن برائی اور فحاشی کا ایک سیلاب ہمیں چاروں طرف سے گھیرے میں لئے ہوئے ہے۔ اس ناگفتہ بہ صورتِ حال کا سبب یہ ہے کہ ہم نماز کے باطنی آداب پورے کرنے کی طرف متوجہ نہیں ہوئے۔ ذیل میں ہم قدرے تفصیل کے ساتھ ان آداب کا جائزہ لیں گے۔

۱۔ تکبیر تحریمہ - غیر اللہ سے بیزاری کا اعلان

تکبیر تحریمہ نماز میں داخل ہونے کا دروازہ ہے اس کے باطنی ادب کو سمجھنے کے

لئے ان حکمتوں کو جان لینا ضروری ہے۔ جو داخلِ نماز ہونے کے لئے ہاتھ اٹھانے کے عمل میں کارفرما ہیں ورنہ بغیر ہاتھ اٹھائے بھی محض اللہ اکبر کہہ کر نماز کا آغاز کیا جاسکتا تھا۔ ہم اپنے رب کے حضور ہاتھ اٹھا کر گویا اللہ کے حکم کے آگے دنیا کی ہر شے کی محبت، رغبت اور خیال سے بریت و بیزاری کا اظہار کر رہے ہیں۔ بالفاظِ دیگر یہ اس امر کا اعلان ہے کہ ہمارے دل کے کسی گوشہ میں سوائے یادِ الہی کے اور کچھ باقی نہیں رہا۔ پس تکبیر تحریمہ کا باطنی ادب اس بات کا متقاضی ہے کہ بندہ مادی چیزوں کی کشش و رعنائی اور چکا چوند سے اپنا دھیان ہٹالے اور جھوٹی آرزوؤں، تمنائوں کے سراب سے باہر نکل کر اپنا قلبی تعلق محبوبِ حقیقی کی ذات سے اس حد تک استوار کرے کہ دنیا کی محبت اور لذت کی کوئی رُمق بھی اس کے دل میں باقی نہ رہے۔ اس باطنی ادب کا حق اس وقت تک ادا نہ ہوگا جب تک قرآن حکیم کے اس ارشاد کے مطابق بندے کی طبیعت کا میلان ماسوا سے کٹ کر سرا سرباری تعالیٰ کی طرف نہ ہو جائے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

وَ اذْكُرْ اسْمَ رَبِّكَ وَ تَبْتَغِ الْيُسْرَىٰ ۝ (۱)

”اور آپ اپنے رب کے نام کا ذکر کرتے رہیں اور (اپنے قلب و باطن میں) ہر ایک سے ٹوٹ کر اُسی کے ہو رہیں۔“

اس آیت کریمہ میں اس امر کی تلقین کی گئی ہے کہ اللہ رب العزت کا ذکر اس قدر کثرت و تواتر کے ساتھ کیا جائے کہ وہ وظیفہٴ حیات بن جائے اور تھکن، درماندگی اور بیزاری کے آثار ایک لمحہ کے لئے بھی طبیعت میں پیدا نہ ہوں بلکہ مولا کی یاد بندے کے دل میں اس حد تک جاگزیں ہو جائے کہ پھر کبھی بھولے سے بھی غیر اللہ کا خیال اس میں نہ آ سکے۔

دنیا کی تمام محبتوں، رغبتوں اور مکروہات سے کنارہ کشی کر کے اللہ کی عظمت و کبریائی اور حاکمیتِ اعلیٰ کا برملا اعتراف اور اقرار کرنا تکبیر تحریمہ کا دوسرا باطنی ادب ہے

(۱) المؤمن، ۸: ۷۳

جس کا لازمی تقاضا ہے کہ ذات کبریا کی عظمت اور بڑائی کے زبانی اقرار کے بعد بندے کے دل سے غیر اللہ کا خوف کلیتاً نکل جائے اور وہ اس کی تصدیق اپنے عمل سے اس طرح کرے کہ ذاتِ خداوندی کی کبریائی پر ایمان لانے کے بعد کسی اور کی بڑائی، بزرگی یا عظمت کا ذرہ بھر تصور اس کے وہم و گمان میں نہ رہے۔ جب تک بندہ اس بات کو دل و جان سے تسلیم نہیں کرے گا کہ سب عظمتوں اور کبریائیوں کی مستحق صرف ایک ہی ذات ہے اور اس کے مقابلے میں باقی ہر چیز ہیچ، ادنیٰ اور مہمل (فضول، بے معنی) ہے تب تک اس کا دل غیر اللہ کے خوف کی آماجگاہ بنا رہے گا۔ حضور نبی اکرم ﷺ کو منصبِ نبوت پر فائز فرمانے کے ساتھ اللہ رب العزت نے آپ ﷺ کو اپنی پیغمبرانہ جدوجہد کے آغاز ہی میں بنی نوع انسان کو غیر اللہ کے خوف سے نجات دلانے اور ان کے دل میں خوفِ الہی جاگزیں کرانے کا حکم دیا۔ ارشاد ہوا:

يَا أَيُّهَا الْمُدَّثِّرُ ۖ قُمْ فَأَنْذِرْ ۚ (۱)

”اے چادر اوڑھنے والے (حبیب!) ۞ اٹھیں اور (لوگوں کو اللہ کا) ڈر سنائیں۔“

تبکیر تحریمہ کا باطنی ادب اس بات کا متقاضی ہے کہ بندہ اپنے رب کی کبریائی کے تصور میں ڈوب کر نماز میں داخل ہو۔ چنانچہ بعض اہل اللہ کے بارے میں کہا جاتا ہے کہ وہ اللہ اکبر کہتے ہی اپنی آنکھوں سے اللہ کی کبریائی کا نظارہ کر لیتے ہیں۔

حضرت شیخ ذوالنون مصری علیہ الرحمہ کا واقعہ

کسی نے حضرت شیخ ذوالنون مصری علیہ الرحمہ سے نماز کی امامت کے لئے کہا انہوں نے بہت پس و پیش کیا لیکن جب لوگوں کا اصرار بڑھ گیا تو مصلے پر کھڑے ہو گئے۔ ابھی تبکیر تحریمہ کے لئے اللہ اکبر کہا ہی تھا کہ غش کھا کر گر پڑے اور کافی دیر تک

اس حال میں پڑے رہے گویا اللہ کی کبریائی کا زبان سے اقرار کرنے کی دیر تھی کہ شیخ نے الوہی عظمت و جبروت کا نظارہ چشم سر کر لیا اور خرمن ہوش جل کر رہ گیا۔^(۱)

صد افسوس کہ ہماری قلبی و ایمانی حالت اس قدر بگاڑ کا شکار ہو چکی ہے کہ ہماری نمازیں نتیجہ خیزی کے اعتبار سے احوال حیات میں کوئی انقلاب برپا نہیں کرتیں، فی الحقیقت ایک سجدہ بھی اگر صحیح ادا ہو جائے تو وہ پوری زندگی کے احوال کو بدل سکتا ہے۔

۲۔ قیام - مجاہدہ

قیام کے لغوی معنی کھڑے ہونے کے ہیں اور یہ نماز کا دوسرا (فرض) رکن ہے۔ حالتِ قیام میں بندہ سر جھکائے ہوئے اپنے رب کے حضور دست بستہ کھڑا ہوتا ہے۔ قیام کا باطنی ادب مجاہدہ ہے جس کے بارے میں اللہ رب العزت نے قرآن حکیم میں یوں ارشاد فرمایا:

وَقُومُوا لِلَّهِ قَانِتِينَ ۝ (۲)

”اور اللہ کے حضور سراپا ادب و نیاز بن کر قیام کیا کرو“

اس آیت کریمہ میں اللہ تعالیٰ کا اشارہ اپنے ان بندوں کی طرف ہے جو اس کے حضور سراپا عجز و نیاز اور پیکر ادب بن کر اس غلام کی طرح کھڑے ہوتے ہیں جو اپنے آقا کے رو برو فرط ادب و نیاز سے اپنی نگاہیں اٹھا کر بھی نہیں دیکھتا۔ قیام کا باطنی ادب یہ ہے کہ ہاتھ باندھتے ہی بندہ اس تصور میں کھوجائے کہ وہ بہت بڑے دربار میں حاضر ہے جہاں بڑے بڑے صاحب جبروت بادشاہ بھی سائل کی طرح کھڑے پیکر عجز و نیاز بنے رہتے ہیں۔ اس کیفیت میں سرشاری کی دولت خال خال خوش بختوں کو نصیب ہوتی ہے اور اس سے محرومی کو سوائے بد نصیبی کے اور کچھ نہیں کہا جاسکتا۔ قیام کے باطنی ادب کا

(۱) سہروردی، عوارف المعارف: ۴۷۴

(۲) البقرة، ۲: ۲۳۸

تقاضا ہے کہ غلامی اور اطاعت صرف ایک ہی ذات کی ہونی چاہئے۔ جب بندہ ایک عظیم و برتر شہنشاہ اور کائنات کے خالق و مالک کا تصور اپنے اوپر حاوی کر لیتا ہے تو اس کے دل میں رقت اور سوز و گداز پیدا ہو جاتا ہے اور آنکھیں پر نم ہو جاتی ہیں، خود سپردگی کی کیفیت دل میں گھر کر لیتی ہے، دنیا کے ہر خوف کا کٹنا اس کے دل سے نکل جاتا ہے اور دھیان میں باری تعالیٰ کی عظمت و کبریائی کے سوا اور کسی کے تصور کی گنجائش ہی باقی نہیں رہتی۔

۳۔ قراءت - دوام ذکر کا ذریعہ

نماز کا تیسرا رکن قراءت ہے جس کے بارے میں قرآن حکیم میں یوں ارشاد فرمایا گیا ہے:

فَاقْرَءُوا مَا تَيَسَّرَ مِنَ الْقُرْآنِ (۱)

”پس جتنا آسانی سے ہو سکے قرآن پڑھ لیا کرو۔“

دوران نماز قرأت میں آسانی کو ملحوظ رکھنے کی تلقین کی گئی ہے۔ یعنی صرف اس قدر قرآن پڑھا جائے جو طبیعت پر بوجھ اور گرائی کا باعث نہ بنے۔ یہ خدا کا اپنے بندوں پر بڑا احسان، شفقت اور مہربانی ہے کہ اس نے اتنا قرآن پڑھنے کی اجازت دی ہے جتنا آسانی سے یاد ہو سکے۔ قرآن کلامِ ربی ہے اور اس کا پڑھنا گویا اللہ سے ہم کلامی کا شرف حاصل کرنا ہے جو بڑی فضیلت کی بات ہے۔ اس میں ایسے ایسے مقامات آتے ہیں کہ کہیں بندہ اپنے مولا سے کچھ طلب کر رہا ہوتا ہے تو کہیں التجا اور دعا و مناجات میں محو اپنے گناہوں کی معافی مانگ کر اس کی حمد و ثنا بیان کر رہا ہوتا ہے۔ اسلوب اور انداز کلام بدلتا رہتا ہے نجات، فوز و فلاح اور جنت کی بشارتوں کا ذکر آتے ہی دل میں غنچہ امید کھل اٹھتا ہے، عذاب نار، عقوبت سقر (جہنم کی سزا) اور ہاویہ (دوزخ کا سب سے نیچے کا طبقہ) کا بیان خشتِ الہی سے جسم کے روٹکٹے کھڑے کر دیتا ہے۔ دراصل قرآن سارے کا سارا

ذکر الہی ہے جس سے دلوں کا حزن و ملال راحت و اطمینان میں بدل جاتا ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

اَلَا بِذِكْرِ اللّٰهِ تَطْمَئِنُّ الْقُلُوْبُ ۝ (۱)

”جان لو کہ اللہ ہی کے ذکر سے دلوں کو اطمینان نصیب ہوتا ہے“

قرأت کا باطنی ادب دوام ذکر ہے جس کا اثر یہ ہونا چاہئے کہ قرآن پڑھتے ہوئے بندہ اس کی گہرائیوں میں ڈوب کر اپنے اوپر ایسی کیفیت طاری کرے کہ جیسے وہ خدا سے ہم کلام ہو رہا ہے۔ بندے کے دل و دماغ میں یہ تصور جاگزیں ہو کہ وہ ذاتِ کبریا کی بارگاہ میں حاضر ہے اور اس کی زبان سے نکلا ہوا قرآن کا ایک ایک لفظ لوحِ دل پر ثبت ہو رہا ہے۔ جسے قرأت کے باطنی ادب کی شناسائی نصیب ہو جاتی ہے اسے محبوبِ حقیقی کے کلام میں وہ قرار ملتا ہے کہ دنیا کا ہر کلام اس کے مقابلے میں ہیچ اور بے مایہ نظر آتا ہے۔ اس کی طبیعت کو کسی اور ذکر سے لطف نصیب ہی نہیں ہوتا وہ بے نصیبِ جودتِ قرأت کی دولت سے محروم ہیں انہوں نے گویا قرآن کو سمجھا ہی نہیں۔ پس قرأت کا باطنی ادب ذکرِ دوام سے محبوب کی یاد کو دل میں تازہ اور اس تصور کو پختہ کرنا وہ کیفیت پیدا کر دیتا ہے کہ زندگی کا کوئی لمحہ بھی اس کی یاد سے خالی بسر نہ ہو۔

۳۔ رکوع - اظہارِ عجز و انکساری

رکوع کا معنی ”جھکنا“ ہے جو حالتِ عجز و انکساری کا آئینہ دار ہے۔ رکوع میں بندہ اپنی زبان سے سُبْحَانَ رَبِّيَ الْعَظِيمِ کہہ کر اس کی عظمت کے مقابلے میں خود کو نہایت عاجز، بے کس اور ادنیٰ تصور کرتا ہے، رکوع کا باطنی ادب انسان میں یہ احساس جاگزیں کرنا چاہتا ہے کہ وہ خلقت کے اعتبار سے تواضع و انکسار اور عاجزی و فروتنی کا مرقع ہے اسے قطعاً زیب نہیں دیتا کہ وہ تکبر، غرور، رعونت اور برتری کا مظاہرہ کرتے ہوئے

دوسروں کو ہیچ و کم تر سمجھے۔ اگر کوئی نمازی اس روش سے باز نہیں آتا تو گویا وہ اپنے عمل سے رکوع کے اس باطنی ادب کی نفی کر رہا ہے، جو انسان کو سرتا پا متواضع و منکسر المزاج دیکھنا چاہتا ہے۔ رکوع کا باطنی ادب ہر ایک کے لئے یہ امر لازم ٹھہراتا ہے کہ وہ عزم صمیم کے ساتھ اس بات کا عہد کرے کہ زندگی بھر تک، جھوٹے فخر و غرور کے بت کے آگے اپنی جبینِ نیاز خم نہیں کرے گا اور تواضع و انکسار کو اپنا مستقل وتیرہ اور شعار بنا رہے گا۔

۵۔ سجدہ - غایت درجہ عجز و انکساری

رکوع کے بعد قومہ سے فارغ ہوتے ہی نماز کا اگلا رکن سجدہ ہے جس میں بندہ اپنے جسم کے آٹھ اعضا زمین کو اس طرح چھونے لگتے ہیں کہ اس حالت میں دونوں ہاتھوں کی انگلیاں قبلہ رخ پھیلاتے ہوئے اپنی ناک اور پیشانی زمین پر ٹکا دیتا ہے۔ حالتِ سجدہ انسان کی غایت درجہ عاجزی، تذلل، تضرع اور کمال خشوع و خضوع کی آئینہ دار ہے جس میں وہ اپنے رب سے سبحان ربی الاعلیٰ کہہ کر ہم کلام ہوتا ہے۔ وہ ذات باری تعالیٰ کے روبرو اس امر کا اقرار کرتا ہے کہ مولا تو ہر نقص، عیب اور خامی سے پاک ہے۔ اس حالت میں وہ اپنے مولا سے براہِ راست اپنا تعلق جوڑ لیتا ہے اور اسے وہ کیفیت نصیب ہو جاتی ہے جسے معرفتِ نفس سے تعبیر کیا جاتا ہے یہ حقیقت انسان پر صرف اس وقت منکشف ہوتی ہے جب وہ خدا کو خالق و مالک، یگانہ، ہر چیز پر غالب اور قابض و محیط تسلیم کر لے۔ سجدہ انسان کو معرفتِ نفس عطا کرتا ہے جس سے اسے بارگاہِ ایزدی میں انتہائی قرب نصیب ہوتا ہے۔ سجدہ سے بندہ کس طرح اللہ کا قرب حاصل کرے اس کے متعلق قرآن حکیم میں ارشاد فرمایا گیا:

وَأَسْجُدْ وَاقْتَرِبْ ۝ السجدة (۱)

”(اے حبیبِ مکرم!) آپ سر بسجود رہیے اور (ہم سے مزید) قریب ہوتے جائیے“

(۱) العلق، ۹۶: ۱۹

سجود کا اثر اور ثمر یہ ہونا چاہئے کہ انسان کو اس سے معرفت نفس نصیب ہو اور اسے اللہ کی جلالت و بزرگی کے سامنے اپنی ہستی کا اندازہ ہو جائے کہ وہ اس کے سامنے کچھ بھی نہیں۔ سجدہ وہی مقبول ہے جو نفس کے اندر چھپے ہوئے کبر و نخوت اور ”اَنَا“ کے بت کو توڑ دے اور انسان اپنے جھوٹے وقار اور عزت و تمکنت کے تقاریر سے نجات پالے۔ میل ملاپ اور رہن سہن میں عجز و انکساری کا پیدا ہو جانا بھی سجدے کے فلسفہ بندگی کا عکس ہے۔ سجدے میں انسان کو جب یہ احساس ہو جائے کہ وہ اصل میں خاک ہے اور خاک سے وجود میں آیا ہے اور اس کا انجام بھی اسی میں ہونا ہے تو لامحالہ اس کی بندگی میں چاشنی حلاوت اور لگن پیدا ہوگی اور بالآخر اس کا ادا کیا ہوا سجدہ بقول علامہ اقبالؒ اسے مقبول بارگاہِ ایزدی بنا دے گا۔

یہ ایک سجدہ جسے تو گراں سمجھتا ہے
ہزار سجدوں سے دیتا ہے آدمی کو نجات

۶۔ قعدہ اخیرہ - خود سپردگی

نماز کا چھٹا رکن قعدہ اخیرہ ہے تکبیر تحریمہ سے لے کر سجدہ کی تک سارے عمل میں انسان نماز کے ذریعے اپنا روحانی سفر طے کرتا ہے۔ قعدہ اخیرہ سے قبل تکبیر، قیام، قرأت، رکوع اور سجود میں اس پر اللہ کی بے شمار رحمتوں اور نعمتوں کے دروازے کھلتے ہیں۔ اب وہ قعدے میں اپنے دونوں ہاتھوں کو رانوں پر رکھ کر حالت تشہد میں بیٹھ کر حضور نبی اکرم ﷺ پر سلام پڑھتا ہے۔ حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ ہم حضور نبی اکرم ﷺ کی اقتداء میں نماز پڑھتے اور السّلام علی اللہ، السّلام علی فلان کہتے، ایک دن حضور نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ بذات خود ”سلام“ ہے جب تم سے کوئی شخص نماز میں بیٹھے تو یوں کہے:

اَلتَّحِيَّاتُ لِلّٰهِ، وَالصَّلَوَاتُ وَالطَّيِّبَاتُ، السَّلَامُ عَلَیْكَ اَیُّهَا النَّبِیُّ
وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَکَاتُہٗ، السَّلَامُ عَلَیْنَا وَعَلٰی عِبَادِ اللّٰهِ الصّٰلِحِیْنَ،

أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ، وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُولُهُ۔ (۱)
 ”تمام زبانی، بدنی اور مالی عبادتیں اللہ کے لئے ہیں سلام ہو آپ پر اے نبی!
 اور اللہ کی رحمت اور اس کی برکتیں، سلام ہو ہم پر اور اللہ کے نیک بندوں پر
 میں گواہی دیتا ہوں کہ نہیں ہے کوئی معبود مگر اللہ اور میں گواہی دیتا ہوں کہ محمد
 (ﷺ) اس کے بندے اور رسول ہیں۔“

اس طرح نمازی جب صدق دل سے سب کچھ اللہ کے سپرد کر دیتا ہے تو اس پر
 عالم ملکوت کے بعد عالم لاہوت کے پردے اٹھتے ہیں اور اس سے کہا جاتا ہے کہ جس کی
 خاطر تو نے قیام، رکوع، سجود اور قرأت غرض یہ کہ اپنی عقیدتوں اور نیاز مندلیوں کا جو نذرانہ
 بھی نماز کی حالت میں پیش کیا، اس رب کی بارگاہ نیاز کی طرف نگاہ اٹھا۔ وہ اسی حالت
 میں جب اپنی باطنی نظر سے حریم بارگاہ الہی کی طرف نگاہ اٹھاتا ہے تو اسے وہاں حضور نبی
 اکرم ﷺ کی ذات گرامی نظر آتی ہے اس طرح قعدہ اخیرہ میں بندے کو یہ احساس دلایا
 جاتا ہے کہ تجھے جو کچھ عطا ہوا وہ اسی ہستی کے طفیل عطا کیا گیا ہے۔

جب بندے کو یہ احساس ہو جاتا ہے کہ کائنات میں سب کچھ اللہ کی طرف سے
 ہے۔ اس کے احسانات و عنایات کی صورت میں حضور نبی اکرم ﷺ کے تصدق سے
 نصیب ہو رہا ہے تو وہ اپنے آقا و مولا کا تصور کر کے عرض کرتا ہے:

السَّلَامُ عَلَيْكَ أَيُّهَا النَّبِيُّ وَرَحْمَةُ اللَّهِ۔ (۲)

(۱) ۱۔ بخاری، الصحيح، کتاب صفة الصلاة، باب التشہد فی الآخرة،

۲۸۶: ۷۹۷ رقم:

۲۔ مسلم، الصحيح، کتاب الصلاة، باب التشہد فی الصلاة، ۱:

۳۰۱، ۳۰۲، رقم: ۴۰۲

(۲) بخاری، الصحيح، کتاب صفة الصلاة، باب التشہد فی الآخرة، ۱:

۲۸۶، رقم: ۷۹۷

”یا رسول اللہ! آپ پر سلامتی اور اللہ کی رحمتوں اور برکتوں کا نزول ہو۔“

اس لحاظ سے تشہد اور قعدہ اخیرہ کا باطنی ادب نمازی کو یہ باور کرانا ہے کہ بارگاہِ خداوندی سے مجھے جو کچھ نصیب ہوتا ہے وہ میرے آقا حضور نبی اکرم ﷺ کے ذریعے سے ہے۔ یہ سب عطائیں اللہ جل مجدہ کی ہیں جبکہ تقسیم اس کے حبیب مکرم ﷺ کے ذریعے ہو رہی ہیں، پس جب انسان پر تشہد کی حالت میں یہ حقیقت کھلتی ہے تو وہ شکرانے کے طور پر حضور نبی اکرم ﷺ کی بارگاہ میں زبانِ حال سے اپنے سلام کا تحفہ پیش کرتا ہے۔

سلام گزار بندے کو چاہیے کہ وہ دل میں یہ یقین رکھے کہ یہ سلام ان کو پہنچے گا اور وہ اس کا جواب مرحمت فرمائیں گے۔ حضور نبی اکرم ﷺ نے یہاں تک ارشاد فرمایا کہ کوئی مسلمان بھی شرق سے لے کر غرب تک جب بھی مجھ پر سلام پڑھتا ہے میں اس کے سلام کا جواب دیتا ہوں۔ یہ سلسلہ ہر دور میں جاری و ساری رہے گا۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور نبی اکرم ﷺ نے فرمایا:

مَا مِنْ أَحَدٍ يُسَلِّمُ عَلَيَّ إِلَّا رَدَّ اللَّهُ عَلَيَّ رُوحِي حَتَّى أَرُدَّ عَلَيْهِ السَّلَامَ۔^(۱)

”کوئی مسلمان ایسا نہیں جو مجھ پر سلام بھیجے مگر یہ کہ اللہ تعالیٰ میری روح میری طرف واپس لوٹا دیتا ہے یہاں تک کہ میں اسے سلام کا جواب دیتا ہوں۔“

جس طرح ہر آنکھ جمال محمدی ﷺ کے دیدار کی اہل نہیں اسی طرح ہر کان حضور نبی اکرم ﷺ کے اس جواب کے سننے کا اہل نہیں، حضور نبی اکرم ﷺ سب کو برابر

(۱) ۱۔ أبو داود، السنن، کتاب المناسک، باب زیارة القبور، ۲: ۱۷۵،

رقم: ۲۰۴۱

۲۔ بیہقی، شعب الایمان، ۲: ۲۱۷، رقم: ۱۵۸۱

جواب دیتے ہیں۔ آپ ﷺ کی چادر رحمت تا قیامت سارے جہاں پر محیط ہے۔ لیکن ہر کسی کو سماعت و بصارت کی توفیق اس وقت تک نصیب نہیں ہوتی جب تک وہ حضور نبی اکرم ﷺ کی ذات گرامی سے عشق و محبت میں اپنے آپ کو فنا نہ کر لے جب وہ آپ ﷺ کی محبت و اطاعت میں مست و بے خود ہوگا تو اسے یہ باطنی شعور اور روحانی قوت نصیب ہو جائے گی جو براہ راست حضور نبی اکرم ﷺ کے جلوؤں کا نظارہ کر سکے ورنہ جس طرح کان کے سوا جسم کے دوسرے اعضاء زبان سے کبھی ہوئی بات سمجھنے اور سننے سے قاصر ہیں ہماری طرح کے عام انسان بھی حضور نبی اکرم ﷺ کی حقیقت سے بے خبر ہیں۔

بعض خوش نصیب ہستیاں ایسی بھی ہوتی ہیں جنہیں ہر سلام پر حضور نبی اکرم ﷺ کی طرف سے جواب ملتا ہے اور وہ اسے سنتے بھی ہیں اسی طرح تشہد میں اللہ والوں کے سلام کی یہ کیفیت ہوتی ہے کہ وہ اس وقت تک نماز سے فارغ نہیں ہوتے جب تک حضور نبی اکرم ﷺ کی طرف سے سلام کا جواب اپنے کانوں سے نہ سن لیں۔

بلاشبہ حضور نبی اکرم ﷺ کی طرف سے جواب ہر کسی کو اس کے حال کے مطابق ملتا ہے، کسی کو اس کی خبر ہوتی ہے کسی کو نہیں، کوئی سنتا ہے اور کوئی چشم مشاہدہ بھی کر لیتا ہے۔ بس ہم ہی کوتاہ نظر اور نابینا ہیں کہ محبوب کے جلوے ہمہ وقت موجود ہونے کے باوجود ان کا ادراک نہیں کر پاتے۔ کیا بعید ہے کہ اللہ تعالیٰ ہمارے گوش و چشم کو بھی اس نعمتِ عظمیٰ کا اہل بنادے۔

قعدہ اخیرہ اور درود و سلام

یہاں سوال پیدا ہوتا ہے کہ قعدہ اخیرہ میں خروج عن الصلوٰۃ سے پہلے ہم درود و سلام کیوں پڑھتے ہیں جبکہ سلام اس سے قبل پیش کر چکے ہیں؟ اس کا جواب ہے کہ جب ہم تشہد میں اپنی ساری عبادتیں اللہ کے حضور بطور نذرانہ پیش کر چکے ہیں اور اللہ کے فضل

و کرم اور عنایت خاص سے اس کے حبیب ﷺ کے طفیل اپنا حصہ لیتے ہیں تو یہ تصور کر کے کہ ہمیں بارگاہِ خداوندی سے یہ سب مہربانیاں اور بخششیں، عنایتیں حضور نبی اکرم ﷺ کے تصدق سے عطا ہوئی ہیں، ہم حضور نبی اکرم ﷺ پر سلام کا ہدیہ پیش کرتے ہوئے آپ ﷺ کی بارگاہِ اقدس میں اظہارِ تشکر کرتے ہیں۔

۷۔ خروج عن الصلوٰۃ

نماز کا ساتواں رکن خروج عن الصلوٰۃ یعنی نماز سے باہر آنا ہے۔ نماز کے پچھلے چھ ارکان کے ذریعے جب انسان اللہ کی رحمت سے سب مرحلے طے کرتا چلا جاتا ہے اور قعدہ اخیرہ میں ہدیہ درود و سلام بھی پیش کرتا ہے تو حضور نبی اکرم ﷺ کی طرف سے تعلیم دی جاتی ہے کہ اے میرے امتی تو نے یہ سب کچھ اللہ کی رضا کے لئے کیا، مجھ پر اور میری آل پر صلوٰۃ و سلام بھی بھیجا۔ اب اس نعمت کے حصول پر رحمت و برکت کی دعا میں دوسروں کو بھی شریک کر لے کہ اگر میری ساری امت شامل نہ ہوئی تو مجھے خوشی نہیں ہوگی۔ ایک روایت میں حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک بار میں دعا مانگ رہا تھا اللہم ارحمنی ”اے اللہ مجھ پر رحم فرما“ حضور نبی اکرم ﷺ میرے پاس سے گزرے اور میرے دعائیہ کلمات سماعت فرما کر مجھے قریب آ کر تھپکی دی۔ اور فرمایا ”اے علی! اللہ کی رحمت کو تنگ کیوں کرتے ہو؟ یوں کیوں نہیں کہتے: اے اللہ! حضور نبی اکرم ﷺ کی ساری امت پر رحم فرما، اس لئے کہ سب کے لئے دعا مانگنے میں اپنی ذات تو خود بخود آ جاتی ہے۔ مزید فرمایا:

مَا بَيْنَ الْعُمُومِ وَالْخُصُوصِ كَمَا بَيْنَ السَّمَاءِ وَالْأَرْضِ۔^(۱)

”بے شک دعا کو سب کے لئے عام کرنے اور اپنے لئے خاص کرنے میں اتنا

(۱) ۱۔ بیہقی، السنن الکبریٰ، ۳: ۱۳۰، رقم: ۵۱۳۴

۲۔ أبو داود، کتاب المراسیل، ۱: ۱۱۵

فرق ہے جتنا آسمان اور زمین کی وسعتوں میں۔“

درود کے بعد امت مصطفوی ﷺ کے لئے بالعموم اور اپنے خویش و اقارب کے لئے بالخصوص دعا کرنے کی تلقین کی گئی ہے اور اللہ کی اس نعمت کے حصول پر اظہار شکر خاتمہ نماز پر یوں ادا کیا جائے کہ نمازی اپنے دائیں بائیں ”السلام علیکم ورحمۃ اللہ“ کہتا ہے۔ ایک طرف کہنے سے دائیں طرف کی ساری امت اور دوسری طرف کہنے سے بائیں طرف کی ساری امت اس دعا میں شامل ہو جاتی ہے۔

خروج عن الصلوة میں سلام کا ادب

مندرجہ بالا وضاحت کے بعد سلام کے دو آداب معلوم ہوئے ایک یہ کہ اس سلامتی کی دعا میں حضور نبی اکرم ﷺ کی پوری امت شامل کر لی جائے اور جب تک ایسا نہیں ہوگا عبادت اپنے کمال کو نہیں پہنچے گی۔

دوسرا ادب یہ ہے کہ بندہ جب تک دوسروں کے لئے سراسر پیکرِ رحمت نہ بن جائے اس وقت تک اس کی بندگی کمال کا درجہ حاصل نہیں کر سکتی۔ بندے کا تو کام ہی دوسروں کی بھلائی چاہنا ہے لہذا دوسروں کے لئے برا چاہنا، ان کو اذیت دینا، تکلیف پہنچانا یا کسی کی مجبوری سے بے جا فائدہ اٹھاتے ہوئے کسی کو پریشان کرنا کسی مسلمان کا شیوہ نہیں ہونا چاہئے۔

لمحہ فکر یہ

اس ساری بحث سے پتا چلا کہ نماز سے خارج ہونے کا سبق بندے کے لئے یہ ہے کہ نماز سے فارغ ہو کر جب وہ عملی زندگی کی طرف پلٹ کر آئے تو خود اپنے آپ سے مکالمہ کرے کہ ابھی تو اللہ کے گھر میں بیٹھ کر پوری امت کے لئے رحمت مانگ کر آیا ہے اور اگر تو اس کے بعد بھی کلمہ گو مسلمان بھائی کو اپنے عمل سے تکلیف، دھوکا یا فریب دے گا تو قول و فعل کے تضاد کے باعث تیری وہ نماز تیرے منہ پر ماردی جائے گی جس

کا اختتام تو نے السّلامُ علیکم ورحمۃُ اللہ کے ذریعے جمیع امت کے لئے سلامتی کی دعاؤں پر کیا کیونکہ اس طرح تو اپنی زبان سے دعا اور عمل سے تکلیف کا موجب بن رہا ہے۔ قول و عمل میں اس قدر تضاد ساری عبادات قیام، رکوع، سجود وغیرہ کے اثرات کو ختم کر دیتا ہے۔ ایسی نمازیں منکرات سے ہمیں کس طرح بچائیں گی اور ہمارے قلب و باطن کس طرح انقلاب آشنا ہو سکیں گے اور ہم اپنے معاشرے میں کیونکر تبدیلی پیدا کر سکیں گے؟

اگر ہم نماز کے مندرجہ بالا باطنی آداب سمجھنے کی کوشش کریں اور اپنی نمازوں کو ان کے مطابق ادا کریں تو ان آداب کی بجا آوری ہماری زندگی کے جملہ امور کو اپنے دائرہ کار میں لا کر ان کی سمت درست کر دے گی۔

نماز میں خشوع و خضوع

ہر شے کی ایک ظاہری صورت ہوتی ہے اور ایک باطنی حقیقت، نماز بھی ایک ظاہری صورت رکھتی ہے اور ایک باطنی حقیقت۔ نماز کی اس باطنی حقیقت کا نام قرآن و سنت کی زبان میں ”خشوع و خضوع“ ہے۔

۱۔ خشوع کا لغوی معنی

لفظ خشوع کے معانی اطاعت کرنا، جھکنا اور عجز و انکسار کا اظہار کرنا ہیں۔ اس کیفیت کا تعلق دل اور جسم دونوں سے ہوتا ہے۔ دل کا خشوع یہ ہے کہ بندے کا دل رب ذوالجلال کی عظمت و کبریائی اور اس کی ہیبت و جلال سے مغلوب ہو اور اپنے منعم حقیقی کی بے پایاں بخششوں اور احسانات کے شکریہ میں مصروف ہونے کے ساتھ عجز و انکساری اور بے چارگی کا اعتراف بھی کرے۔ جسم کا خشوع یہ ہے کہ اس مقدس بارگاہ میں کھڑے ہوتے ہی سر جھک جائے، نگاہ نیچی ہو جائے، آواز پست ہو، جسم پر کپکپی اور لرزہ طاری ہو اور ان تمام آثارِ بندگی کو اپنے جسم پر طاری کرنے کے بعد اپنی حرکات و سکنات میں ادب و احترام کا پیکر بن جائے۔ ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

تَقْشَعِرُّ مِنْهُ جُلُودُ الَّذِينَ يَخْشَوْنَ رَبَّهُمْ۔ (۱)

”جس سے اُن لوگوں کے جسموں کے رونگٹے کھڑے ہو جاتے ہیں جو اپنے رب سے ڈرتے ہیں۔“

نماز میں خشوع سے مراد وہ کیفیت ہے کہ دل خوف اور شوق الہی میں تڑپ رہا ہو اس میں ماسوا اللہ کی یاد کے کچھ باقی نہ رہے، اعضا و جوارح پر سکون ہوں، پوری نماز میں جسم کعبہ کی طرف اور دل رب کعبہ کی طرف متوجہ ہو۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا: ”درمیانے انداز کی دو رکعتیں جن میں غور و فکر کا غلبہ ہو پوری رات یوں ہی کھڑا رہنے سے بہتر ہیں کہ دل سیاہ ہو۔“ (۲)

۲۔ خشوع نماز کا مغز ہے

مومن کا شعار صرف نمازی ہونا ہی نہیں بلکہ نماز میں خشوع اختیار کرنا ضروری ہے کیونکہ خشوع نماز کا مغز ہے اور اس کے بغیر اقامتِ صلوٰۃ کا تصور بھی ممکن نہیں۔ اور اگر نماز میں آداب کی رعایت اور لحاظ نہ ہو تو پھر مثال یوں ہوگی جیسے کسی کی آنکھیں تو ہوں لیکن بصارت نہ ہو، کان تو ہوں مگر سماعت نہ ہو لہذا نماز کی روح یہ ہے کہ ابتدا سے آخر تک خشوع کا غلبہ ہو اور حضورِ قلب قائم رہے کیونکہ دل کو اللہ تعالیٰ کی طرف متوجہ رکھنا اور اللہ تعالیٰ کی تعظیم و ہیبت کی کیفیات کو اپنے اوپر طاری رکھنا ہی نماز کا اصل مقصد ہے۔ اللہ تعالیٰ نے قرآن حکیم میں ارشاد فرمایا:

وَأَقِمِ الصَّلَاةَ لِذِكْرِي ۝ (۳)

”اور میری یاد کی خاطر نماز قائم کیا کرو۔“

(۱) الزمر، ۳۹: ۲۳

(۲) غزالی، احیاء علوم الدین، ۱: ۱۵۱

(۳) طہ، ۲۰: ۱۴

اس آیہ کریمہ کی رو سے جو شخص پوری نماز میں یاد الہی سے غافل رہا وہ کیسے ذکرِ خداوندی کے لئے نماز کو قائم کرنے والا ہوگا۔ ارشاد خداوندی ہے:

وَاذْكُرْ رَبَّكَ فِي نَفْسِكَ تَضَرُّعًا وَخِيفَةً وَدُونَ الْجَهْرِ مِنَ الْقَوْلِ
بِالْغَدُوِّ وَالْأَصَالِ وَلَا تَكُنْ مِنَ الْغَافِلِينَ ۝ (۱)

”اور اپنے رب کا اپنے دل میں ذکر کیا کرو عاجزی و زاری اور خوف و خشکی سے اور میانہ آواز سے پکار کر بھی، صبح و شام (یاد حق جاری رکھو) اور غافلوں میں سے نہ ہو جاؤ“

۳۔ نماز میں خشوع کے عملی نمونے

حضرت عبداللہ بن شہیر رضی اللہ عنہ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی کیفیت نماز کا ذکر کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

أَتَيْتُ رَسُولَ اللَّهِ صلی اللہ علیہ وسلم وَهُوَ يُصَلِّي وَلَجَوْفُهُ أَزِيرُ كَأَزِيرِ الْمُرْجَلِ مِنَ
الْبُكَاءِ - (۲)

”آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے سینہ انور سے رونے کی آوازیں اس طرح آرہی تھیں جیسے ہنڈیا کے ابلنے کی آواز آتی ہے۔“

امام غزالی علیہ الرحمہ ”احیاء علوم الدین“ میں چند صلحائے امت کے نماز میں خشوع و خضوع کے بارے درج ذیل اقوال نقل کرتے ہیں:

۱۔ حضرت علی بن حسین علیہ الرحمہ کے بارے میں مذکور ہے کہ جب آپ وضو کرتے تو آپ کا رنگ زرد ہو جاتا۔ گھر والے پوچھتے آپ کو وضو کے وقت یہ کیا ہو جاتا

(۱) الأعراف، ۷: ۲۰۵

(۲) ترمذی، الشمائل المحمدية: ۵۲۷، رقم: ۳۲۲

ہے؟ وہ فرماتے: ”کیا تمہیں معلوم ہے میں کس کے سامنے کھڑے ہونے کا ارادہ کر رہا ہوں؟“

۲۔ حضرت حاتم علیہ الرحمۃ کے بارے میں منقول ہے کہ جب ان کی نماز کے بارے میں پوچھا گیا تو انہوں نے فرمایا: ”جب نماز کا وقت ہو جاتا ہے تو میں مکمل وضو کرتا ہوں، پھر اس جگہ آ جاتا ہوں، جہاں نماز پڑھنے کا ارادہ ہوتا ہے وہاں بیٹھ جاتا ہوں یہاں تک کہ میرے اعضاء مطمئن ہو جاتے ہیں، پھر نماز کے لئے کھڑا ہوتا ہوں کعبہ کو ابرو کے سامنے، پل صراط کو قدموں کے نیچے، جنت کو دائیں اور جہنم کو بائیں طرف، موت کے فرشتے کو پیچھے خیال کرتا ہوں اور اس نماز کو اپنی آخری نماز سمجھتا ہوں، پھر امید و خوف کے ملے جلے جذبات کے ساتھ کھڑا ہو کر حقیقتاً اللہ تعالیٰ کی بڑائی کا اعلان کرتا ہوں، قرآن حکیم ٹھہر ٹھہر کر پڑھتا ہوں، رکوع توضع کے ساتھ اور سجدہ خشوع کے ساتھ کرتا ہوں، بائیں پاؤں کو بچھا کر اس پر بیٹھتا ہوں، دائیں پاؤں کو اٹکوٹھے پر کھڑا کرتا ہوں، اس کے بعد اخلاص سے کام لیتا ہوں پھر بھی مجھے معلوم نہیں کہ میری نماز قبول ہوئی یا نہیں۔“

۳۔ حضرت مسلم بن یسار علیہ الرحمۃ کے بارے میں منقول ہے کہ ”جب وہ نماز کا ارادہ فرماتے تو اپنے گھر والوں سے فرماتے، گفتگو کرو میں تمہاری باتیں نہیں سنتا انہی کے بارے میں مروی ہے کہ ایک دن بصرہ کی مسجد میں نماز پڑھ رہے تھے کہ مسجد کا ایک کونہ گر گیا لوگ وہاں جمع ہو گئے لیکن آپ کو نماز سے فارغ ہونے تک پتا نہ چل سکا۔“ (۱)

مذکورہ بالا اقوال سے معلوم ہوا کہ حقیقت میں درست نماز وہی ہے جس میں از آغاز تا اختتام تک دل بارگاہِ الہی میں حاضر رہے۔ لہذا ضروری ہے کہ نماز میں اللہ ﷻ کی

جس جس صفت کا بیان زبان پر آئے اس کی معنویت کا نقش دل پر بیٹھتا چلا جائے۔ اگر نماز کو اس کے معانی کے ساتھ اور ان کیفیات و لذات کے ساتھ پڑھا جائے تو کوئی وجہ نہیں کہ بندہ خیالات کی پراگندگی، ذہنی انتشار اور شیطانی وساوس سے نجات نہ پاسکے۔

۴۔ نماز میں حضورِ قلبی کی تدابیر

نماز میں داخل ہوتے ہی ایسے وسوسے اور خیالات آنے لگتے ہیں جن سے توجہ منتشر ہو جاتی ہے اور نماز میں یکسوئی نصیب نہیں ہوتی۔ لوگ اکثر پوچھتے ہیں کہ اس صورت حال کا ازالہ کیسے کیا جائے؟

امام غزالی علیہ الرحمہ (۴۵۰-۵۰۵) نے نماز میں شیطانی خیالات، وسوسوں سے بچنے، خشوع و خضوع اور حضورِ قلبی برقرار رکھنے کے لئے درج ذیل تدابیر بیان فرمائی ہیں:

۱۔ جیسے ہی انسان اذان کی آواز سنے تو دل میں تصور کرے کہ مجھے میرے خالق و مالک اور غفور رحیم کی بارگاہ میں حاضری کا بلاوا آ گیا ہے اب میں ہر کام پر اس حاضری کو ترجیح دیتا ہوں لہذا جس کام میں بھی مشغول ہوا سے چھوڑ کر نماز کی تیاری کرے۔ اس بات کو قرآن حکیم نے یوں بیان کیا:

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِذَا نُودِيَ لِلصَّلَاةِ مِنْ يَوْمِ الْجُمُعَةِ فَاسْعَوْا إِلَىٰ ذِكْرِ اللَّهِ وَذَرُوا الْبَيْعَ۔^(۱)

”اے ایمان والو! جب جمعہ کے دن (جمعہ کی) نماز کے لئے اذان دی جائے تو فوراً اللہ کے ذکر (یعنی خطبہ و نماز) کی طرف تیزی سے چل پڑو اور خرید و فروخت (یعنی کاروبار) چھوڑ دو۔“

دوسرے مقام پر فرمایا:

رَجَالٌ لَا تُلْهِهِمْ تِجَارَةٌ وَلَا بَيْعٌ عَنْ ذِكْرِ اللَّهِ وَإِقَامِ الصَّلَاةِ۔^(۱)

”(اللہ کے اس نور کے حامل) وہی مردان (خدا) ہیں جنہیں تجارت اور خرید و فروخت نہ اللہ کی یاد سے غافل کرتی ہے اور نہ نماز قائم کرنے سے۔“

خشوع و خضوع کے لئے ضروری ہے کہ مؤذن کی صدا سننے کے بعد نماز کے علاوہ کوئی کام اسے بھلانہ لگے۔ دل بار بار اپنے مالک کی حاضری کی طرف متوجہ ہو اور خوش ہو کہ مالک نے یاد فرمایا ہے اور میں حاضر ہو کر اپنی تمام روداد عرض کروں گا۔ اپنے گناہوں کی معافی مانگوں گا، شوق و محبت سے قیام، رکوع اور سجود کے ذریعے دلی راحت و سکون حاصل کر کے اپنے تمام غموں اور صدمات، ہجر و فراق کا ازالہ کروں گا۔ میں محبوب حقیقی کی حاضری کے لئے طہارت کرتا، اچھے کپڑے پہنتا اور خوشبو لگا کر حاضر ہوتا ہوں کیونکہ میرے مالک کا حکم ہے:

يٰۤاَيُّهَا اٰدَمُ خُذْ وَاٰزِيْنَتَكَ مِنْ كُلِّ مَسْجِدٍ۔^(۲)

”اے اولادِ آدم! تم ہر نماز کے وقت اپنا لباس زینت (پہن) لیا کرو۔“

بندے کو چاہئے کہ بارگاہِ خداوندی کی عظمت کا بار بار تصور کرتے ہوئے سوچے کہ اتنی بڑی بارگاہ میں کیسے حاضری دوں گا؟

۲۔ نماز کے معانی ذہن نشین کر لئے جائیں اور اس کا مفہوم لفظاً لفظاً ازبر کر لیا جائے۔ مثلاً جیسے ہی لفظ ”سبحان“ زبان سے ادا ہو خدا کی بڑائی، پاکیزگی اور تقدس کا تصور دل و دماغ میں گھر کر جائے اور نمازی پر یہ خیال حاوی ہو جائے کہ وہ سب سے بڑے بادشاہ کے دربار میں دست بستہ حاضر ہے جو ہر عیب اور نقص سے اس طرح پاک ہے کہ اس سے زیادہ پاکیزگی کا تصور بھی نہیں کیا جاسکتا۔

(۱) النور، ۲۴: ۳۷

(۲) الاعراف، ۷: ۳۱

۳۔ جب اس کی کبریائی کا ذکر آئے تو آسمانی اور ارضی کائنات کی ہر شے سے اسے بڑا جانے اور ساری مخلوق اس کی عظمت کے آگے بے مایہ ہیچ اور حقیر نظر آنے لگے۔

۴۔ نماز شروع کرنے سے پہلے نمازی کا دل باقی چیزوں سے اجنبی و بیگانہ ہو کر اپنے رب کریم کی طرف متوجہ ہو جائے۔

۵۔ نماز میں غفلت کے اسباب

نماز میں غفلت کے دو اسباب ہیں۔ ایک ظاہری سبب اور ایک باطنی سبب۔

(۱) ظاہری سبب

ایسی جگہ نماز پڑھنا جہاں شور و ہنگامہ ہو اس کی تدبیر یہ ہے کہ ایسی جگہ نماز پڑھی جائے جہاں دنیاوی آواز سنائی نہ دے اور وہ جگہ تاریک ہو اگر نمازی آنکھیں بند کرے تو زیادہ بہتر ہے، اکثر عباد عبادت کے لئے چھوٹا سا الگ مکان بنالیتے ہیں کیونکہ کشادہ مکان میں دل پراگندہ ہو جاتا ہے۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما جب نماز ادا کرتے تھے تو قرآن حکیم، تلوار اور تمام اشیاء کو جدا کر لیتے تھے تاکہ ان کی طرف مشغولیت نہ ہو۔^(۱)

(۲) باطنی سبب

دوسرا سبب پریشان خیالات اور خطرات و وسوسوں کا دل میں آنا ہے۔ اس کی دو قسمیں ہیں پہلی قسم میں ایسا کسی کام کے سبب سے ہوتا ہے اس کا علاج یہ ہے کہ پہلے اس کام کو نمٹا لیا جائے پھر نماز پڑھے۔

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

(۱) غزالی، کیمیائے سعادت: ۱۳۵

إِذَا حَضَرَ الْعِشَاءُ وَاقُيِمَتِ الصَّلَاةُ، فَأَبْدَأُوا بِالْعِشَاءِ۔^(۱)

”جب (مغرب کی) نماز کھڑی ہونے لگے اور شام کا کھانا تیار ہو تو پہلے کھانا کھا لو، کھانے سے پہلے نماز نہ پڑھو۔“

اگر کوئی ضروری بات کہنی سنی ہو تو پہلے وہ کہہ دے پھر نماز میں مشغول ہو۔ دوسری قسم اپنے کاموں کا خیال اور اندیشہ ہے جو ایک ساعت میں پورے نہ ہوں یا برے خیالات و عادت کے موافق خود بخود دل پر غالب ہو گئے ہوں اس کی تدبیر یہ ہے کہ جس چیز کا خیال توجہ کھینچتا ہے اسے ترک کرنے کی فکر کرے اور اس سے نجات پالے اگر ترک نہیں کرے گا تو اس کا دل پر انگذہ خیالی سے ہرگز محفوظ نہیں ہوگا اور اس کی نماز انہی خیالات کی نذر ہو جائے گی اس نمازی کی مثال یوں ہے کہ جیسے کوئی شخص درخت کے نیچے بیٹھ کر یہ چاہے کہ چڑیوں کا چچہاٹ نہ سنے اور لاٹھی اٹھا کر انہیں اڑا دے ظاہر ہے کہ وہ اسی وقت پھر آ بیٹھیں گی اگر ان کی چچھاٹ سے نجات چاہتا ہے تو اس کی تدبیر یہ ہے کہ اس درخت سے اپنے آپ کو دور لے جائے اس لئے کہ جب تک وہ درخت کے پاس رہے گا چڑیاں اس پر ضرور بیٹھ کر چچھائیں گی اور وہ چچھاٹ سنے بغیر نہیں رہے گا اسی طرح جب تک کسی کام کی خواہش اس کے دل پر غالب رہے گی تو وہ خیالات کی آماجگاہ بنا رہے گا۔ جب نماز سے پہلے اللہ کا ذکر دل پر غالب نہ ہوگا تو دل نماز میں نہیں لگے گا اور جو خیال دل میں پہلے سے جما ہوا ہے وہ نماز پڑھنے سے دور نہیں ہوگا لہذا پہلے اپنے دل کا علاج کیا جائے اور دل کو خیالات اور وسوسوں سے پاک کیا جائے ضرورت اس بات کی ہے کہ دنیا کی چیزوں پر ضروری حد تک قناعت کی جائے تاکہ دل کو فراغت نصیب ہو جائے جب تک یہ بات نہیں ہوگی اس وقت تک نماز میں حضوریٰ قلب نصیب نہیں ہوگی۔ نیز نوافل کی مقدار کو بدرجہ بڑھایا جائے تاکہ دل حاضر اور متوجہ ہو جائے کیونکہ نوافل فرائض کے نقصان کی تلافی کرتے ہیں۔

(۱) مسلم، الصحيح، کتاب المساجد ومواضع الصلاة، باب کراہۃ

الصلاة بحضرة الطعَام، ۱: ۳۹۲، رقم: ۵۵۷

ترکِ نماز پر سزا

نماز اسلام کا بنیادی ستون اور وہ امتیازی عمل ہے جو ایک مومن کو کافر سے ممتاز کرتا ہے۔ قرآن و سنت کی تعلیمات میں جہاں فریضہ نماز کی بجا آوری کو دین کی تعمیر قرار دیا گیا ہے۔ وہاں اسکا ترک کر دینا دین کی بربادی اور انہدام کا موجب سمجھا گیا ہے لہذا جس نے اسے قائم کر لیا وہ کامیاب ہوا اور جس نے اسے گرا دیا وہ ناکام و نامراد ہو گیا۔

۱۔ قرآنِ حکیم میں وعید

سورۃ مدثر میں اللہ تعالیٰ نے اہل دوزخ کے بارے میں ارشاد فرمایا کہ جب ان سے پوچھا جائے گا تمہیں دوزخ میں لے جانے کے باعث کنسی چیز بنی تو وہ جواباً کہیں گے۔

قَالُوا لَمْ نَكُ مِنَ الْمَصْلِيْنَ ۝ وَلَمْ نَكُ نَطْعُمُ الْمُسْكِيْنَ ۝ وَكُنَّا نَخْوُضُ مَعَ الْخَائِضِيْنَ ۝^(۱)

”وہ کہیں گے ہم نماز پڑھنے والوں میں نہ تھے ۝ اور ہم محتاجوں کو کھانا نہیں کھلاتے تھے ۝ اور بے ہودہ مشاغل والوں کے ساتھ (مل کر) ہم بھی بے ہودہ مشغلوں میں پڑے رہتے تھے ۝“

سورۃ الماعون میں ارشاد فرمایا:

قَوْلِيلٌ لِّلْمَصْلِيْنَ ۝ الَّذِيْنَ هُمْ عَنْ صَلَاتِهِمْ سَاهُوْنَ ۝^(۲)

”پس افسوس (اور خرابی) ہے ان نمازیوں کے لئے جو اپنی نماز (کی روح)

(۱) المدثر، ۴۳: ۴۵-۴۴

(۲) الماعون، ۴: ۱۰۷

سے بے خبر ہیں (یعنی انہیں محض حقوق اللہ یاد ہیں حقوق العباد بھلا بیٹھے ہیں)۔“

یومِ حشر ہر شخص اپنے کئے کی سزا بھگت رہا ہوگا صرف وہ لوگ باعزت اور جنت میں ہوں گے، جن کے اعمال اچھے ہوں گے ان کی علامت یہ بیان کی گئی ہے کہ ان کے اعمال نامے دائیں ہاتھ میں ہوں گے۔ یہ اچھے لوگ مجرموں سے سوال کریں گے کہ کون سے عمل نے تمہیں رسوا کیا؟ ان کا جواب ہوگا کہ وہ دنیا میں نماز نہیں پڑھتے تھے اس لئے آج وہ اس ہولناک انجام کو پہنچے ہیں لہذا جان لینا چاہئے کہ نماز نہ پڑھنے کا انجام اچھا نہ ہوگا ایک اور مقام پر ارشاد باری تعالیٰ ہے کہ جو لوگ نماز نہیں پڑھتے میدانِ حشر میں ان کو زبردست رسوائی کا سامنا کرنا پڑے گا۔

يَوْمَ يُكْشَفُ عَنْ سَاقٍ وَيُدْعَوْنَ إِلَى السُّجُودِ فَلَا يَسْتَطِيعُونَ ﴿١﴾

”جس دن ساق (یعنی احوالِ قیامت کی ہولناک شدت) سے پردہ اٹھایا جائے گا اور وہ (نافرمان) لوگ سجدہ کے لئے بلائے جائیں گے تو وہ (سجدہ) نہ کر سکیں گے۔“

قرآن حکیم میں ایک مقام پر ترک نماز کو مشرکین کا عمل قرار دیا گیا ہے:

مُنِيبِينَ إِلَيْهِ وَاتَّقُوهُ وَأَقِيمُوا الصَّلَاةَ وَلَا تَكُونُوا مِنَ الْمُشْرِكِينَ ﴿٢﴾

”اسی کی طرف رجوع و انابت کا حال رکھو اور اس کا تقویٰ اختیار کرو اور نماز قائم کرو اور مشرکوں میں سے مت ہو جاؤ۔“

اس آیت مبارکہ سے معلوم ہوا کہ نماز چھوڑنے سے کفر و شرک میں گرفتار ہونے کا اندیشہ لاحق رہتا ہے کیونکہ جب تک دل کی باطنی کیفیت کو ہم بیرونی نیک اعمال

(۱) القلم، ۶۸: ۴۲

(۲) الروم، ۳۰: ۳۱

کے ذریعے سے سنوارتے نہ رہیں تب تک اس کیفیت کے زائل ہونے کا خطرہ سر پر منڈلاتا رہے گا۔ ایک مقام پر اللہ تعالیٰ نے واضح طور پر فرمایا کہ نماز مکمل طور پر ترک کرنے والے تو درکنار نماز کو مؤخر کرنے والے بھی عذابِ دوزخ سے بچ نہ سکیں گے۔

۲۔ احادیثِ نبوی ﷺ میں وعید

احادیثِ مبارکہ میں متعدد مقامات پر نماز چھوڑنے پر وعید سنائی گئی ہے۔ حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہما روایت کرتے ہیں کہ حضور نبی اکرم ﷺ نے فرمایا:

بَيْنَ الرَّجُلِ وَبَيْنَ الشِّرْكِ وَالْكُفْرِ تَرْكُ الصَّلَاةِ۔^(۱)

”انسان اور اس کے کفر و شرک کے درمیان نماز نہ پڑھنے کا فرق ہے۔“

حضرت ابو درداء رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ میرے محبوب نبی اکرم ﷺ نے مجھے وصیت فرمائی:

وَلَا تَتْرُكْ صَلَاةً مَكْتُوبَةً مُتَعَمِّدًا فَمَنْ تَرَكَهَا مُتَعَمِّدًا فَقَدْ بَرِئَتْ مِنْهُ الذِّمَّةُ۔^(۲)

”کوئی فرض نماز جان بوجھ کر ترک نہ کرنا پس جس نے ارادۂ نماز چھوڑی اس نے کفر کیا اور اس سے (اللہ) بری الذمہ ہو گیا۔“

حضرت عبد اللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما روایت کرتے ہیں ایک دن حضور نبی اکرم ﷺ نے نماز کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا:

(۱) مسلم، الصحيح، کتاب الایمان، باب بیان إطلاق اسم الکفر علی من

ترك الصلاة، ۱: ۸۸، رقم: ۸۲

(۲) ابن ماجہ، السنن، کتاب الفتن، باب الصبر علی البلاء، ۴: ۴۱۷،

رقم: ۳۰۳۴

مَنْ حَافِظَ عَلَيْهَا كَانَتْ لَهُ نُورًا وَبُرْهَانًا وَنَجَاةٌ يَوْمَ الْقِيَامَةِ، وَمَنْ لَمْ يُحَافِظْ عَلَيْهَا لَمْ يَكُنْ لَهُ نُورٌ وَلَا بُرْهَانٌ وَلَا نَجَاةٌ، وَكَانَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ مَعَ قَارُونَ وَفِرْعَوْنَ وَهَامَانَ وَأَبِي بَنِي خَلْفٍ - (۱)

”جس نے نماز کی حفاظت کی اس کے لئے روزِ قیامت نور، روشن دلیل اور نجات ہوگی اور جس نے نماز کی حفاظت نہ کی اس کے لئے نہ نور ہوگا، نہ دلیل اور نہ نجات اور قیامت کے دن وہ قارون، فرعون، ہامان اور ابی بن خلف کے ساتھ ہوگا۔“

۳۔ نماز میں سستی کرنے پر پندرہ سزائیں

سیدنا شیخ عبد القادر جیلانی علیہ الرحمۃ (۷۱۰ھ - ۸۲۱ھ) ایک روایت نقل کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نماز کی ادائیگی میں سستی کرنے والے کو پندرہ (۱۵) سزائیں دے گا۔ چھ موت سے قبل، تین موت کے وقت، تین قبر میں اور تین قبر سے نکالے جانے کے بعد۔

(۱) دنیوی زندگی میں سزائیں

موت سے پہلے کی چھ سزائیں درج ذیل ہیں:

- ۱۔ ایسے شخص کو صالح نہیں کہا جاتا۔
- ۲۔ اس کی زندگی سے برکت اٹھالی جاتی ہے۔
- ۳۔ اس کی روزی میں بھی برکت نہیں ہوتی۔
- ۴۔ اس کی کوئی نیکی قبول نہیں کی جاتی۔
- ۵۔ اس کی دعا قبول نہیں کی جاتی۔
- ۶۔ نیک حضرات کی دعاؤں میں اس کے لئے حصہ نہیں ہوتا۔

(۱) أحمد بن حنبل، المسند، ۲: ۱۶۹، رقم: ۶۵۷۶

(۲) موت کے وقت کی سزائیں

- ۱۔ ایسا شخص پیسا مرتا ہے اگر اس کے حلق میں سات دریا بھی انڈیل دیئے جائیں تو وہ سیراب نہیں ہوتا۔
- ۲۔ اچانک مرتا ہے۔
- ۳۔ دنیا کی لکڑیوں، مٹی اور پتھروں کو اس کی گردن اور دونوں کندھوں پر لاد دیا جاتا ہے۔

(۳) قبر کی سزائیں

- ۱۔ اس پر قبر تنگ کر دی جاتی ہے۔
- ۲۔ قبر میں گھپ اندھیرا ہوتا ہے۔
- ۳۔ منکر نکیر کے سوالات کے جواب دینے سے لاجواب رہتا ہے۔

(۴) اُخروی زندگی میں سزائیں

- ۱۔ اس حالت میں اللہ تعالیٰ سے ملاقات کرے گا کہ وہ اس پر غضب ناک ہوگا۔
- ۲۔ اس سے حساب لیا جائے گا۔
- ۳۔ اللہ تعالیٰ کے سامنے سے واپس ہو کر سیدھا جہنم میں جائے گا، یہ الگ بات ہے کہ اللہ کسی مصلحت کے تحت اسے معاف فرمادے۔^(۱)

حضور نبی اکرم ﷺ کا طریقہ نماز

حضور نبی اکرم ﷺ کی اطاعت و اتباع ہر اہل ایمان پر واجب ہے۔ آپ ﷺ کے نقوش قدم پر چلنا تکمیل ایمان کی لازمی شرط ہے۔ آپ ﷺ نے بطور

(۱) عبد القادر جیلانی، غنیۃ الطالبین: ۶۲۴

شارع اسلام یا شارح قرآن جو بھی حکم فرمایا یا عمل کیا وہ سنت قرار پایا۔ قرآن کی رو سے آپ ﷺ کی ذات میں ہمارے لئے اسوۂ حسنہ ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِي رَسُولِ اللَّهِ أُسْوَةٌ حَسَنَةٌ (۱)

”فی الحقیقت تمہارے لئے رسول اللہ (ﷺ کی ذات) میں نہایت ہی حسین نمونہ (حیات) ہے۔“

حضور ﷺ نے جہاں اسلام کے دوسرے ارکان کی عملی مثال پیش فرمائی اسی طرح آپ ﷺ نے نماز کا عملی نمونہ عطا فرما دیا۔ حضرت مالک بن حویرث ؓ سے روایت ہے کہ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

صَلُّوا كَمَا رَأَيْتُمُونِي أَصْلِي۔ (۲)

”نماز پڑھو اسی طرح جیسے مجھے نماز پڑھتے دیکھتے ہو۔“

لہذا نماز کی ادائیگی کا وہی طریق نبوی ﷺ مستند اور معتبر ہے جو احادیث مبارکہ میں مذکور ہے۔ صحابہ کرام ؓ بھی اسی طریقہ پر نماز ادا کرتے رہے اور یہی ہمارے لئے سنت ہے۔

۱۔ قبلہ رُو ہونا

نماز پڑھنے کا سنت طریقہ یہ ہے کہ نمازی پاک صاف ہو کر تمام تر تقاضوں کو ملحوظ خاطر رکھتے ہوئے، کامل وضو کے ساتھ جائے نماز پر قبلہ رو ہو کر کھڑا ہو جائے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

(۱) الاحزاب، ۳۳: ۲۱

(۲) ۱۔ ابن حبان، الصحيح، ۴: ۵۴۱، رقم: ۱۶۵۸

۲۔ دارقطنی، السنن، ۱: ۲۷۳، رقم: ۱

قَدْ نَرَى تَقَلُّبَ وَجْهِكَ فِي السَّمَاءِ فَلَنُوَلِّيَنَّكَ قِبْلَةً تَرْضَاهَا ۚ فَوَلِّ وَجْهَكَ شَطْرَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ ۚ وَحَيْثُ مَا كُنْتُمْ فَوَلُّوا وُجُوهَكُمْ شَطْرَهُ ۚ وَإِنَّ الَّذِينَ أُوتُوا الْكِتَابَ لَيَعْلَمُونَ أَنَّهُ الْحَقُّ مِنْ رَبِّهِمْ ۚ وَمَا اللَّهُ بِغَافِلٍ عَمَّا يَعْمَلُونَ ۝ (۱)

” (اے حبیب!) ہم بار بار آپ کے رخ انور کا آسمان کی طرف پلٹنا دیکھ رہے ہیں، سو ہم ضرور بالضرور آپ کو اسی قبلہ کی طرف پھیر دیں گے جس پر آپ راضی ہیں، پس آپ اپنا رخ ابھی مسجد حرام کی طرف پھیر لیجئے، اور (اے مسلمانو!) تم جہاں کہیں بھی ہو پس اپنے چہرے اسی کی طرف پھیر لو، اور وہ لوگ جنہیں کتاب دی گئی ہے ضرور جانتے ہیں کہ یہ (تحویل قبلہ کا حکم) ان کے رب کی طرف سے حق ہے، اور اللہ ان کاموں سے بے خبر نہیں جو وہ انجام دے رہے ہیں ۝“

سفر ہو یا حضر ہر جگہ، نماز میں قبلہ رو ہونا شرط ہے، کیونکہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

وَمِنْ حَيْثُ خَرَجْتَ فَوَلِّ وَجْهَكَ شَطْرَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ ۚ وَحَيْثُ مَا كُنْتُمْ فَوَلُّوا وُجُوهَكُمْ شَطْرَهُ ۚ لِئَلَّا يَكُونَ لِلنَّاسِ عَلَيْكُمْ حُجَّةٌ إِلَّا الَّذِينَ ظَلَمُوا مِنْهُمْ ۚ فَلَا تَخْشَوْهُمْ وَاخْشَوْنِي ۚ وَلَا تَمْنُنْ بِمَا عَمِلْتُمْ عَلَيْهِمْ وَلَعَلَّكُمْ تَهْتَدُونَ ۝ (۲)

”اور تم جدھر سے بھی (سفر پر) نکلو اپنا چہرہ (نماز کے وقت) مسجد حرام کی طرف پھیر لو، اور (اے مسلمانو!) تم جہاں کہیں بھی ہو سو اپنے چہرے اسی کی سمت پھیر لیا کرو تاکہ لوگوں کے پاس تم پر اعتراض کرنے کی گنجائش نہ رہے

(۱) البقرہ، ۲: ۱۴۴

(۲) البقرہ، ۲: ۱۵۰

سوائے ان لوگوں کے جو ان میں حد سے بڑھنے والے ہیں، پس تم ان سے مت ڈرو مجھ سے ڈرا کرو، اس لئے کہ میں تم پر اپنی نعمت پوری کر دوں اور تاکہ تم کامل ہدایت پا جاؤ۔“

۲۔ نیت

نماز میں داخل ہونے سے پہلے نیت کرنا واجب ہے۔ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ میں نے حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا:

إِنَّمَا الْأَعْمَالُ بِالنِّيَّاتِ - (۱)

”بیشک اعمال کا دار و مدار نیتوں پر ہے۔“

نیت دل کے ارادے کا نام ہے البتہ زبان سے بھی نیت کے الفاظ کہنا بہتر ہے۔ تاکہ دل اور زبان دونوں میں موافقت ہو جائے۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

إِنَّ الرَّجُلَ لَا يَكُونُ مُؤْمِنًا حَتَّى يَكُونَ قَلْبُهُ مَعَ لِسَانِهِ سَوَاءً، وَيَكُونَ لِسَانُهُ مَعَ قَلْبِهِ سَوَاءً - (۲)

”آدمی مومن نہیں ہوتا یہاں تک کہ اس کا دل زبان کے ساتھ اور زبان دل کے ساتھ برابر کی شریک ہو۔“

مثلاً ظہر کی نماز ہے تو نیت کرے کہ چار رکعت نماز فرض ظہر یا سنت، منہ قبلہ کی طرف، بندگی اللہ تعالیٰ کی اور اگر جماعت کے ساتھ ہو تو یہ بھی کہے، پیچھے امام کے۔ اور یہ

(۱) بخاری، الصحيح، بدء الوحي، باب كيف كان بدء الوحي إلى رسول

الله صلی اللہ علیہ وسلم، ۱: ۳، رقم: ۱

(۲) منذری، الترغيب والترهيب، ۱: ۲۸، رقم: ۱۹

کلمات کہتے ہوئے تکبیر کہے۔

اِنِّیْ وَجَّهْتُ وَجْهَیْ لِلَّذِیْ فَطَرَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ حَنِیْفًا وَّ مَا اَنَا مِنَ الْمُشْرِکِیْنَ ۝ (۱)

”بیشک میں نے اپنا رخ (ہر سمت سے ہٹا کر) یکسوئی سے اس (ذات) کی طرف پھیر لیا ہے جس نے آسمانوں اور زمین کو بے مثال پیدا فرمایا ہے اور (جان لو کہ) میں مشرکوں میں سے نہیں ہوں۔“

حضرت رافع بن علی ؓ سے روایت ہے کہ حضور نبی اکرم ﷺ نماز شروع کرتے تو (سورۃ الانعام کی آیت نمبر ۷۹ کی تلاوت) فرماتے:

وَجَّهْتُ وَجْهَیْ لِلَّذِیْ فَطَرَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ حَنِیْفًا مُّسْلِمًا وَّ مَا اَنَا مِنَ الْمُشْرِکِیْنَ۔ (۲)

”میں اپنا رخ اس ذات کی طرف کرتا ہوں جو آسمانوں اور زمین کو پیدا فرمانے والی ہے، اس حال میں کہ میں یک سو مسلمان ہوں اور میں مشرکوں میں سے نہیں۔“

۳۔ تکبیر تحریمہ

نمازی نماز کی نیت کر کے تکبیر تحریمہ یعنی اللہ اکبر اللہ سب سے بڑا ہے) کہے اور کانوں تک دونوں ہاتھ اس طرح اٹھائے کہ کانوں کی لو کے برابر ہو جائیں اور دونوں انگلیوں کے سرے کانوں کے اوپر والے حصوں کے برابر ہو جائیں۔

حضرت مالک بن حویرث ؓ نے حضور نبی اکرم ﷺ کو دیکھا کہ آپ ﷺ

(۱) الانعام، ۶: ۷۹

(۲) ابن حبان، الصحيح، ۵: ۷۴، رقم: ۱۷۷۴

(بوقت تکبیر تحریمہ) دونوں ہاتھوں کو اٹھاتے تھے یہاں تک کہ کانوں کی لوتک برابر ہو جاتے۔^(۱)

تکبیر تحریمہ سے فارغ ہوتے ہوئے ہی ناف کے نیچے دایاں ہاتھ بائیں کے اوپر اس طرح رکھیں کہ دائیں ہتھیلی بائیں ہتھیلی کی پشت پر ہو اور چھوٹی انگلی اور انگوٹھے کا حلقہ بنا کر گھٹنے کو پکڑیں اور باقی تین انگلیاں کلائی پر رکھیں۔

امام بخاری (۱۹۳-۲۵۶ھ) الصحیح کی کتاب صفة الصلاة میں حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ کا قول نقل کرتے ہیں:

كَانَ النَّاسُ يُؤْمَرُونَ أَنْ يَضَعَ الرَّجُلُ الْيَدَ الْيُمْنَى عَلَى ذِرَاعِ الْيُسْرَى فِي الصَّلَاةِ۔^(۲)

”لوگوں سے کہا جاتا تھا کہ آدمی اپنے دائیں ہاتھ کو نماز میں اپنی بائیں کلائی پر رکھے۔“

حضرت قبیصہ بن ہلب رضی اللہ عنہما اپنے والد سے روایت کرتے ہیں۔

كَانَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ يُؤْمِنَا فَيَأْخُذُ شِمَالَهُ بِيَمِينِهِ۔^(۳)

(۱) ۱- مسلم، الصحیح، کتاب الصلاة، باب استحباب رفع الیدین خذو

المنکبین مع تکبیرة الاحرام، ۱: ۲۹۳، رقم: ۳۹۱

۲- ابن ماجہ، السنن، کتاب إقامة الصلاة، والسنة فیہا، باب رُفِعَ

الْیَدَیْنِ إِذَا رُكِعَ، ۱: ۲۶۵، رقم: ۸۵۹

(۲) بخاری، الصحیح، کتاب صفة الصلاة، باب وضع الیْمْنَى عَلَى

الْیُسْرَى، ۱: ۲۵۹، رقم: ۷۰۷

(۳) ترمذی، الجامع الصحیح، أبواب الصلاة، باب ماجاء فی وضع الیمین

عَلَى الشِّمَالِ فِي الصَّلَاةِ، ۱: ۲۹۲، رقم: ۲۵۲

”حضور نبی اکرم ﷺ ہماری امامت فرماتے اور بائیں ہاتھ کو دائیں سے پکڑتے۔“

۴۔ ثناء

نمازی ہاتھ باندھنے کے بعد ثناء یعنی سُبْحَانَكَ اللَّهُمَّ وَبِحَمْدِكَ پڑھے۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ حضور نبی اکرم ﷺ نماز شروع کرتے وقت پڑھتے:

سُبْحَانَكَ اللَّهُمَّ وَبِحَمْدِكَ، وَتَبَارَكَ اسْمُكَ، وَتَعَالَى جَدُّكَ،
وَلَا إِلَهَ غَيْرُكَ۔^(۱)

”اے اللہ! ہم تیری پاکی بیان کرتے ہیں اور تعریف کرتے ہیں اور تیرا نام بہت برکت والا ہے۔ اور تیری شان بہت بلند ہے اور تیرے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں۔“

۵۔ تَعَوُّذُ وَتَسْمِيَةُ

ثناء پڑھنے کے بعد تَعَوُّذُ یعنی اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيْمِ اور تَسْمِيَةُ یعنی بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ آہستہ آواز میں پڑھے۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں میں نے حضور نبی اکرم ﷺ، حضرت عمر رضی اللہ عنہ اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے پیچھے نماز پڑھی:

فَلَمْ أَسْمَعْ أَحَدًا مِنْهُمْ يَقْرَأُ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ۔^(۲)

(۱) ترمذی، الجامع الصحیح، أبواب الصلاة، باب ما یقول عند افتتاح الصلاة، ۱: ۲۸۳، رقم: ۲۴۳

(۲) مسلم، الصحیح، کتاب الصلاة، باب حجة من قال لا یجهر بالبسملة، ۱: ۲۹۹، رقم: ۳۹۹

”مگر میں نے ان میں سے کسی کو (بلند آواز کے ساتھ) بسم اللہ الرحمن الرحیم پڑھتے ہوئے نہیں سنا۔“

۶۔ سورۃ فاتحہ

تسمیہ پڑھنے کے بعد سورۃ فاتحہ کی تلاوت کرے:

الْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ ۝ الرَّحْمَنُ الرَّحِيمُ ۝ مَلِكُ يَوْمِ الدِّينِ ۝
إِيَّاكَ نَعْبُدُ وَإِيَّاكَ نَسْتَعِينُ ۝ اهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيمَ ۝ صِرَاطَ
الَّذِينَ أَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ ۝ غَيْرِ الْمَغْضُوبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّالِّينَ ۝^(۱)

”سب تعریفیں اللہ ہی کے لئے ہیں جو تمام جہانوں کی پرورش فرمانے والا ہے ۝ نہایت مہربان بہت رحم فرمانے والا ہے ۝ روزِ جزا کا مالک ہے ۝ (اے اللہ!) ہم تیری ہی عبادت کرتے ہیں اور ہم تجھ ہی سے مدد چاہتے ہیں ۝ ہمیں سیدھا راستہ دکھا۔ ان لوگوں کا راستہ جن پر تو نے انعام فرمایا۔ ان لوگوں کا نہیں جن پر غضب کیا گیا ہے اور نہ (ہی) گمراہوں کا ۝“

اس کے بعد کوئی اور سورت یا کم از کم کسی بھی سورت کی تین آیات یا ایک ایسی آیت جو تین چھوٹی آیات کے برابر ہو پڑھے۔

حضرت ابوسعیدؓ روایت کرتے ہیں حضور نبی اکرم ﷺ نے فرمایا:

لَا صَلَاةَ لِمَنْ لَمْ يَقْرَأْ بِالْحَمْدِ وَسُورَةٍ فِي فَرِيضَةٍ أَوْ غَيْرِهَا۔^(۲)

”اس شخص کی نماز نہیں ہوگی جس نے سورۃ فاتحہ اور اس کے ساتھ کوئی اور سورۃ

(۱) الفاتحة، ۱: ۱-۷

(۲) ترمذی، الجامع الصحیح، أبواب الصلاة، باب ما جاء في تحريم

الصلاة وتحليلها، ۱: ۲۷۸، رقم: ۲۳۸

نہ پڑھی ہو خواہ وہ فرض نماز ہو یا اس کے علاوہ۔“

اگر چار رکعت والی فرض نماز ہو تو اخیر کی دو رکعتوں میں اور اگر تین رکعت والی نماز ہو تو اخیر کی ایک رکعت میں صرف سورۃ فاتحہ پڑھنا چاہئے۔ حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں:

أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ يَقْرَأُ فِي الرَّكْعَتَيْنِ الْأُولَيَيْنِ مِنَ الظُّهْرِ وَالْعَصْرِ بِفَاتِحَةِ الْكِتَابِ وَسُورَةٍ (۱)

”حضور نبی اکرم ﷺ ظہر اور عصر کے فرائض کی ابتدائی دو رکعتوں میں ہی سورۃ فاتحہ اور اس کے ساتھ کوئی اور سورۃ ملا کر پڑھتے تھے۔“

۷۔ قراءت

اگر نمازی امام کی اقتداء میں نماز ادا کر رہا ہو تو سورۃ فاتحہ اور ملانے والی سورۃ نہ پڑھے بلکہ امام کی قراءت خاموشی سے سنے۔ امام کے پیچھے قراءت نہ کرنا قرآن کریم سے ثابت ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

وَإِذَا قُرِئَ الْقُرْآنُ فَاسْتَمِعُوا لَهُ وَأَنْصِتُوا لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُونَ (۲)

”اور جب قرآن پڑھا جائے تو اسے توجہ سے سنا کرو اور خاموش رہا کرو تا کہ تم پر رحم کیا جائے۔“

یہ آیت کریمہ اس امر کی دلیل ہے کہ نمازی قرآن حکیم کی تلاوت کے وقت، قراءت غور سے سنے اور خاموش رہے۔

(۱) مسلم، الصحيح، کتاب الصلاة، باب القراءة فی الظهر والعصر، ۱:

۳۳۳، رقم: ۴۵۱

(۲) الأعراف، ۷: ۲۰۴

حضرت ابو موسیٰ اشعریؓ سے روایت ہے کہ حضور نبی اکرم ﷺ نے فرمایا:

إِذَا قَرَأَ الْإِمَامُ فَأَنْصِتُوا۔^(۱)

”جب امام قراءت کرے تو تم خاموش رہو۔“

۸۔ رکوع

سورہ فاتحہ اور دوسری سورہ پڑھ لینے کے بعد اللہ اکبر کہتے ہوئے رکوع کرے۔

۱۔ حضرت ابو ہریرہؓ سے حدیث مروی ہے:

كَانَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ إِذَا قَامَ إِلَى الصَّلَاةِ يُكَبِّرُ حِينَ يَقُومُ. ثُمَّ يُكَبِّرُ حِينَ يَرْكَعُ۔^(۲)

”جب حضور نبی اکرم ﷺ نماز کے لئے کھڑے ہوتے تو تکبیر کہتے پھر جب رکوع کرتے تو تکبیر کہتے۔“

رکوع اس طرح کیا جائے کہ دونوں گھٹنوں کو دونوں ہاتھوں سے انگلیاں کھول کر مضبوط پکڑ لیں۔ یہی طریقہ صحابہ کرام سے منقول ہے۔

۲۔ حضرت عقبہ بن عمروؓ نے صحابہ کرامؓ سے کہا: کیا میں تمہارے سامنے اس طرح نماز نہ پڑھوں جس طرح میں نے حضور نبی اکرم ﷺ کو نماز پڑھتے ہوئے دیکھا صحابہ کرامؓ نے کہا کیوں نہیں، حضرت عقبہ بن عمرو رضی اللہ عنہما کھڑے ہوئے اور جب رکوع کیا تو:

(۱) ابن ماجہ السنن، کتاب إقامة الصلاة والسنة فيها، باب إِذَا قَرَأَ الْإِمَامُ فَأَنْصِتُوا، ۴۵۹: ۱، رقم: ۸۴۷

(۲) ۱۔ مسلم الصحيح، کتاب الصلاة، باب إثبات التكبير، ۱: ۲۹۳، رقم: ۳۹۲

وَضَعَ رَأْسَهُ عَلَى رُكْبَتَيْهِ وَجَعَلَ أَصَابِعَهُ مِنْ وَرَاءِ رُكْبَتَيْهِ۔^(۱)

”انھوں نے اپنے ہاتھوں کو دونوں گھٹنوں پر رکھا اور انگلیوں کو کشادہ کر کے اپنے گھٹنوں کو پکڑ لیا۔“

رکوع کی حالت میں سر اور پیٹھ برابر اور ہموار رکھنا چاہیے:

۳۔ حضرت وابصہ بن معبد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے:

رَأَيْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يُصَلِّي فَكَانَ إِذَا رَكَعَ سَوَّى ظَهْرَهُ حَتَّى لَوْ ضَبَّ عَلَيْهِ الْمَاءُ لَا اسْتَقَرَّ۔^(۲)

”میں نے حضور نبی اکرم ﷺ کو نماز پڑھتے دیکھا کہ آپ ﷺ جب نماز پڑھتے تو رکوع میں اپنی پشت ایسی سیدھی رکھتے کہ اگر اس پر پانی ڈالا جاتا تو وہیں رک جاتا۔“

۴۔ حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ حضور نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

إِذَا رَكَعَ أَحَدُكُمْ فَقَالَ فِي رُكُوعِهِ: سُبْحَانَ رَبِّيَ الْعَظِيمِ: ثَلَاثَ مَرَّاتٍ: فَقَدْ تَمَّ رُكُوعُهُ، وَذَلِكَ أَذْنَاهُ۔^(۳)

”تم میں سے جب کوئی رکوع کرے اور اس میں تین مرتبہ ”سبحان ربی العظیم“ کہے تو اس کا رکوع مکمل ہو گیا۔“

(۱) ۱۔ نسائی، السنن، کتاب التطبيق، باب مواضع أصابع اليدين في

الركوع، ۲: ۱۳۴، رقم: ۱۰۳۷

۲۔ طبرانی، المعجم الكبير، ۱۷، ۲۴۱، رقم: ۶۷۰

(۲) ابن ماجہ، السنن، کتاب إقامة الصلاة والسنة فيها، باب الركوع في

الصلاة، ۱: ۴۷۱-۴۷۲، رقم: ۸۷۲

(۳) ترمذی، الجامع الصحيح، أبواب الصلاة، باب ماجاء في التسبیح في

الركوع والسجود، ۱: ۳۰۰، رقم: ۲۶۱

۹۔ قومہ

پھر سَمِعَ اللَّهُ لِمَنْ حَمِدَهُ (اللہ تعالیٰ سنتا ہے جو اس کی تعریف کرتا ہے) کہتے ہوئے سیدھا کھڑا ہو جائے اور ہاتھ باندھے بغیر رَبَّنَا لَكَ الْحَمْدُ کہے۔

۱۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ حدیث بیان فرماتے ہیں:

يَقُولُ سَمِعَ اللَّهُ لِمَنْ حَمِدَهُ حِينَ يَرْفَعُ صُلْبَهُ مِنَ الرُّكُوعِ. ثُمَّ يَقُولُ وَهُوَ قَائِمٌ رَبَّنَا وَلَكَ الْحَمْدُ۔^(۱)

”جب حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم رکوع سے اپنی پیٹھ اٹھاتے تو سَمِعَ اللَّهُ لِمَنْ حَمِدَهُ کہتے پھر کھڑے ہو کر رَبَّنَا لَكَ الْحَمْدُ کہتے۔“

۲۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: امام اس لیے بنایا جاتا ہے کہ اس کی پیروی کی جائے:

فَإِذَا رَكَعَ فَارْكَعُوا، وَإِذَا قَالَ سَمِعَ اللَّهُ لِمَنْ حَمِدَهُ، فَقُولُوا: رَبَّنَا لَكَ الْحَمْدُ۔^(۲)

”جب وہ رکوع کرے تو تم بھی رکوع کرو اور جب وہ سَمِعَ اللَّهُ لِمَنْ حَمِدَهُ کہے تو تم ربنا لک الحمد کہو۔“

(۱) مسلم، الصحيح، کتاب الصَّلَاة، باب إثبات التكبير في كل خفض

ورفع في الصَّلَاة، ۱: ۲۹۳-۲۹۴، رقم: ۳۹۲

(۲) ۱۔ بخاری، الصحيح، کتاب الجماعة و الإمامة، باب إقامة الصف من

تمام الصَّلَاة، ۱: ۲۵۳، ۲۵۴، رقم: ۶۸۹

۲۔ مسلم، الصحيح، کتاب الصَّلَاة، باب التشهد في الصَّلَاة، ۱:

۳۰۳، رقم: ۴۰۴

قومہ کی دعا

حضور نبی اکرم ﷺ نے قومہ میں درج ذیل دعا پڑھنے کی فضیلت بیان فرمائی ہے اور اسے بہت پسند فرمایا: حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک شخص آ کر صف میں شامل ہو گیا، اس کا سانس پھول رہا تھا اس نے کہا:

الْحَمْدُ لِلَّهِ حَمْدًا كَثِيرًا طَيِّبًا مُبَارَكًا فِيهِ۔^(۱)

”جب رسول اللہ ﷺ نماز سے فارغ ہو گئے تو فرمایا: تم میں سے ان کلمات کا کہنے والا کون ہے؟ لوگ چپ رہے۔ آپ ﷺ نے دوبارہ فرمایا: تم میں سے ان کلمات کا کہنے والا کون ہے؟ اس نے کوئی بری بات نہیں کہی، تب ایک شخص نے کہا: میں جب آیا تو میرا سانس پھول رہا تھا تو میں نے یہ کلمات کہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: میں نے بارہ فرشتوں کو دیکھا جو ان کلمات کو اوپر لے جانے کے لئے جھپٹ رہے تھے۔“

۱۰۔ سجدہ

پھر نمازی اللہ اکبر کہتے ہوئے سجدہ میں گر جائے اس طرح کہ ہاتھوں سے پہلے گھٹنے اور پھر پیشانی زمین پر رکھے۔

۱۔ حضرت وائل بن حجر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

رَأَيْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ إِذَا سَجَدَ يَضَعُ رُكْبَتَيْهِ قَبْلَ يَدَيْهِ، وَإِذَا نَهَضَ رَفَعَ يَدَيْهِ قَبْلَ رُكْبَتَيْهِ۔^(۲)

(۱) مسلم، الصحيح، کتاب المساجد ومواضع الصلاة، باب ما يقال بين

تكبيرة الإحرام، والقراءة، ۱: ۴۱۹، رقم: ۶۰۰

(۲) ترمذی، الجامع الصحيح، أبواب الصلاة، باب ماجاء في وضع الركبتين

قبل اليدين في السجود، ۱: ۳۰۶، رقم: ۲۶۸

”میں نے حضور نبی اکرم ﷺ کو دیکھا آپ ﷺ سجدہ فرماتے وقت ہاتھوں سے پہلے گھٹنوں کو زمین پر رکھتے اور اٹھتے وقت پہلے ہاتھ اٹھاتے۔“

چہرہ دونوں ہتھیلیوں کے درمیان اس طرح رکھے کہ انگوٹھے کانوں کی لو کے مقابل آجائیں۔

۲۔ حضرت ابو اسحاق بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت براء بن عازب ؓ سے پوچھا: حضور نبی اکرم ﷺ سجدہ میں چہرہ مبارک کہاں رکھتے تھے؟ انہوں نے فرمایا:

بَيْنَ كَفْيَيْهِ۔ (۱)

”آپ ﷺ دونوں ہتھیلیوں کے درمیان چہرہ مبارک رکھتے۔“

۳۔ حضرت ابن عباس ؓ روایت کرتے ہیں کہ حضور نبی اکرم ﷺ نے فرمایا:

أَمَرْتُ أَنْ أَسْجُدَ عَلَى سَبْعَةِ أَعْظُمٍ، عَلَى الْجَبْهَةِ وَأَشَارَ بِيَدِهِ عَلَى أَنْفِهِ وَالْيَدَيْنِ، وَالرُّكْبَتَيْنِ، وَأَطْرَافِ الْقَدَمَيْنِ، وَلَا نَكَفَتِ الشَّيَابَ وَالشَّعَرَ۔ (۲)

”مجھے حکم دیا گیا ہے کہ سات ہڈیوں پر سجدہ کروں یعنی پیشانی اور ہاتھ سے ناک کی طرف اشارہ کیا اور دونوں ہاتھوں اور دونوں گھٹنوں اور پیروں کی انگلیوں پر اور یہ کہ ہم کپڑوں اور بالوں کو نہ سمیٹا کریں۔“

اور اس چیز کا خیال رکھا جائے کہ بازو بغل سے، پیٹ رانوں سے، ران پنڈلی

(۱) ترمذی، الجامع الصحیح، أبواب الصلاة، باب ماجاء أين يضع الرجل

وجهه إذا سجد؟، ۳۰۸: ۱، رقم: ۲۷۱

(۲) بخاری، الصحیح، کتاب صفة الصلاة، باب السجود على الأنف، ۱:

۲۸۰، رقم: ۷۷۹

سے، کہنیاں زمین سے علیحدہ رہیں۔

۴۔ حضرت براءؓ بیان کرتے ہیں کہ حضور نبی اکرم ﷺ نے فرمایا:

إِذَا سَجَدَتْ فَضَعْ كَفَّيْكَ وَارْفَعْ مِرْفَقَيْكَ۔^(۱)

”جب تو سجدہ کرے تو ہتھیلیوں کو (زمین پر) رکھ اور کہنیوں کو اٹھا۔“

یعنی بازوؤں پہلوؤں سے الگ رہیں۔

۵۔ حضرت ابو حمید الساعدیؓ سے روایت ہے:

فَإِذَا سَجَدَ وَضَعَ يَدَيْهِ غَيْرَ مُفْتَرَشٍ وَلَا قَابِضِهِمَا، وَاسْتَقْبَلَ بِأَطْرَافِ
أَصَابِعِ رِجْلَيْهِ الْقِبْلَةَ۔^(۲)

”جب حضور نبی اکرم ﷺ نے سجدہ کیا تو اپنے دونوں ہاتھوں کو بچھائے بغیر اور قریب کئے بغیر زمین پر رکھا اور اپنی انگلیوں کو قبلہ رخ کیا۔“

نمازی حالت سجدہ میں کم از کم تین مرتبہ سُبْحَانَ رَبِّيَ الْأَعْلَى پڑھے ”میرا رب پاک، بلند شان والا ہے۔“

۶۔ حضرت عبداللہ بن مسعودؓ روایت کرتے ہیں کہ حضور نبی اکرم ﷺ نے فرمایا:

فَإِذَا سَجَدَ فَلْيَقُلْ: سُبْحَانَ رَبِّيَ الْأَعْلَى ثَلَاثًا، وَذَلِكَ أَذْنَاهُ۔^(۳)

”جب سجدہ کرے تو سُبْحَانَ رَبِّيَ الْأَعْلَى تین مرتبہ کہے اور یہ تعداد کم از کم ہے۔“

(۱) مسلم، الصحيح، کتاب الصلاة، باب الاعتدال في السجود، ۱:

۳۵۶، رقم: ۲۹۴

(۲) بخاری، الصحيح، کتاب صفة الصلاة، باب سنة الجلوس في

التَّشَهُّد، ۱: ۲۸۲-۲۸۵، رقم: ۷۹۴

(۳) أبو داود، السنن، کتاب الصلاة، باب مقدار الركوع والسجود، ۱:

۳۳۷، رقم: ۸۸۶

۱۱۔ جلسہ

تکبیر کہتے ہوئے سجدہ سے اٹھے تو بایاں پاؤں بچھا کر اس پر بیٹھے اور دایاں پاؤں کھڑا رکھے۔ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا روایت فرماتی ہیں:

كَانَ يَقْرِشُ رِجْلَهُ الْيُسْرَى وَيَنْصِبُ رِجْلَهُ الْيُمْنَى - (۱)

”حضور نبی اکرم ﷺ جلسہ کی حالت میں اپنا بایاں پاؤں بچھا دیتے اور دایاں پاؤں کھڑا رکھتے تھے۔“

جلسہ کی دعا

جلسہ میں پڑھی جانے والی منقول چند دعاؤں میں سے ایک درج ذیل ہے۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضور نبی اکرم ﷺ دونوں سجدوں کے درمیان کہا کرتے تھے۔

اللَّهُمَّ اغْفِرْ لِي وَارْحَمْنِي وَعَافِنِي وَاهْدِنِي وَارْزُقْنِي - (۲)

”اے اللہ! مجھے بخش دے، مجھ پر رحم فرما، مجھے عافیت دے، مجھے ہدایت پر قائم رکھ اور مجھے روزی عطا فرما۔“

ہمیں بھی اپنی انفرادی نمازوں میں ان دعاؤں کو پڑھنے کا معمول بنانا چاہیے تاکہ اتباع رسول ﷺ سے ہمارے قلب باطن میں نور پیدا ہو۔

(۱) مسلم، الصحيح، کتاب الصلاة، باب ما یجمع صفة الصلاة وما

یفتتح بہ یختم بہ، ۱: ۳۵۷-۳۵۸، رقم: ۳۹۸

(۲) أبوداؤد، السنن، کتاب الصلاة، باب الدعاء، بین السجدةین، ۱:

۳۲۲، رقم: ۸۵۰

۱۲۔ تعدیل ارکان

تمام ارکان نماز کو خصوصاً رکوع، سجدہ، قومہ اور جلسہ کو اطمینان سے ادا کیا جائے۔
حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

إِذَا قُمْتَ إِلَى الصَّلَاةِ فَكَبِّرْ، ثُمَّ اقْرَأْ مَا تيسَّرَ مَعَكَ مِنَ الْقُرْآنِ، ثُمَّ ارْكَعْ حَتَّى تَطْمَئِنَّ رَاكِعًا، ثُمَّ ارْفَعْ حَتَّى تَعْتَدِلَ قَائِمًا، ثُمَّ اسْجُدْ حَتَّى تَطْمَئِنَّ سَاجِدًا، ثُمَّ ارْفَعْ حَتَّى تَطْمَئِنَّ جَالِسًا، وَافْعَلْ ذَلِكَ فِي صَلَاتِكَ كُلِّهَا۔^(۱)

”جب تم نماز کے لئے کھڑے ہو تو تکبیر کہو، پھر قرآن حکیم سے جو تمہیں آتا ہو وہ پڑھو، پھر اطمینان کے ساتھ رکوع کرو، پھر سر اٹھا کر سیدھے کھڑے ہو جاؤ، پھر اطمینان کے ساتھ سجدہ کرو، پھر سر اٹھاؤ تو اطمینان سے بیٹھ جاؤ اور ساری نماز میں اسی طرح کرو۔“

جلسہ کے بعد تکبیر کہتے ہوئے دوسرا سجدہ کرے دوسرا سجدہ بھی پہلے سجدہ کی طرح ہی ہونا چاہئے اور پھر تکبیر کہتے ہوئے فوراً اٹھ کھڑا ہو درمیان میں بیٹھنا نہیں چاہئے۔
حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں:

كَانَ النَّبِيُّ صلی اللہ علیہ وسلم يَنْهَضُ فِي الصَّلَاةِ عَلَى صُدُورِ قَدَمَيْهِ۔^(۲)
”حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نماز میں (سجدہ سے اٹھتے وقت) اپنے قدموں کے کناروں پر اٹھتے تھے۔“

(۱) بخاری، الصحيح، کتاب صفة الصلاة، باب وجوب القراءة للإمام، ۱:
۲۶۳-۲۶۴، رقم: ۷۲۴

(۲) ترمذی، الجامع الصحيح، أبواب الصلاة، باب كيف النهوض من السجود، ۱: ۳۱۹، رقم: ۲۸۸

۱۳۔ دوسری رکعت

نمازی دوسری رکعت کے لئے اللہ اکبر کہتے ہوئے اٹھے اور اٹھتے وقت پہلے ہاتھ پھر گھٹنوں کو اٹھائے۔

۱۔ حضرت وائل ابن حجر رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ میں نے حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا:

وَإِذَا نَهَضَ رَفَعَ يَدَيْهِ قَبْلَ رُكْبَتَيْهِ۔^(۱)

”جب حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اٹھتے تو اپنے ہاتھوں کو گھٹنوں سے پہلے اٹھاتے۔“

دوسری رکعت پہلی رکعت کی طرح ادا ہوگی لیکن اس میں ثناء اور تَعَوُّذ نہیں پڑھی جائے گی صرف سورہ فاتحہ اور اس کے ساتھ ایک اور سورہ پڑھے۔

۲۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے:

كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صلی اللہ علیہ وسلم إِذَا نَهَضَ مِنَ الرُّكْعَةِ الثَّانِيَةِ اسْتَفْتَحَ الْقِرَاءَةَ ﴿الْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ﴾ وَلَمْ يَسْكُتْ۔^(۲)

”حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم جب دوسری رکعت میں کھڑے ہوتے تو اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ سے قرأت شروع کرتے اور خاموش نہ ہوتے۔“

(۱) ۱۔ ترمذی، الجامع الصحیح، أبواب الصلّٰة، باب ماجاء فی وضع

الرّکبتین قبل الیدین فی السّجود، ۱: ۳۰۶، رقم: ۲۶۸

۲۔ أبو داود، السنن، کتاب الصلّٰة، باب کیف یضع رکبتيہ قبل

یدیہ، ۱: ۳۱۷، رقم: ۸۳۸

(۲) مسلم، الصحیح، کتاب المساجد مواضع الصلّٰة، باب ما یقال بین

تکبیرة الاحرام والقراءة، ۱: ۴۱۹، رقم: ۵۹۹

۳۔ حضرت ابو قتادہ ؓ روایت کرتے ہیں:

أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ يَقْرَأُ فِي الرَّكْعَتَيْنِ الْأُولَيَيْنِ مِنَ الظُّهْرِ وَالْعَصْرِ بِفَاتِحَةِ الْكِتَابِ وَسُورَةٍ (۱)

”حضور نبی اکرم ﷺ ہمیں ظہر اور عصر کی نماز پڑھاتے تو پہلی دو رکعت میں سورۃ فاتحہ اور کوئی سورت پڑھا کرتے تھے۔“

پھر اسی طرح رکوع اور سجود وغیرہ کو ادا کیا جائے جس طرح کہ پہلی رکعت میں کیا تھا۔

۱۴۔ قعدہ اولیٰ

دوسری رکعت کے سجدوں کے بعد بائیں پاؤں بچھا کر اس پر بیٹھ جانا اور دایاں پاؤں کھڑا رکھنا قعدہ اولیٰ کہلاتا ہے۔

۱۔ حضرت وائل بن حجر ؓ روایت کرتے ہیں کہ میں مدینہ طیبہ میں آیا اور (دل میں) کہا کہ حضور نبی اکرم ﷺ کی نماز ضرور دیکھوں گا:

فَلَمَّا جَلَسَ يَعْنِي: لِلتَّشَهُدِ افْتَرَشَ رِجْلَهُ الْيُسْرَى، وَوَضَعَ يَدَهُ الْيُسْرَى. يَعْنِي: عَلَى فَخِذِهِ الْيُسْرَى، وَنَصَبَ رِجْلَهُ الْيُمْنَى - (۲)

(۱) ۱۔ مسلم، الصحيح، کتاب الصَّلَاة، باب القراءة في الظهر والعصر،

۳۳۳: ۱، رقم: ۴۵۱

۲۔ أبو داؤد، السنن، کتاب الصَّلَاة، باب ما جاء في القراءة في الظهر،

۳۰۳: ۱، رقم: ۷۹۸

(۲) ترمذی، الجامع الصحيح، أبواب الصَّلَاة، باب كيف الجلوس في

التشهد، ۳۲۳-۳۲۴، رقم: ۲۹۲

”جب آپ ﷺ تشہد کے لئے بیٹھے تو آپ ﷺ نے بایاں پاؤں بچھا کر ران پر بایاں ہاتھ رکھا اور دایاں پاؤں کھڑا کیا۔“

تعدہ اولیٰ میں اپنے دونوں ہاتھ رانوں پر رکھے۔

۲۔ حضرت عامر بن عبد اللہ بن زبیرؓ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں۔

إِذَا قَعَدَ يَدْعُو، وَضَعَ يَدَهُ الْيُمْنَى عَلَى فِخْذِهِ الْيُمْنَى. وَيَدَهُ الْيُسْرَى عَلَى فِخْذِهِ الْيُسْرَى۔^(۱)

”حضور نبی اکرم ﷺ جب تشہد کے لئے بیٹھے تو اپنے دائیں ہاتھ کو دائیں ران پر اور بائیں ہاتھ کو بائیں ران پر رکھتے۔“

۱۵۔ تشہد

تعدہ میں تشہد پڑھے:

الشَّحِيَّاتُ لِلَّهِ وَالصَّلَوَاتُ وَالطَّيِّبَاتُ السَّلَامُ عَلَيْكَ أَيُّهَا النَّبِيُّ وَرَحْمَةُ اللَّهِ وَبَرَكَاتُهُ السَّلَامُ عَلَيْنَا وَعَلَى عِبَادِ اللَّهِ الصَّالِحِينَ أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُولُهُ۔

”تمام بدنی، زبانی اور مالی عبادتیں اللہ ہی کے لئے ہیں اے نبی! آپ پر سلام ہو اور اللہ کی رحمت اور برکتیں ہوں اور اللہ کے نیک بندوں پر بھی، میں گواہی

(۱) ۱۔ مسلم، الصحيح، کتاب المساجد و مواضع الصلوة، باب صفة

الجلوس في الصلوة، وكيفية وضع اليدين على الفخذين، ۱: ۴۰۸،

رقم: ۵۷۹

۲۔ ترمذی، الجامع الصحيح، أبواب الدعوات باب في فضل لا حول

ولا قوة إلا بالله، ۵: ۵۴۲، رقم: ۳۵۸۷

دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور میں گواہی دیتا ہوں کہ حضرت محمد ﷺ اللہ کے بندے اور اس کے رسول ہیں۔“

حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ہم حضور نبی اکرم ﷺ کی اقتداء میں نماز پڑھتے اور اَلْسَلَامُ عَلٰی جِبْرِیْلَ وَمِیْکَائِیْلَ وَ اَلْسَلَامُ عَلٰی فُلَانٍ وَ فُلَانٍ کہتے، ایک دن حضور نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ بذات خود سلام ہے، جب تم میں سے کوئی شخص نماز میں بیٹھے تو یوں کہے:

التَّحِیَّاتُ لِلّٰهِ، وَالصَّلَوَاتُ وَالطَّیِّبَاتُ، اَلْسَلَامُ عَلَیْكَ اَیُّهَا النَّبِیُّ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَکَاتُهُ، اَلْسَلَامُ عَلَیْنَا وَعَلٰی عِبَادِ اللّٰهِ الصَّالِحِیْنَ۔

پس نمازی جب یہ کلمہ (علی عباد اللہ الصالحین) کہے گا تو اس کا سلام ہر صالح بندہ کو پہنچ جائے گا خواہ وہ زمین میں ہو یا آسمان میں۔ پھر کہے:

أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ، وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُولُهُ۔^(۱)

اس کے بعد جو چاہے دعا مانگے۔

۱۶۔ تشہد میں انگلی کا اشارہ

تشہد میں لا اِلهَ کہتے وقت انگوٹھے اور بیچ کی انگلی کا حلقہ بنا کر شہادت کی انگلی سے اشارہ کرنا چاہئے اور یا اَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ کہتے وقت کرنا چاہئے۔

حضرت وائل بن حجر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے:

(۱) ۱۔ بخاری، الصحيح، کتاب صفة الصلاة، باب التَّشْهِيْدُ فِي الْاٰخِرَةِ،

۲۸۶:۱، رقم: ۷۹۷

۲۔ مسلم، الصحيح، کتاب الصلاة، باب التَّشْهِيْدُ فِي الصَّلَاةِ، ۱:

۳۰۲-۳۰۳، رقم: ۳۰۳

رَأَيْتُ النَّبِيَّ ﷺ قَدْ حَلَقَ الْإِبْهَامَ وَالْوُسْطَى وَرَفَعَ النَّبِيَّ تَلِيَهُمَا
يَدْعُو بِهَا فِي الشَّهَادَةِ - (۱)

”میں نے حضور نبی اکرم ﷺ کو دیکھا کہ آپ ﷺ انگوٹھے اور بیچ کی انگلی سے حلقہ بنائے اور اس (شہادت کی انگلی کو جو ان دونوں سے ملی ہوئی تھی) کو تشہد میں اشارہ فرماتے ہوئے اٹھاتے“

۱۔ درودِ ابراہیمی (علیہ السلام)

حضور نبی اکرم ﷺ دو، تین یا چار رکعت والی نماز میں ہمیشہ قعدہ اخیرہ میں درودِ ابراہیمی پڑھتے جو درج ذیل ہے:

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَعَلٰی آلِ مُحَمَّدٍ كَمَا صَلَّيْتَ عَلٰی اِبْرٰهِيْمَ
وَعَلٰی آلِ اِبْرٰهِيْمَ اِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ. اَللّٰهُمَّ بَارِكْ عَلٰی مُحَمَّدٍ
وَعَلٰی آلِ مُحَمَّدٍ كَمَا بَارَكْتَ عَلٰی اِبْرٰهِيْمَ وَعَلٰی آلِ اِبْرٰهِيْمَ
اِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ.

”اے اللہ! رحمتیں نازل فرما حضرت محمد ﷺ پر اور ان کی آل پر، جس طرح تو نے رحمتیں نازل کیں حضرت ابراہیم علیہ السلام اور ان کی آل پر، بے شک تو تعریف کا مستحق بڑی بزرگی والا ہے۔ اے اللہ! تو برکتیں نازل فرما حضرت محمد ﷺ پر اور ان کی آل پر جس طرح تو نے برکتیں نازل فرمائیں حضرت ابراہیم علیہ السلام اور ان کی آل پر بے شک تو تعریف کا مستحق بزرگی والا ہے۔“

حضور نبی اکرم ﷺ پر درود و سلام بھیجنے کے حوالے ایک حدیث منقول ہے:

(۱) ابن ماجہ، السنن، کتاب إقامة الصلاة والسنة فيها، باب الإشارة فی

التشہد، ۱: ۴۹۳، رقم: ۹۱۲

حضرت عبد الرحمن بن ابولیلیؓ فرماتے ہیں: مجھے حضرت کعب بن عجرہؓ ملے، وہ فرمانے لگے: کیا تمہیں ایسا تحفہ نہ دوں جو میں نے حضور نبی اکرم ﷺ سے سنا ہے، میں نے عرض کیا: ضرور عطا کیجئے، انہوں نے فرمایا: ہم نے حضور نبی اکرم ﷺ سے سوال کیا، یا رسول اللہ! آپ پر آپ کے اہل بیت سمیت ہم کیسے درود بھیجا کریں؟ بے شک اللہ تعالیٰ نے ہمیں آپ پر سلام عرض کرنے کا طریقہ تو بتا دیا ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: تم یوں کہا کرو:

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَعَلٰی آلِ مُحَمَّدٍ، كَمَا صَلَّيْتَ عَلٰی
اِبْرٰهِيْمَ، وَعَلٰی آلِ اِبْرٰهِيْمَ، اِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ. اَللّٰهُمَّ بَارِكْ
عَلٰی مُحَمَّدٍ وَعَلٰی آلِ مُحَمَّدٍ، كَمَا بَارَكْتَ عَلٰی اِبْرٰهِيْمَ وَعَلٰی
آلِ اِبْرٰهِيْمَ، اِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ۔ (۱)

حضرت ابو بکر صدیقؓ حضور نبی اکرم ﷺ کی بارگاہ میں عرض گزار ہوئے
مجھے ایسی دعا سکھا دیجئے جس کے ذریعے اپنی نماز میں دعا کیا کروں فرمایا کہ یوں کہا کرو:
اَللّٰهُمَّ اِنِّي ظَلَمْتُ نَفْسِي ظُلْمًا كَثِيْرًا، وَلَا يَغْفِرُ الذُّنُوْبَ اِلَّا اَنْتَ،
فَاغْفِرْ لِيْ مَغْفِرَةً مِنْ عِنْدِكَ، وَارْحَمْنِيْ، اِنَّكَ اَنْتَ الْغَفُوْرُ
الرَّحِيْمُ۔ (۲)

(۱) بخاری، الصحيح، کتاب الأنبياء، باب: النسلان في المثنى إبراهيم

خليل، ۳: ۱۲۳۳، رقم: ۳۱۹۰

(۲) ۱- بخاری، الصحيح، کتاب صفة الصلاة، باب الدعاء قبل السلام،

۱: ۲۸۶-۲۸۷، رقم: ۷۹۹

۲- مسلم، الصحيح، کتاب الذكر والدعاء والتوبة والاستغفار، باب

استحباب خفض الصوت بالذكر، ۴: ۲۰۷۸، رقم: ۲۷۰۵

”اے اللہ! میں نے اپنی جان پر بہت ظلم کیا ہے اور گناہوں کو معاف نہیں کرتا مگر تو، پس اپنے کرم سے مجھے معاف کر دے اور مجھ پر رحم فرما کیونکہ تو ہی بخشنے والا مہربان ہے۔“

۱۸۔ سلام

مذکورہ دعا پڑھنے کے بعد سلام پھیر دے، اس طرح کہ فرشتوں اور پڑھنے والوں کو سلام کرنے کی نیت سے السَّلَامُ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ کہتے ہوئے پہلے دائیں طرف منہ پھیر لے پھر السَّلَامُ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ کہتے ہوئے بائیں طرف منہ پھیرے۔ حضرت جابر بن سمرة رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

إِنَّمَا يُكْفِي أَحَدَكُمْ أَنْ يَضَعَ يَدَهُ عَلَى فِخْذِهِ ثُمَّ يُسَلِّمُ عَلَى أَخِيهِ مَنْ عَلَى يَمِينِهِ وَشِمَالِهِ۔^(۱)

”بے شک تم میں سے ہر ایک کے لئے کافی ہے کہ اپنے ہاتھ کو اپنی ران پر رکھے پھر اپنے دائیں اور بائیں طرف اپنے بھائی کو سلام کرے۔“
دوران سلام منہ اس قدر پھیرنا چاہئے کہ پیچھے کھڑے کو رخسار دکھائی دے۔ حضرت عامر بن سعد رضی اللہ عنہ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں:

كُنْتُ أَرَى رَسُولَ اللَّهِ صلی اللہ علیہ وسلم يُسَلِّمُ عَنْ يَمِينِهِ وَعَنْ يَسَارِهِ حَتَّى أَرَى بَيَاضَ خَدِّهِ۔^(۲)

(۱) ۱۔ مسلم، الصحيح، کتاب الصَّلَاة، باب: الأمر بالسكونة في الصَّلَاة،

والنهي عن الإشارة باليد ورفعها عند السلام، ۳۲۲: ۱، رقم: ۴۳۱

۲۔ أبو داؤد، السنن، کتاب الصَّلَاة، باب الرد على الإمام، ۳۷۷: ۱،

رقم: ۹۹۹

(۲) مسلم، الصحيح، کتاب المساجد ومواضع الصَّلَاة، باب السلام

للتحليل من الصَّلَاة عند فراغها، ۴۰۹: ۱، رقم: ۵۸۲

”میں حضور نبی اکرم ﷺ کو دائیں اور بائیں طرف سلام پھیرتے ہوئے دیکھتا تھا حتیٰ کہ میں آپ ﷺ کے رخساروں کی سفیدی دیکھتا تھا۔“

نمازِ وتر

نماز وتر واجب ہے اور اس کا وقت عشاء کی نماز کے بعد سے طلوع فجر تک ہے وتر کی تین رکعت ہیں۔ ان تین رکعت میں سورۃ فاتحہ کے بعد چھوٹی سورۃ یا کم از کم تین آیات کی تلاوت واجب ہے۔ احادیث مبارکہ میں اسکی بہت فضیلت بیان ہوئی ہے۔

خارجہ بن حذافہ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت ابو الولید عدوی ؓ نے فرمایا کہ حضور نبی اکرم ﷺ ہمارے پاس تشریف لائے اور فرمایا:

إِنَّ اللَّهَ تَعَالَى قَدْ أَمَدَّكُمْ بِصَلَاةٍ وَهِيَ خَيْرٌ لَّكُمْ مِنْ حُمْرِ النَّعَمِ وَهِيَ الْوُتْرُ فَجَعَلَهَا لَكُمْ فِيْمَا بَيْنَ الْعِشَاءِ إِلَى طُلُوعِ الْفَجْرِ - (۱)

”بے شک اللہ تعالیٰ نے ایک نماز کے ذریعے تمہاری مدد فرمائی ہے جو تمہارے واسطے سرخ اونٹوں سے بھی بہتر ہے۔ وہ نماز وتر ہے پس تمہارے لیے اسے عشاء اور طلوع فجر کے درمیان رکھا ہے۔“

عبید اللہ بن عبد اللہ عتقی رضی اللہ عنہما نے عبد اللہ بن بریدہ ؓ سے روایت کی کہ ان کے والد ماجد نے حضور نبی اکرم ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا:

الْوُتْرُ حَقٌّ فَمَنْ لَمْ يُوتِرْ فَلَيْسَ مِنَّا، الْوُتْرُ حَقٌّ فَمَنْ لَمْ يُوتِرْ فَلَيْسَ مِنَّا، الْوُتْرُ حَقٌّ فَمَنْ لَمْ يُوتِرْ فَلَيْسَ مِنَّا - (۲)

(۱) أبو داؤد، السنن، کتاب الصلاة، باب تفریع أبواب الوتر، ۱: ۵۲۷، رقم: ۱۴۱۸

(۲) أبو داؤد، السنن، کتاب الصلاة باب فیمن لم یوتر، ۱: ۵۲۷، رقم: ۱۴۱۹

”نماز وتر حق ہے جو وتر نہ پڑھے وہ ہم میں سے نہیں۔ نماز وتر حق ہے جو وتر نہ پڑھے وہ ہم میں سے نہیں۔“

حضرت ابی ابن کعب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے:

حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم وتر میں سَبَّحَ اَسْمَ رَبِّكَ الْاَعْلٰی، قُلْ يَا اَيُّهَا الْكَافِرُونَ اور قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ کی تلاوت فرماتے جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم سلام پھیرتے تو تین مرتبہ سُبْحَانَ الْمَلِكِ الْقُدُّوسِ ارشاد فرماتے۔^(۱)

”حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم تیسری رکعت میں سورۃ فاتحہ اور دوسری سورۃ پڑھنے کے بعد رکوع سے پہلے دعائے قنوت پڑھتے۔“

حضرت کعب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے:

اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم كَانَ يُوتِرُ فَيَقْنُتُ قَبْلَ الرُّكُوْعِ۔^(۲)

”حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم وتر پڑھتے تو رکوع سے قبل قنوت پڑھتے تھے۔“

دعائے قنوت پڑھنے کا طریقہ

دعائے قنوت پڑھنے کا طریقہ یہ ہے نمازی تیسری رکعت کے قیام میں سورۃ فاتحہ اور پھر دوسری سورہ پڑھنے کے بعد اللہ اکبر کہتے ہوئے تکبیر تحریمہ کی طرح دونوں ہاتھوں کو کانوں تک اٹھا کر پھر باندھ لے اور دعائے قنوت پڑھے۔

اَللّٰهُمَّ اِنَّا نَسْتَغِيْثُكَ وَنَسْتَغْفِرُكَ وَنُؤْمِنُ بِكَ وَنَتَوَكَّلُ عَلَیْكَ

(۱) نسائی، السنن، کتاب قیام اللیل، باب نوع آخر من القراءة فی

الوتر، ۳: ۱۷۰، رقم: ۱۷۲۹

(۲) ابن ماجہ، السنن، کتاب اقامۃ الصلاۃ والسنة فیہا، باب مَا جَاءَ فِی

الْقُنُوْثِ قَبْلَ الرُّكُوْعِ، ۲: ۶۷، رقم: ۱۱۸۲

وَنُثْنِي عَلَيْكَ الْخَيْرَ وَنَشْكُرُكَ وَلَا نَكْفُرُكَ وَنَخْلَعُ وَنَتَرَكُ
مَنْ يَفْجُرُكَ. اَللّٰهُمَّ اِيَّاكَ نَعْبُدُ وَلَكَ نُصَلِّي وَنَسْجُدُ وَاِلَيْكَ
نَسْعٰى وَنَحْفِدُ وَنَرْجُو رَحْمَتَكَ وَنَخْشٰى عَذَابَكَ اِنَّ عَذَابَكَ
بِالْكَفَّارِ مُلْحِقٌ- (۱)

”اے اللہ! بے شک ہم تجھی سے مدد مانگتے ہیں اور تجھی سے بخشش طلب کرتے
ہیں اور تجھی پر ایمان لاتے ہیں اور تجھی پر بھروسہ رکھتے ہیں اور خیر کے ساتھ
تیری حمد و ثناء بیان کرتے ہیں اور تیرا شکر بجا لاتے ہیں اور ہم تیری ناشکری نہیں
کرتے ہم اسے چھوڑ دیتے ہیں جو تیری نافرمانی کرتے ہیں۔ اے اللہ! ہم
تیری ہی عبادت کرتے ہیں اور ہم تیرے لئے نماز ادا کرتے ہیں اور سجدہ
کرتے ہیں اور تیری ہی طرف ہم دوڑتے اور جلدی کرتے ہیں اور ہم تیری ہی
رحمت کی امید کرتے ہیں اور تیرے عذاب سے ڈرتے ہیں۔ بیشک تیرا عذاب
کافروں کو ملنے والا ہے۔“

ہر نماز میں خوف و خشیت الہی سے حضور نبی اکرم ﷺ پر وہ کیفیت طاری
ہو جاتی کہ آپ ﷺ کے سینہ اقدس سے ہنڈیا کے جوش مارنے کی سی آواز نکلتی، وہ نماز جو
بندگی میں معراج کی آئینہ دار تھی اس کی کیفیت و محویت کا کون اندازہ کر سکتا ہے؟

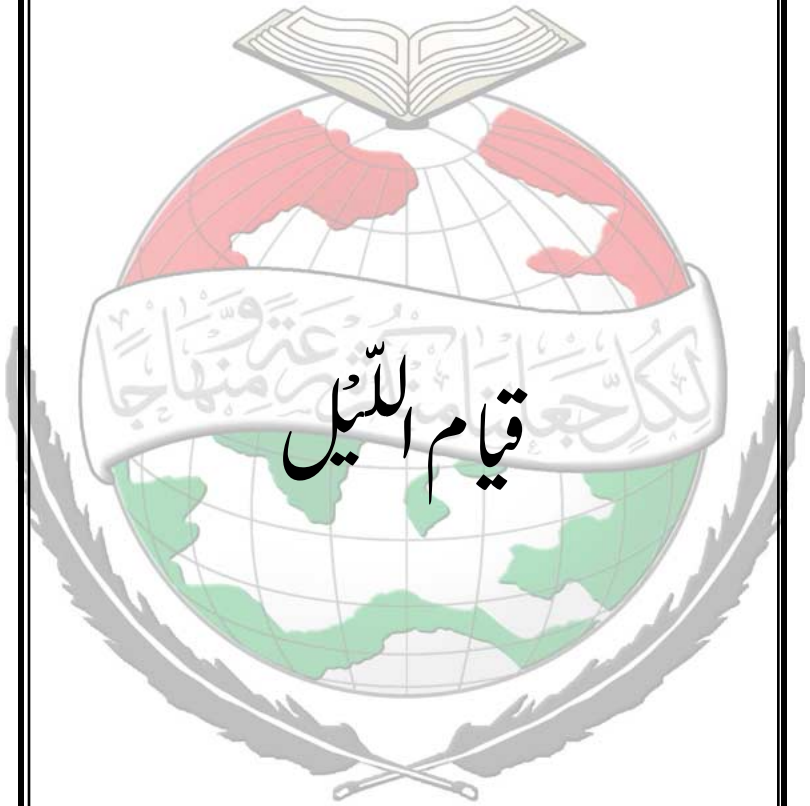
حضور نبی اکرم ﷺ کی نماز امت کے لئے ایک مثالی نمونہ ہے۔ اس کو سامنے
رکھ کر ہم اپنی نمازوں کی اصلاح اور ان میں خشوع و خضوع کی کیفیات پیدا کر سکتے ہیں۔
اگر ہماری نمازیں درست ہو گئیں تو سمجھ لو کہ ہماری دنیا و آخرت سنور گئی۔ فلاح دارین
ہمارا مقدر بن گئی پھر نہ کسی کے سوال و جواب کا خوف ہوگا اور نہ کسی محشر کا کھٹکا ہوگا۔

(۱) ۱- أبو داؤد، المراسیل، ۱: ۵۶، رقم: ۸۳

۲- بیہقی، السنن الکبری، ۲: ۲۱۰، رقم: ۲۹۶۱

۳- ابن أبي شيبة، المصنف، ۲: ۹۵، رقم: ۶۸۹۳

باب چہارم



www.MinhajBooks.com



www.MinhajBooks.com

راہِ سلوک کی منزل کے مسافر کے لئے قیامِ لیل کی اہمیت بہت زیادہ ہے
خلوت کی ساعتوں میں اپنے مولا سے عبودیت کا رشتہ استوار کرنے کے لئے قیامِ لیل سے
زیادہ اور کوئی مؤثر ذریعہ نہیں۔

قیامِ اللیل کا معنی و مفہوم

لفظِ قیام ”قَامَ“ کا مصدر ہے اور اس کے لغوی معنی کھڑا ہونا، بٹھہرنا اور قیام کرنا
کے ہیں۔^(۱)

قیامِ اللیل راتوں کو جاگنے کا عمل ہے جو رضائے الہی کی خاطر رات کے کسی
حصہ میں نوافل ادا کرنے، تلاوتِ قرآن اور ذکر واذکار میں مشغول رہنے، بارگاہِ الہی میں
مناجات کرنے، اپنے گناہوں پر نادم و شرمندہ ہو کر آنسو بہانے اور اللہ تعالیٰ کی اطاعت و
بندگی میں حصولِ حلاوت کے لئے سرانجام دیا جاتا ہے۔ اسے عرفِ عام میں شبِ بیداری
کہا جاتا ہے۔

قیامِ اللیل کی اہمیت و فضیلت

رات کی تنہائی میں اللہ تعالیٰ کو یاد کرنا بڑی اہمیت و فضیلت کا حامل ہے۔ بندہ
اس وقت اپنے مالکِ حقیقی کو پکارتا ہے جب سارا عالم سو رہا ہوتا ہے۔ وہ اپنے مولا کو
منانے کے لئے اپنی راحت و آرام قربان کر دیتا ہے۔ وہ کبھی قیام کی حالت میں اللہ تعالیٰ
کو یاد کرتا ہے تو کبھی رکوع اور سجدے میں جا کر اپنے عجز و انکسار کا اظہار کرتا ہے۔ اپنے

(۱) ابن منظور، لسان العرب، ۱۲: ۴۹۶

بندے کی یہ ادا اللہ رب العزت کو بے حد پسند ہے۔ وہ ایسے شب زندہ دار بندوں پر آسمان سے انوار و تجلیات کی بارش نازل فرماتا ہے اور انہیں اپنے مقبول بندوں میں شامل فرما کر مستجاب اللہ دعوات بنا دیتا ہے۔ قیام اللیل کا نور دن کو بھی چھایا رہتا ہے اور وہ رات میں قیام کرنے والے کو اس طرح اپنی پناہ اور حفاظت میں رکھتا ہے کہ بندہ دن بھر نفس اور شیطان کے شر سے محفوظ رہتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے رات کو اٹھنے کی فضیلت بیان کرتے ہوئے ارشاد فرمایا:

إِنَّ نَاشِئَةَ اللَّيْلِ هِيَ أَشَدُّ وَطْأً وَأَقْوَمُ قِيلاً^(۱)

”بیشک رات کا اٹھنا (نفس کو) سخت پامال کرتا ہے اور (دل و دماغ کی یکسوئی کے ساتھ) زبان سے سیدھی بات نکالتا ہے۔“

۱۔ قرآن حکیم میں قیام اللیل کا بیان

اللہ تعالیٰ نے اپنی یاد اور ذکر و عبادت کے حوالے سے جگہ جگہ بفرض عبادت رات اٹھنے کا ذکر بطور خاص فرمایا ہے۔ چند مقامات درج ذیل ہیں

۱۔ وَقِيمِ الصَّلَاةَ طَرَفِي النَّهَارِ وَزُلْفًا مِّنَ اللَّيْلِ إِنَّ الْحَسَنَاتِ يُذْهِبْنَ السَّيِّئَاتِ ط ذَلِكَ ذِكْرِي لِلَّذِكْرَيْنِ^(۲)

”اور آپ دن کے دونوں کناروں میں اور رات کے کچھ حصوں میں نماز قائم کیجئے۔ بیشک نیکیاں برائیوں کو مٹا دیتی ہیں۔ یہ نصیحت قبول کرنے والوں کے لئے نصیحت ہے۔“

۲۔ أَقِمِ الصَّلَاةَ لِدُلُوكِ الشَّمْسِ إِلَى غَسَقِ اللَّيْلِ وَقُرْآنَ الْفَجْرِ ط

(۱) المزمّل ۷۳: ۶

(۲) ہود، ۱۱: ۱۱۴

إِنَّ قُرْآنَ الْفَجْرِ كَانَ مَشْهُودًا ۝ وَمِنَ اللَّيْلِ فَتَهَجَّدْ بِهِ نَافِلَةً
لَّكَ۔^(۱)

”آپ سورج ڈھلنے سے لے کر رات کی تاریکی تک (ظہر، عصر، مغرب اور عشاء کی) نماز قائم فرمایا کریں اور نماز فجر کا قرآن پڑھنا بھی (لازم کر لیں)، بیشک نماز فجر کے قرآن میں (فرشتوں کی) حاضری ہوتی ہے (اور حضوری بھی نصیب ہوتی ہے) ۝ اور رات کے کچھ حصہ میں (بھی) قرآن کے ساتھ (شب خیزی کرتے ہوئے) نماز تہجد پڑھا کریں یہ خاص آپ کے لئے زیادہ (کی گئی) ہے۔“

۳۔ وَسَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّكَ قَبْلَ طُلُوعِ الشَّمْسِ وَقَبْلَ غُرُوبِهَا ۖ وَمِنْ
أَنَاءِ اللَّيْلِ فَسَبِّحْ۔^(۲)

”اور اپنے رب کی حمد کے ساتھ تسبیح کیا کریں طلوع آفتاب سے پہلے (نماز فجر میں) اور اس کے غروب سے قبل (نماز عصر میں) اور رات کی ابتدائی ساعتوں میں (یعنی مغرب اور عشاء میں) بھی تسبیح کیا کریں۔“

۴۔ فَسُبْحَانَ اللَّهِ حِينَ تُمْسُونَ وَحِينَ تُصْبِحُونَ ۝ وَلَهُ الْحَمْدُ فِي
السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ وَعَشِيًّا وَحِينَ تُظْهِرُونَ^(۳)

”پس تم اللہ کی تسبیح کیا کرو جب تم شام کرو (یعنی مغرب اور عشاء کے وقت) اور جب تم صبح کرو (یعنی فجر کے وقت) ۝ اور ساری تعریفیں آسمانوں اور زمین میں اسی کے لئے ہیں اور (تم تسبیح کیا کرو) سہ پہر کو بھی (یعنی عصر کے وقت)

(۱) بنی اسرائیل، ۱۷: ۷۸، ۷۹

(۲) طہ، ۲۰: ۱۳۰

(۳) الروم، ۳۰: ۱۷، ۱۸

اور جب تم دوپہر کرو (یعنی ظہر کے وقت) ۵

۵۔ وَ سَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّكَ قَبْلَ طُلُوعِ الشَّمْسِ وَ قَبْلَ الْغُرُوبِ ۝
وَمِنَ اللَّيْلِ فَسَبِّحْهُ وَادْبَارَ السُّجُودِ ۝^(۱)

”اور اپنے رب کی حمد کے ساتھ تسبیح کیجئے طلوع آفتاب سے پہلے اور غروب آفتاب سے پہلے ۵ اور رات کے بعض اوقات میں بھی اس کی تسبیح کیجئے اور نمازوں کے بعد بھی ۵“

۶۔ وَ سَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّكَ حِينَ تَقُومُ ۝ وَمِنَ اللَّيْلِ فَسَبِّحْهُ وَادْبَارَ
النُّجُومِ ۝^(۲)

”اور آپ اپنے رب کی حمد کے ساتھ تسبیح کیجئے جب بھی آپ کھڑے ہوں ۵ اور رات کے اوقات میں بھی اس کی تسبیح کیجئے اور (پچھلی رات بھی) جب ستارے چھتے ہیں ۵“

۷۔ وَادْكُرْ اسْمَ رَبِّكَ بُكْرَةً وَ اَصِيلاً ۝ وَمِنَ اللَّيْلِ فَاسْجُدْ لَهُ وَ
سَبِّحْهُ لَيْلاً طَوِيلاً ۝^(۳)

”اور صبح و شام اپنے رب کے نام کا ذکر کیا کریں ۵ اور رات کی کچھ گھڑیاں اس کے حضور سجدہ ریزی کیا کریں اور رات کے (بقیہ) طویل حصہ میں اس کی تسبیح کیا کریں ۵“

مذکورہ بالا قرآنی آیات میں اگرچہ براہ راست خطاب تاجدارِ کائنات ﷺ سے

(۱) ق، ۳۹: ۵۰۔

(۲) الطور، ۵۲: ۴۸، ۴۹

(۳) الدھر، ۷۶: ۲۵، ۲۶

ہے مگر تعلیم آپ ﷺ کے واسطے سے جمع امت کو دی گئی ہے۔ ان آیات میں فرض نماز پنجگانہ کی اوقات مقررہ میں ادائیگی کے ساتھ قیام اللیل کی فضیلت بھی بیان ہوئی ہے۔ رات کی نمازیں فرض کا درجہ رکھتی ہیں جبکہ رات کی دیگر عبادات نوافل کے درجہ میں ہیں۔ قیام اللیل کی اہمیت اتنی زیادہ ہے اور اللہ ﷻ کو رات کا قیام اتنا پسند ہے کہ اس نے رات کے تین حصوں میں اسے فرض قرار دے دیا۔ ایک آیت کریمہ کی رو سے نماز تہجد آپ ﷺ کے لئے بطور خاص واجب قرار دی گئی جبکہ امت کی آسانی کی خاطر اسے نفل ہی رہنے دیا گیا۔

۲۔ قائم اللیل بندوں کی صفات

اللہ ﷻ نے اپنے قائم اللیل (شب زندہ دار) بندوں کا بطور خاص ذکر کرتے ہوئے ان پر وارد ہونے والی مختلف کیفیات کو موضوع قرآن بنایا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے شب بیدار ان صاحبان علم کے زمرے میں رکھا ہے جن پر خوف و رجا کی حالت طاری رہتی ہے، ان خوش نصیبوں کے اعلیٰ انعامات مخفی رکھے گئے ہیں۔ اس حوالے سے چند آیات کریمہ درج ذیل ہیں:

۱۔ اَمَّنْ هُوَ قَانِتٌ اَنَاءَ اللَّيْلِ سَاجِدًا وَّ قَائِمًا يَحْذَرُ الْآخِرَةَ وَيَرْجُو رَحْمَةً رَبِّهِ ۖ قُلْ هَلْ يَسْتَوِي الَّذِينَ يَعْلَمُونَ وَالَّذِينَ لَا يَعْلَمُونَ ۗ اِنَّمَا يَتَذَكَّرُ اُولُو الْاَلْبَابِ ۝ (۱)

”بھلا (یہ مشرک بہتر ہے یا) وہ (مومن) جو رات کی گھڑیوں میں سجد اور قیام کی حالت میں عبادت کرنے والا ہے، آخرت سے ڈرتا رہتا ہے اور اپنے رب کی رحمت کی امید رکھتا ہے، فرما دیجئے: کیا جو لوگ علم رکھتے ہیں اور جو لوگ علم نہیں رکھتے (سب) برابر ہو سکتے ہیں۔ بس نصیحت تو عقل مند لوگ ہی قبول کرتے ہیں۔“

(۱) الزمر، ۳۹: ۹

۲۔ وَالَّذِينَ يَبِيتُونَ لِرَبِّهِمْ سُجَّدًا وَقِيَامًا (۱)

”اور (یہ) وہ لوگ ہیں جو اپنے رب کے لئے سجدہ ریزی اور قیام (عیاز) میں راتیں بسر کرتے ہیں“

۳۔ تَتَجَافَى جُنُوبُهُمْ عَنِ الْمَضَاجِعِ يَدْعُونَ رَبَّهُمْ خَوْفًا وَطَمَعًا۔ (۲)

”ان کے پہلو اُن کی خوابگا ہوں سے جدا رہتے ہیں اور اپنے رب کو خوف اور امید (کی ملی جلی کیفیت) سے پکارتے ہیں۔“

۴۔ كَانُوا قَلِيلًا مِّنَ اللَّيْلِ مَا يَهْجَعُونَ ۝ وَبِالْأَسْحَارِ هُمْ يَسْتَغْفِرُونَ (۳)

”وہ راتوں کو تھوڑی سی دیر سویا کرتے تھے اور رات کے پچھلے پہروں میں (اٹھ اٹھ کر) مغفرت طلب کرتے تھے“

ان آیاتِ کریمہ میں اللہ ﷻ نے اپنے قائم اللیل بندوں کی یہ صفات بیان کی ہیں کہ وہ اپنے مالکِ حقیقی کی رضا و خوشنودی کے لئے ساری ساری رات اس کے حضور قیام و قعود اور رکوع و سجود میں گزارتے ہیں، انہیں ایک پل چین نہیں، کبھی اخروی عذاب کے خوف سے ان کے روٹکے کھڑے ہو جاتے ہیں تو کبھی اخروی نعمتوں کے خیال سے دل امید کی لہر سے جھومنے لگتے ہیں۔ آخرت میں انہیں نعمتوں سے سرفراز کیا جائے گا کہ یہ تو خشیتِ الہی کے باعث راتوں کو سوتے ہی بہت کم تھے۔

www.MinhajBooks.com

(۱) الفرقان، ۲۵: ۶۴

(۲) السجدہ، ۳۲: ۱۶

(۳) الذریت، ۵۱: ۱۷-۱۸

۳۔ حضور نبی اکرم ﷺ کا قیام اللیل

ہمارے آقا و مولا حضور نبی اکرم ﷺ کی شب بیداری کا یہ عالم تھا کہ آپ ﷺ کے قدیم شریفین متورّم ہو جاتے۔ اللہ تعالیٰ نے اس کا ذکر کرتے ہوئے ارشاد فرمایا:-

إِنَّ رَبَّكَ يَعْلَمُ أَنَّكَ تَقُومُ أَدْنَىٰ مِنْ ثُلُثَيِ اللَّيْلِ وَ نِصْفَهُ وَ ثُلُثَهُ وَ طَآئِفَةٌ مِّنَ الَّذِينَ مَعَكَ۔^(۱)

”بے شک آپ کا رب جانتا ہے کہ آپ (کبھی) دو تہائی شب کے قریب اور (کبھی) نصف شب اور (کبھی) ایک تہائی شب (نماز میں) قیام کرتے ہیں، اور اُن لوگوں کی ایک جماعت (بھی) جو آپ کے ساتھ ہیں (قیام میں شریک ہوتی ہے)۔“

رحمتِ خداوندی کو آپ ﷺ کی یہ مشقت گوارا نہ ہوئی اور یہ آیت نازل فرمادی:

يَا أَيُّهَا الْمَرْمُلُ ۝ قُمْ اللَّيْلَ إِلَّا قَلِيلًا ۝ نِصْفَهُ أَوْ انْقُصْ مِنْهُ قَلِيلًا ۝ أَوْ زِدْ عَلَيْهِ وَ رَتِّلِ الْقُرْآنَ تَرْتِيلًا ۝^(۲)

”اے کملی کی جھرٹ والے (حبیب!) ۝ آپ رات کو (نماز میں) قیام فرمایا کریں مگر تھوڑی دیر (کیلئے) ۝ آدھی رات یا اس سے تھوڑا کم کر دیں ۝ یا اس پر کچھ زیادہ کر دیں اور قرآن خوب ٹھہر ٹھہر کر پڑھا کریں ۝“

www.MinhajBooks.com

(۱) المزمّل، ۴۳: ۲۰

(۲) المزمّل، ۴۳: ۲-۴

۴۔ احادیثِ مبارکہ میں قیام اللیل کا بیان

احادیثِ مبارکہ میں قیام اللیل کی بڑی فضیلت بیان ہوئی ہے۔ چند احادیث درج ذیل ہیں:

(۱) ہر رات میں قبولیت کی ایک گھڑی ضرور آتی ہے

حضرت جابر رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ میں نے حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا: ”رات کو ایک ایسی ساعت بھی آتی ہے جس میں کوئی مسلمان اللہ تعالیٰ سے دنیا و آخرت کی کوئی چیز مانگے تو اللہ تعالیٰ اسے وہی عنایت فرما دیتا ہے۔ اور یہ ساعت ہر رات آتی ہے۔“ (۱)

(۲) رات کا قیام قربِ خدا کا سبب بنتا ہے

حضرت ابو امامہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”رات کا قیام اپنے اوپر لازم کر لو کہ وہ تم سے پہلے کے نیک لوگوں کا طریقہ ہے اور تمہارے لئے قربِ خداوندی کا باعث ہے، برائیوں کو مٹانے والا اور گناہوں سے روکنے والا ہے۔“ (۲)

(۳) رات کی عبادت انسان کو برائیوں سے روک دیتی ہے

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ ایک شخص حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا:

(۱) مسلم، الصحيح، صلاة المسافرين و قصرها، باب في الليل ساعة مستجاب فيها الدعاء، ۱: ۵۲۱، رقم: ۷۵۷

(۲) ۱۔ ترمذی، الجامع الصحيح، أبواب الدعوات، باب في فضل التوبة والاستغفار، ۵: ۵۱۶، رقم: ۳۵۴۹

۲۔ حاکم، المستدرک، ۱: ۲۵۱، رقم: ۱۱۵۶

إِنَّ فُلَانًا يُصَلِّي بِاللَّيْلِ، فَإِذَا أَصْبَحَ سَرَقَ۔

”(یا رسول اللہ!) فلاں آدمی رات کو نماز بھی پڑھتا ہے اور جب صبح ہوتی ہے تو چوری (بھی) کرتا ہے۔“

آپ ﷺ نے فرمایا:

إِنَّهُ سَيَنْهَاهُ مَا تَقُولُ^(۱)۔

”جلد ہی یہ (نماز) اسے اس (چوری) سے روک دے گی جو تو کہہ رہا ہے۔“

(۴) حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کے خواب کی تعبیر

حضرت سالم رحمہ اللہ اپنے والد حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کرتے ہیں: ”حضور نبی اکرم ﷺ کی حیات مبارکہ میں جب کوئی خواب دیکھتا تو رسول اللہ ﷺ کے حضور بیان کرتا۔ مجھے بھی تمنا ہوئی کہ میں بھی کوئی خواب دیکھوں اور اسے رسول اللہ ﷺ سے بیان کروں۔ میں ان دنوں نوجوان لڑکا تھا اور رسول اللہ ﷺ کے عہد مبارک میں مسجد کے اندر سویا کرتا تھا۔ میں نے خواب میں دیکھا کہ دو فرشتوں نے مجھے پکڑ لیا اور مجھے جہنم کی طرف لے گئے، وہ کنوئیں کی طرح پیچ دار تھی اور اس کے دو ستون تھے، اس میں کچھ لوگ ایسے بھی تھے جنہیں میں جانتا تھا، پس میں کہنے لگا: میں جہنم سے اللہ کی پناہ لیتا ہوں، پھر ہمیں ایک دوسرا فرشتہ ملا، اس نے مجھ سے کہا: نہ ڈرو! میں نے یہ خواب حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا سے بیان کیا، انہوں نے حضور نبی اکرم ﷺ سے بیان کیا تو حضور نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: ”عبداللہ اچھا آدمی ہے۔ کیا ہی اچھا ہو کہ وہ رات کو نماز پڑھا کرے۔ حضرت سالم رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ اس کے بعد حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ رات کو بہت

(۱) ۱۔ أحمد بن حنبل، المسند، ۲: ۴۴۸، رقم: ۹۷۷۷

۲۔ ہیثمی، مجمع الزوائد، ۷: ۱۴۵، رقم: ۱۱۲۵۹

تھوڑی دیر سوتے تھے۔“ (۱)

(۵) شب زندہ داروں کا حساب و کتاب کے بغیر جنت میں داخلہ

حضرت اسماء بنت یزید رضی اللہ عنہا روایت کرتی ہیں کہ حضور نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: ”لوگ قیامت کے دن ایک میدان میں اکٹھے کئے جائیں گے اور ایک منادی اعلان کرے گا: جن لوگوں کی کروٹیں (اپنے رب کی یاد میں) بستروں پر نہ لگتی تھیں، وہ کہاں ہیں؟ وہ کھڑے ہو جائیں! ان کی تعداد بہت کم ہوگی اور جنت میں بغیر حساب کے داخل ہو جائیں گے، پھر (باقی بچ جانے والے) لوگوں کے حساب و کتاب کا حکم جاری کر دیا جائے گا۔“ (۲)

قیام اللیل اور سلف صالحین کے اقوال و احوال

قیام اللیل میں بندہ نوافل و مناجات کے ذریعے اپنے رضائے الہی کا طالب ہوتا ہے۔ صوفیاء کرام کے نزدیک تعلق بندگی کا یہ بہترین ذریعہ خیال کیا جاتا ہے۔ صوفیاء، عرفاء اور اولیاء کے نزدیک رات بہت چھوٹی ہوتی ہے، وہ رات کو اپنے مولا کے حضور پیش ہوتے ہیں اور لذت و سرور میں یوں گم ہوتے ہیں کہ انہیں رات گزرنے کا احساس بھی نہیں ہوتا، اسی وجہ سے وہ رات کو ایسے کوتاہ (چھوٹی) جانتے ہیں جیسے عاشق شب وصل کو کوتاہ جانتے ہیں۔ ذیل میں ایسے ہی عاشقوں اور شب زندہ داروں کے اقوال و احوال

(۱) ۱۔ بخاری، الصحيح، ابواب التہجد، باب فضل قیام اللیل، ۱:

۳۷۸، رقم: ۱۰۷۰

۲۔ مسلم، الصحيح، کتاب فضائل الصحابة، باب من فضائل

عبداللہ بن عمر ص، ۴: ۱۹۲۷-۱۹۲۸، رقم: ۲۴۷۹

(۲) ۱۔ بیہقی، شعب الایمان، ۳: ۱۶۹، رقم: ۳۲۴۳

۲۔ حاکم، المستدرک، ۲: ۴۳۳، رقم: ۳۵۰۸

بیان کیے جاتے ہیں:

۱۔ قائم اللیل بندوں پر انعاماتِ الہیہ کی بارش

دنیا کی کوئی چیز بہشت کے برابر نہیں البتہ نیاز مندانہ عبادت کرنے والے حضرات اپنی مناجاتِ شب میں جو حلاوت پاتے ہیں وہ جنت کی حلاوت کے مشابہ ہے۔ یہ لذتِ شب بیداروں کے لئے ایسا انعام ہے جو انہیں دنیا میں ہی مل جاتا ہے۔ شیخ شہاب الدین سہروردی علیہ الرحمہ (م ۶۳۲ھ) میں ایک بزرگ کا قول نقل کرتے ہیں: ”اللہ تعالیٰ صبح کے وقت جب شب زندہ داروں کے دلوں کا مشاہدہ کرتا ہے تو وہ انہیں نور و عرفان سے بھر دیتا ہے اور اس فیض سے مستفیض ہو کر ان کے دل نورانی ہو جاتے ہیں پھر ان کے قلوب کا فیض غافل انسانوں کے دلوں تک پہنچتا ہے۔“ (۱)

ایک روایت میں ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے کسی پیغمبر پر وحی نازل فرمائی: میرے کچھ بندے ایسے ہیں جو مجھ سے محبت کرتے ہیں اور میں بھی ان سے محبت کرتا ہوں، انہیں میرا شوق و ذوق ہے اور مجھے بھی ان کا شوق و ذوق ہے، وہ مجھے یاد کرتے ہیں اور میں انہیں یاد کرتا ہوں۔ لہذا اگر تم ان کے طریقے پر چلو گے تو میں تم سے محبت کروں گا، اگر تم نے اس راہ سے کنارہ کشی کی تو میں تم سے نفرت کروں گا۔ اس پیغمبر نے اللہ سے دریافت کیا: اے پروردگار! ان لوگوں کی نشانی کیا ہے؟ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: وہ لوگ دن کے وقت سایوں کا ایسے ہی خیال رکھتے ہیں جیسے کوئی چرواہا اپنی بھیڑ بکریوں کا خیال رکھتا ہے، انہیں غروبِ آفتاب کا ایسے ہی انتظار ہوتا ہے جیسے پرندوں کو اپنے آشیانوں کا ہوتا ہے۔ جب رات کی تاریکی چھا جاتی ہے۔ تو ہر ایک اپنے محبوب سے خلوت نشین ہوتا ہے، اس وقت وہ میری عبادت کے لئے کھڑے ہوتے ہیں، میرے کلام کے ذریعے مناجات کرتے ہیں اور گڑ گڑا کر میرے انعام کے طلبگار ہوتے ہیں۔ کوئی چلاتا

(۱) سہروردی، عوارف المعارف: ۵۱۸

ہے اور کوئی روتا ہے، کوئی آہیں بھرتا ہے اور کوئی فریاد کرتا ہے۔ وہ تکالیف میری نظروں کے سامنے ہیں جو وہ میری وجہ سے برداشت کرتے ہیں اور میری محبت میں جو فریاد کرتے ہیں میں اسے سنتا ہوں۔ ان پر میری پہلی لطف و عنایت یہ کہ میں اپنے نور کا ایک حصہ ان کے دلوں میں بھر دیتا ہوں۔ اس نور سے وہ میرے اسرار بتاتے ہیں جس طرح میں ان کے اسرار بتاتا ہوں۔ دوسری بخشش یہ ہے کہ اگر ساتوں زمین و آسمان اور جو کچھ ان کے اندر ہے ان کے ترازو میں رکھ دیا جائے تو میں ان تمام چیزوں کو ان کے لئے کم سمجھتا ہوں۔ تیسری بخشش یہ ہے کہ میں بذات خود ان کی طرف متوجہ ہوتا ہوں، کیا تمہیں معلوم ہے کہ جس کی طرف میری ایسی نظر التفات ہو تو میں اسے کیا دوں گا؟^(۱)

۲۔ شب بیداری کی لذت و حلاوت

۱۔ حضرت فضیل بن عیاض علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں کہ اللہ تبارک و تعالیٰ جب رات کو تجلی فرماتا ہے تو کہتا ہے: کہاں ہیں وہ جو دن میں میری محبت کا دعویٰ کرتے تھے؟ کیا دوست اپنے دوست سے خلوت کرنا پسند نہیں کرتا دیکھو میں صبح تک اپنے دوستوں کا منتظر ہوں کہ وہ میرے حضور مجھ سے بالمشافہ گفتگو کریں، میں کل جنت میں اپنے دیدار سے ان کی آنکھوں کو ٹھنڈا کروں گا۔

۲۔ حضرت ابوسلیمان علیہ الرحمۃ نے فرمایا: ”کھیل کود میں مشغول لوگوں سے زیادہ لذت شب بیداروں کو رات کی عبادت میں حاصل ہوتی ہے۔ اور اگر انہیں ان کے اعمال کا ثواب صرف شب بیداری کی لذت ہی دیا جائے تو یہ بھی اعمال سے زیادہ اجر ہے۔ مزید فرمایا اگر رات نہ ہوتی تو میں دنیا میں رہنا پسند نہ کرتا۔“

۳۔ بعض صوفیاء کرام فرمایا کرتے کہ دنیا میں کوئی وقت ایسا نہیں جو اہل جنت کے

(۱) أبو طالب مکی، قوت القلوب، ۱: ۷۹

مشابہ ہو البتہ مناجات کی شب وہ حلاوت جو عاجزی کرنے والوں کے دلوں کو ہوتی ہے وہ جنت کی نعمتوں کے مشابہ ہے۔ اللہ نے اس وقت کو صرف ان لوگوں پر ظاہر فرما دیا جو شب بیدار ہیں تاکہ انہیں سکون حاصل ہو اور ان کے سوا دوسروں کو اس کا علم نہیں۔

۴۔ حضرت مکدر علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں کہ دنیا میں نیک اعمال کے بدلے میں ملنے والی لذتوں میں سے تین باقی رہنے والی ہیں: اول رات کا جاگنا، دوم اللہ کے لئے مخلوق سے ملنا، سوم باجماعت نماز پڑھنا۔

۵۔ کسی مرید نے اپنے شیخ سے شکایت کی کہ میں رات بھر جاگتا ہوں کوئی تدبیر فرمائیے جس سے نیند آجائے شیخ نے کہا: بیٹا رات اور دن میں اللہ تعالیٰ کی رحمت کی لپٹیں ہو جاگتے دلوں کو لگتی ہیں اور سوتے دلوں کو نہیں لگتیں ان کے لگنے کی تدبیر کر۔ ان لپٹوں کی توقع رات کو زیادہ ہے اس لئے کہ رات کے جاگنے میں دل کی صفائی اور دوسرے کاموں سے علیحدگی ہوتی ہے۔

۶۔ حضرت فضیل علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں: ”جب رات میرے سامنے آتی ہے تو پہلے مجھے اس کی درازی سے خوف لگتا ہے مگر جب میں قرآن حکیم پڑھنا شروع کرتا ہوں تو تلاوت سے ابھی جی بھی نہیں بھرتا کہ صبح ہو جاتی ہے۔“

۳۔ نیند اللہ سے لو لگانے والوں کے قریب نہیں آتی

۱۔ حضرت حسن بن صالح علیہ الرحمۃ کے پاس ایک لونڈی تھی انہوں نے اسے ایک قوم کے ہاتھ بیچ ڈالا۔ جب آدھی رات ہوئی تو وہ لونڈی اٹھی اور اس نے کہا گھر والا! اٹھو اور نماز پڑھو، انہوں نے پوچھا صبح ہو گئی ہے جو نماز پڑھیں۔ لونڈی نے کہا: تم فرض نماز کے سوا کوئی نماز نہیں پڑھتے؟ انہوں نے جواب نہیں دیا، اس کے بعد وہ لونڈی حسن بن صالحؒ کے پاس آگئی اور کہا: آپ!

نے مجھے ایسے لوگوں کے ہاتھ بیچ ڈالا ہے جو تہجد نہیں پڑھتے لہذا مجھے واپس لے لیں چنانچہ انہوں نے ایسا ہی کیا اور دام لوٹا دیئے۔

۲۔ حضرت رنج علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ میں امام شافعیؒ کے گھر بہت راتیں سویا ہوں، میں نے دیکھا کہ آپ رات کو بہت تھوڑی دیر سوتے تھے۔

۳۔ ایک دفعہ لوگوں نے حضرت بشر حافیؒ سے کہا آپ رات کو ایک گھڑی بھی آرام کیوں نہیں کرتے؟ تو انہوں نے فرمایا: حضور نبی اکرم ﷺ رات کو اتنا قیام فرماتے کہ آپ ﷺ کے پاؤں مبارک متورم ہو جاتے تھے، حالانکہ اللہ تبارک و تعالیٰ نے آپ ﷺ کی اگلی اور پچھلی زندگی کو گناہوں سے معصوم کر دیا تھا، جبکہ مجھے یہ بھی معلوم نہیں کہ اللہ تعالیٰ نے میرا ایک گناہ بھی معاف کیا ہے یا نہیں۔

۴۔ حضرت مغیرہ بن حبیب علیہ الرحمہ کہتے ہیں: ”میں نے حضرت عبدالواحد بن زید علیہ الرحمہ کو پورا مہینہ دیکھا کہ رات کو ذرا نہ سوتے تھے، ہر وقت گھر والوں کو کہتے اٹھو! یہ سونے کا وقت نہیں عنقریب تمہیں کیڑے کھائیں گے۔“

۵۔ حضرت عتبہ علیہ الرحمہ فرماتے ہیں: ”میں نے بیس برس رات میں مشقت پائی اور بیس برس تک اس سے محفوظ رہا۔“

۶۔ حضرت ازبر بن مغیث علیہ الرحمہ فرماتے تھے: ”میں نے ایک رات خواب میں ایک نہایت حسین و جمیل بہشتی حور دیکھی۔ میں نے دریافت کیا کہ تو کس کے لئے ہے؟ اس نے جواب دیا: اس شخص کے لئے جو جاڑوں کی راتوں میں قیام لیل کرے۔“

۷۔ حضرت علاء بن زیاد علیہ الرحمہ تمام رات قیام فرماتے۔ ایک مرتبہ ان کی بیوی نے کہا: آپ کچھ وقت آرام کیوں نہیں کرتے؟ انہوں نے اس کا کہنا مان لیا

اور سو گئے پس ان کو خواب میں ایک آدمی ملا وہ پیشانی کے بال پکڑ کر کہنے لگا: اٹھ اور نماز پڑھ اور اپنے رب کی عبادت کے لطف کو مت کھو، وہ فی الفور اٹھے اور اپنے بال سیدھے کھڑے دیکھے ان کے یہ بال تادم مرگ سیدھے کھڑے رہے۔

۸۔ حضرت ابراہیم بن ادھم علیہ الرحمۃ ایک رات بیت المقدس میں سوئے تو ایک پتھر سے آواز آئی کہ رات کا قیام جہنم کے شعلہ کو بجھاتا ہے اور پل صراط پر قدموں کو مضبوط رکھتا ہے پس تم قیام لیل میں سستی نہ کیا کرو، اس واقعہ کے بعد انہوں نے تادم مرگ قیام لیل ترک نہ کیا۔

ان اقوال صالحین پر عمل سے ہمیں بھی ان جیسے احوال نصیب ہو سکتے ہیں۔

۴۔ اہل اللہ کے معمولات قیام شب

اہل اللہ کی محبت صرف اللہ سے ہوتی ہے۔ وہ اس کے لئے گوشہ نشینی کو پسند کرتے ہیں، اس سے مناجات کرنے میں لذت پاتے ہیں۔ یہی لذت انہیں رات بھر جاگتے رہنے اور اپنے محبوب حقیقی سے ملاقات کرنے پر آمادہ کرتی ہے۔ ذیل میں چند ایسے مقرب اہل اللہ کا ذکر کیا جاتا ہے جنہوں نے اپنی راتوں کو ذوق مناجات اور شوق ملاقات کے لئے وقف کر رکھا تھا۔

۱۔ امام زین العابدین علیہ السلام بیان کرتے ہیں: حضرت یحییٰ بن زکریا علیہما السلام نے ایک دن جو کی روٹی پیٹ بھر کر کھائی، معمول کے مطابق ورد نہ پڑھ سکے اور سو گئے یہاں تک کہ صبح ہو گئی، اللہ تعالیٰ نے ان پر وحی بھیجی، اے یحییٰ! کیا تم نے میرے گھر سے کوئی اچھا گھر پالیا ہے یا تجھے میرے ہمسائے سے کوئی اچھا ہمسایہ مل گیا ہے؟ اے یحییٰ! قسم ہے مجھے اپنی ذات کی اگر تو جنت کو ایک مرتبہ جھانک لے تو اشتیاق کے مارے تیری چربی پگھل جائے اور تیری جان نکل

جائے اور اگر تو ایک مرتبہ دوزخ کی طرف جھانک لے تو آنسوؤں کی جگہ پیپ سے روئے اور ٹاٹ کے عوض لوہا پہنے۔

۲۔ سیدنا عمر فاروق ؓ کا یہ حال تھا کہ قرآن میں جب قیام شب کے متعلق کی کوئی آیت دیکھتے تو غش کھا کر گر جاتے یہاں تک کہ کئی دن تک ان کی عیادت کی جاتی وہ اپنے ایام خلافت میں نہ رات کو سوتے اور نہ دن کو بلکہ انہیں کبھی بیٹھے بیٹھے غنودگی سی آ جاتی تھی۔ آپ ؓ فرماتے ”اگر میں رات کو سوتا ہوں تو اپنے آپ کو کھوتا ہوں اور مجھ سے اس کے بارے میں بھی باز پرس ہوگی۔“

۳۔ حضرت فضیل بن عیاض ؓ علیہ الرحمہ فرماتے ہیں: ”جب آفتاب غروب ہوتا ہے تو میں اندھیرا چھانے پر خوش ہوتا ہوں کہ اب اپنے پروردگار کے ساتھ خلوت ہوگی اور جب فجر ہوتی ہے تو مجھے افسوس ہوتا ہے کہ اب لوگ آجائیں گے۔“ (۱)

۴۔ حضرت سفیان ثوری ؓ علیہ الرحمہ جب کبھی ضرورت سے زیادہ کھا لیتے تو تمام رات قیام کرتے اور فرماتے: ”جب گدھے کو چارا زیادہ دیا جاتا ہے تو بھاری بوجھ اٹھانے میں اس سے کام بھی زیادہ لیا جاتا ہے۔“

۵۔ حضرت طاؤس ؓ علیہ الرحمہ رات کو اپنا بستر بچھاتے اور صبح تک اس پر کروٹیں لیتے رہتے اور بالکل نہ سوتے بسا اوقات نمازِ عشاء سے صبح تک عکلتکی باندھے کھڑے رہتے اور کئی مرتبہ سر نیچے کیے فجر تک بیٹھے رہتے اور کلام نہ کرتے۔

۶۔ حضرت مغیرہ بن حبیب ؓ علیہ الرحمہ فرماتے ہیں: ”میں نے حضرت مالک بن دینار ؓ علیہ الرحمہ کو دیکھا انہوں نے نمازِ عشاء کے بعد وضو کیا پھر اپنی جائے نماز پر

(۱) أبوطالب مکی، قوت القلوب، ۱: ۷۸

کھڑے ہو کر اپنی داڑھی پکڑ لی اور آنسوؤں سے گلا والا حصہ خشک ہو گیا پھر کہنے لگے: الہی! مالک کے بڑھاپے کو دوزخ پر حرام کر دے، الہی تجھے معلوم ہے کہ جنت میں کون رہے گا؟ اور دوزخ میں کون رہے گا، ان دونوں فریقوں میں سے مالک کا فریق کون سا ہے اور ان دونوں گھروں میں سے مالک کا گھر کون سا ہے، اس طرح صبح صادق ہونے تک رہتے۔ کہتے ہیں کہ ایک رات مالک بن دینار علیہ الرحمہ نے اس آیت کو پڑھ کر صبح کر دی:

أَمْ حَسِبَ الَّذِينَ اجْتَرَحُوا السَّيِّئَاتِ أَنْ نَجْعَلَهُمْ كَالَّذِينَ آمَنُوا
وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ سَوَاءً مَحْيَاهُمْ وَمَمَاتُهُمْ سَاءَ مَا
يَحْكُمُونَ ﴿١﴾

”کیا وہ لوگ جنہوں نے برائیاں کما رکھی ہیں یہ گمان کرتے ہیں کہ ہم انہیں اُن لوگوں کی مانند کر دیں گے جو ایمان لائے اور نیک اعمال کرتے رہے (کہ) اُن کی زندگی اور ان کی موت برابر ہو جائے۔ جو دعویٰ (یہ کفار) کر رہے ہیں نہایت برا ہے۔“

۷۔ حضرت عبدالعزیز بن ابی داؤد علیہ الرحمہ کے لئے بستر بچھایا جاتا تو وہ بستر کو ہاتھ لگا کر فرماتے: ”تو نہایت نرم ہے مگر جنت کے بستر تجھ سے بھی زیادہ نرم ہیں، پھر نماز کے لئے کھڑے ہوتے تو صبح تک پڑھتے رہتے۔“

۸۔ سلف صالحین علیہ الرحمہ کے اعمال میں سے ایک یہ ہے کہ وہ گرمی ہو یا جاڑا ہر حال میں قیام اللیل میں ناعذ نہ آنے دیتے گویا کہ ان پر یہ فرض کر دیا گیا ہے چنانچہ وہ فرماتے کہ جو فقیر رات کے وقت نیند کے غلبہ کے بغیر سو جائے تو اسے طریقت سے کچھ حاصل نہ ہوگا۔

۹۔ میدانِ شب کے شہسوار بزرگ شیخ محمد بن عنان علیہ الرحمۃ جن کا معمول ہر شب پانچ سو رکعت پڑھنا تھا، قیام اللیل کبھی ترک نہ کرتے اور سردی کے موسم میں بھی تہجد کی نماز چھت پر پڑھتے تھے۔

۱۰۔ حضرت رابعہ عدویہ علیہا الرحمۃ ہر رات کو وضو کر کے خوشبو لگاتیں پھر اپنے خاوند سے کہتیں: کیا آپ کو کچھ ضرورت ہے؟ اگر وہ کہتے کہ نہیں تو پھر صبح تک نماز پڑھتی رہتیں اور اول شب میں دعا کرتیں اے اللہ! تمام آنکھیں سو گئیں ہیں اور ستارے نیچے چلے گئے ہیں اور دنیا کے بادشاہوں نے اپنے دروازے بند کر لیے ہیں لیکن ایک تیرا دروازہ ہے جو بند نہیں ہوتا پس تو مجھے بخش دے پھر وہ نماز کے لئے قدم درست کرتیں اور دعا کرتیں: ”مولا! تیری عزت و جلال کی قسم! میں جب تک زندہ ہوں تیرے سامنے ہر شب یوں ہی کھڑی رہوں گی۔“

۱۱۔ حضرت بشر حافی، حضرت یزید رقاشی، حضرت مالک بن دینار، حضرت سفیان ثوری اور حضرت ابراہیم بن ادھم علیہم الرحمۃ کا یہی معمول رہا اور مرتے دم تک ہمیشہ تمام رات قیام کرتے رہے۔

۱۲۔ ایک روز حضرت سلیمان دارانی علیہ الرحمۃ زار و قطار رو رہے تھے۔ کسی نے رونے کا سبب دریافت کیا، انہوں نے فرمایا: میں کیوں نہ روؤں جب رات تاریک ہو جاتی ہے اور لوگ سو جاتے ہیں، ہر حبیب اپنے محبوب کے ساتھ خلوت میں چلا جاتا ہے، اہل محبت اپنے پاؤں پھیلا دیتے ہیں اور محرابوں سے قطرے گرتے ہیں، پھر اللہ تعالیٰ توجہ فرماتا ہے اور جبرئیل علیہ السلام کو پکار کر کہتا ہے اے جبرئیل! جو لوگ میرے کلام سے لذت حاصل کرتے ہیں اور میرے ذکر سے راحت پاتے ہیں وہ میری نگاہ میں ہیں۔ ان کی خلوت گاہوں سے میں ان کو دیکھتا ہوں، ان کی آہ و زاری کو سنتا ہوں اور رونے کو دیکھتا ہوں۔ اے جبرئیل علیہ السلام! تو پکار کر کیوں نہیں پوچھتا کہ یہ رونا کیسا؟ کیا کبھی کوئی حبیب اپنے

محبوب کو عذاب دیتا ہے؟ میرے لیے کیا یہ مناسب ہے کہ میں ان لوگوں کی گرفت کروں جو رات ہوتے ہی میری منت سماجت کرتے ہیں؟ مجھے اپنی ذات کی قسم جب یہ لوگ قیامت کے دن میرے پاس آئیں گے تو میں ان کے لئے اپنے چہرے سے پردہ اٹھا دوں گا تاکہ وہ مجھے دیکھ لیں اور میں انہیں دیکھ لوں۔

۱۳۔ حضرت غوث الاعظم سیدنا عبدالقادر جیلانی علیہ الرحمۃ (۴۷۰ھ - ۵۶۱ھ) کے معمولات شب کے متعلق محمد بن ابوالفتح ہروی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں: ”میں نے چالیس سال حضرت شیخ عبدالقادر علیہ الرحمۃ کی خدمت کی، اس عرصہ میں آپ عشاء کے وضو سے صبح کی نماز ادا فرماتے۔ اگر کبھی وضو ٹوٹ جاتا تو اسی وقت وضو کرتے اور دو رکعت نماز ادا کرتے، عشاء کی نماز کے بعد خلوت خانہ میں چلے جاتے، کسی دوسرے کو وہاں جانے کی اجازت نہ ہوتی اور فجر سے پہلے باہر تشریف نہ لاتے۔ کئی بار ایسا ہوا کہ خلیفہ وقت ملاقات کے لئے حاضر ہوا لیکن فجر سے پہلے ملاقات نہ کر سکا۔ ابوالفتح علیہ الرحمۃ بیان کرتے ہیں کہ مجھے چند راتیں آپ کے ساتھ گزارنے کا اتفاق ہوا، آپ علیہ الرحمۃ رات کے ابتدائی حصہ میں نماز پڑھتے، پھر ذکر کرتے یہاں تک کہ رات کا پہلا تہائی حصہ گزر جاتا پھر کھڑے ہو کر نوافل ادا کرتے، یہاں تک کہ رات کا دوسرا تہائی حصہ گزر جاتا۔ آپ علیہ الرحمۃ کا سجدہ طویل ہوتا، پھر طلوع فجر تک مراقبہ کرتے۔^(۱)

اگر ہم اپنی زندگیوں میں اپنے اسلاف کے ان معمولات کو پختہ و راسخ کر لیں تو ہم بھی بارگاہ الہیہ سے انوار و تجلیات کے خزانوں سے فیض یاب ہو سکتے ہیں۔

قیام شب کی توفیق کیسے نصیب ہوتی ہے؟

رات کے قیام اور نیند کے متوازن ہونے کا امتیاز نہ صرف حضور نبی اکرم ﷺ

(۱) عبد القادر جیلانی، الفتح الربانی والفیض الرحمانی: ۴۳

کو ہی حاصل ہے آپ ﷺ کا قلب اللہ تعالیٰ کی وحی سے ہمیشہ بیدار رہتا مگر عام بندوں کو یہ توفیق چند خاص امور سے ہی حاصل ہو سکتی ہے۔ یہ امور سالک کے لئے زادِ راہ ہیں جس کے بغیر سفر طے نہیں ہو سکتا جو شخص اس راہ پر چلنا چاہے وہ اس کی تدابیر اختیار کرے اور اس کا زادِ راہ حاصل کرے۔ شیخ ابوطالب مکی علیہ الرحمۃ (م ۳۸۶ھ) ”قوت القلوب“ میں لکھتے ہیں: قیامِ شب کی توفیق حسب ذیل امور ملحوظ رکھنے سے حاصل ہو سکتی ہے:

- ۱۔ دل میں ایک دائمی غم داخل ہو جائے جو اسے بے چین کیے رکھے۔
- ۲۔ دائمی بیداری قلب میں آجائے جو اسے بیدار رکھے۔
- ۳۔ عذاب کا خوف ہو یا ثواب کی امید کا شوق ہو۔
- ۴۔ وہ شخص ملکوت میں فکر کرتا رہے۔
- ۵۔ حلال کھانا کھائے۔
- ۶۔ کھانے سے معدہ خالی ہو اور پینے میں بھی کمی ہو۔
- ۷۔ دن میں قیلولہ کر لیا کرے۔
- ۸۔ امور دنیا میں بدن کو نہ تھکائے۔
- ۹۔ توبہ پر ثابت قدم رہے۔
- ۱۰۔ باعثِ قیامِ شب کا پختہ عزم^(۱)

ان پابندیوں سے جو کوئی شب بیداری کے عزمِ مصمم کے ساتھ نیند کے غلبہ کے ہونے پر سو جائے تو اس کو قیامِ اللیل کی توفیق ضرور میسر آئے گی، ورنہ نفس کا کیا ہے۔ اگر اسے نیند کی رغبت دلائی جائے اور سونے کا ٹوگر بنا دیا جائے تو وہ خوب آزاد ہو جاتا ہے مگر

(۱) ابوطالب مکی، قوت القلوب، ۱: ۸۲

جب پختہ عزم کے ساتھ اس پر قابو پایا جائے تو گہری نیند میں بھی وہ آزاد نہیں رہتا۔ یہی وہ عمل ہے جس کے بارے میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

تَتَجَافَى جُنُوبُهُمْ عَنِ الْمَضَاجِعِ يَدْعُونَ رَبَّهُمْ خَوْفًا وَ طَمَعًا ۚ وَمِمَّا رَزَقْنَاهُمْ يُنفِقُونَ ﴿۱﴾

”ان کے پہلو اُن کی خوابگاہوں سے جدا رہتے ہیں اور اپنے رب کو خوف اور امید (کی ملی جلی کیفیت) سے پکارتے ہیں اور ہمارے عطا کردہ رِزق میں سے (ہماری راہ میں) خرچ کرتے ہیں“

بندگانِ خدا کا یہ عزمِ صادق ان کے پہلوؤں اور ان کے بستروں کے درمیان جدائی پیدا کر دیتا ہے اور وہ اپنے بستروں کو چھوڑ دیتے ہیں۔ کہتے ہیں کہ نفس کی ایک نظر جسمانی ضروریات کو پورا کرنے کے لئے نیچے کی طرف اور دوسری نظر روحانی ضرورتوں کی تکمیل کے لئے عالمِ بالا کی طرف اربابِ عزم و ہمت اپنے پہلو اپنی خواب گاہوں سے اس لیے جدا رکھتے ہیں کہ ان کی نظریں روحانی مدارج کی تکمیل کرنے کے لئے عالمِ بالا کی طرف ہر وقت لگی رہتی ہیں، وہ ضروری بقدر کفایت سو کر نفس کا حق تو ادا کرتے ہیں مگر اسے نیند کی لذت سے محروم رکھتے ہیں۔ ان شب زندہ داروں کے بارے میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے۔

أَمَّنْ هُوَ قَانِتٌ آنَاءَ اللَّيْلِ سَاجِدًا ۖ وَقَائِمًا يَحْذَرُ الْآخِرَةَ ۚ وَيَرْجُوا رَحْمَةَ رَبِّهِ ۖ قُلْ هَلْ يَسْتَوِي الَّذِينَ يَعْلَمُونَ ۖ وَالَّذِينَ لَا يَعْلَمُونَ ۚ إِنَّمَا يَتَذَكَّرُ أُولُو الْأَلْبَابِ ﴿۲﴾

”بھلا (یہ مشرک بہتر ہے) یا وہ (مومن) جو رات کی گھڑیوں میں سجد اور قیام

(۱) السجدة، ۳۲: ۱۶

(۲) الزمر، ۳۹: ۹

کی حالت میں عبادت کرنے والا ہے، آخرت سے ڈرتا رہتا ہے اور اپنے رب کی رحمت کی امید رکھتا ہے، فرما دیجئے: کیا جو لوگ علم رکھتے ہیں اور جو لوگ علم نہیں رکھتے (سب) برابر ہو سکتے ہیں۔ بس نصیحت تو عقل مند لوگ ہی قبول کرتے ہیں۔“

اس آیت کریمہ میں اللہ تعالیٰ نے رات کے وقت کھڑے ہو کر عبادت کرنے والوں کو اہل علم قرار دیا ہے اس لئے کہ انہوں نے معرفت الہی کے علم سے اپنے نفوس کو اپنے پہلے مقام سے جنبش دے کر حقیقت کے اعلیٰ مقام پر پہنچایا اسی وجہ سے ان کے پہلو ان کی خواب گاہوں سے جدا رہتے ہیں، اور وہ روحانی لذت حاصل کرتے رہتے ہیں۔

قیام شب سے محرومی کے اسباب

شب خیزی کی توفیق اللہ رب العزت کی طرف سے عطا ہوتی ہے لیکن اگر توفیق ملنے کے بعد اس کو برقرار رکھنے میں غفلت برتی جائے تو قیام شب سے محرومی ہمیشہ کا مقدر بن جاتی ہے۔ اس کے لئے شرط یہ ہے کہ گناہوں سے اجتناب کیا جائے۔ شیخ شہاب الدین سہروردی علیہ الرحمۃ (م ۶۳۲ھ) اس محرومی کے حوالے سے صوفیاء کرام کے درج ذیل اقوال نقل کیے ہیں:

۱۔ حضرت حسن بصری علیہ الرحمۃ سے کسی نے دریافت کیا اے ابو سعید! میں تندرستی کی حالت میں رات بسر کرتا ہوں، عبادت کے لئے رات کو اٹھنا چاہتا ہوں، اپنا سامان طہارت اور وضو بھی تیار رکھتا ہوں، پھر کیا بات ہے کہ میں نہیں اٹھ سکتا۔ انہوں نے فرمایا: ”تمہارے گناہوں نے تمہیں مقید کر لیا ہے، اس لیے دن کے وقت گناہوں سے بچنا چاہیے ایسا نہ ہو کہ وہ رات کے وقت کو مقید کر لیں۔ حضرت حسن بصری علیہ الرحمۃ ایک اور مقام پر فرماتے ہیں کہ بندہ ایک گناہ کرتا ہے تو اس کی وجہ سے شب بیداری اور دن کے روزے سے محروم ہو جاتا

ہے۔

۲۔ شیخ نوری علیہ الرحمہ فرماتے ہیں: میں کسی گناہ کے ارتکاب کی وجہ سے سات مہینے شب بیداری سے محروم رہا۔ ان سے پوچھا گیا وہ کونسا گناہ تھا؟ انہوں نے فرمایا: میں نے ایک آدمی کو روتے دیکھا اور دل میں خیال کیا کہ یہ ریا کاری ہے۔

۳۔ ایک شیخ فرماتے ہیں: میں کرز بن دسرہ علیہ الرحمہ کے پاس گیا، وہ رو رہے تھے میں نے پوچھا کیا بات ہے؟ کیا کسی قریبی دوست کی وفات ہو گئی ہے؟ انہوں نے فرمایا: اس سے بھی سخت بات ہے، میں نے پوچھا کوئی تکلیف اور درد ہے؟ فرمایا: اس سے بھی سخت بات ہے۔ میں نے پھر پوچھا آخر بات کیا ہے؟ فرمایا کہ میرا دروازہ بند ہے، پردہ لٹک رہا ہے اور گزشتہ رات کو میں اپنا ورد نہیں کر سکا یہ صرف ایک گناہ کے باعث ہوا۔

نیز شب بیداری میں درج ذیل چیزیں بھی حائل ہوتی ہیں۔ دنیا کے بہت سے کاموں میں مشغول رہنا، اعضاء کا تھک جانا، شکم سیر ہونا، بہت زیادہ باتیں کرنا اور شور و غل کرنا نیز دن کا قیلولہ ترک کرنا وغیرہ، بہر حال کامیاب وہی ہے جو اپنے وقت کو غنیمت سمجھے، اپنے درد اور اس کی دوا سے واقف ہو، اس میں غفلت نہ اختیار کرے، اور ان تمام وجوہات کو دور کر کے قیام شب کی عادت کو پختہ کرے۔^(۱)

۴۔ شیخ ابوطالب مکی علیہ الرحمہ (م ۳۸۶ھ) نے ”قوت القلوب“ میں قیام شب سے محرومی کا ایک سبب مشتہ چیزوں کا کھانا قرار دیا ہے۔ آپ علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ بعض علماء کرام کا فرمان ہے ”جب روزہ رکھو تو دیکھو کہ کس کے پاس افطار کر رہے ہو؟ اور کس کھانے پر افطار کر رہے ہو؟ اس لیے کہ کبھی بندہ ایسا کھانا کھا لیتا ہے جس کی نحوست سے اس کی پہلی حالت بگڑ جاتی ہے اور پہلے

(۱) شہاب الدین سہروردی، عوارف المعارف: ۵۳۵

والی اچھی حالت لوٹ کر نہیں آتی۔ ایسے کئی کھانے قیامِ شب میں رکاوٹ کا باعث بنتے ہیں۔^(۱)

اوقاتِ شب کی تقسیم

حضور نبی اکرم ﷺ، آپ کے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اور تابعین میں سے ایک جماعت کا طریقہ کار یہ تھا کہ رات کا کوئی ایک حصہ عبادت کے لئے اور باقی حصہ آرام کے لئے مقرر فرماتے رات کے اوقات کی تقسیمِ شب کے متعلق دو روایات منقول ہیں جس میں مرید کے لئے دو انتخاب (options) ہیں پہلی روایت کے مطابق اگر کوئی چاہے تو نصف شب قیام کرے اور رات کی ابتداء اور آخر میں سو جائے۔ دوسری روایت کے مطابق نصف رات تک سوتا رہے پھر تیسرا حصہ قیام کرے اور آخری حصہ میں دوبارہ سو جائے، یہی افضل ترین قیامِ شب ہے۔ حضرت داؤد علیہ السلام کا اور حضور نبی اکرم ﷺ کا بھی یہی معمول رہا۔ سورۃ مزمل کی پہلی دو آیات میں آپ ﷺ کے قیامِ شب کا ذکر ہے۔ ائمہ مفسرین ”و نصفه و ثلثه“ کی تفسیر بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ آپ ﷺ نصف شب سے کم یعنی چوتھائی یا تہائی رات قیام فرماتے اور تہائی سے کم یعنی چوتھائی حصہ سے مراد یہ ہے آپ ﷺ رات کا چھٹا حصہ یا بارہواں حصہ قیام فرماتے تھے۔^(۲)

حضرت حمید علیہ الرحمۃ بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت انس رضی اللہ عنہ کو فرماتے ہوئے سنا: اگر تم حضور نبی اکرم ﷺ کو رات کے وقت نماز پڑھتے ہوئے دیکھنا چاہتے تو دیکھ لیتے، اگر تم حضور نبی اکرم ﷺ کو سویا ہوا دیکھنا چاہتے تو دیکھ لیتے۔^(۳)

(۱) أبو طالب مکی، قوت القلوب، ۱: ۸۵

(۲) ابن کثیر، تفسیر القرآن العظیم، ۴: ۳۳۸

(۳) بخاری، الصحيح، کتاب التہجد، باب قیام النبی ﷺ باللیل و نومه،

۱: ۳۸۳، رقم: ۱۰۹۰

اس حدیث مبارکہ سے واضح ہوا کہ حضور نبی اکرم ﷺ کا معمول توازن و اعتدال پر مبنی تھا آپ ﷺ کچھ رات آرام فرماتے اور نہ کچھ رات قیام فرماتے۔

شب بیداروں کے چار گروہ اور ان کی عبادات

اہل تصوف و روحانیت کے نزدیک شب بیداروں کے چار گروہ ہیں:

- ۱۔ اول شب میں عبادت کرنے والے
- ۲۔ نصف شب میں عبادت کرنے والے
- ۳۔ آخر شب میں عبادت کرنے والے
- ۴۔ تمام رات عبادت کرنے والے^(۱)

۱۔ اوّل شب قیام کرنے والے

اول شب میں عبادت کرنے والے وہ لوگ ہیں جو تمام رات عبادت کرنے کی طاقت نہیں رکھتے، عبادت انہیں تھکا دیتی ہے اور آخر کار تھکن ان پر غالب آ جاتی ہے۔ یہ محض اول شب تک اوراد و وظائف کرنے والے لوگ ہیں۔ اول شب میں عبادت اور وظائف و اوراد کے بارے میں امام غزالی علیہ الرحمۃ (۳۵۰-۵۰۵ھ) اپنی کتاب ’احیاء علوم الدین‘ میں لکھتے ہیں: سالک طریقت کے لئے ضروری ہے کہ غروب آفتاب کے وقت با وضو قبلہ رو بیٹھ کر رات کی آمد اور نماز مغرب کا انتظار کرے۔ اس موقع پر افضل ترین تسبیح ’استغفار‘ ہے جیسا کہ اللہ تبارک و تعالیٰ نے اپنے پیارے حبیب حضور نبی اکرم ﷺ سے ارشاد فرمایا:

فَاصْبِرْ إِنَّ وَعْدَ اللَّهِ حَقٌّ وَاسْتَغْفِرْ لِذَنْبِكَ وَسَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّكَ

(۱) أبو طالب مکی، قوت القلوب، ۳۳: ۱

بِالْعَشِيِّ وَالْإِبْكَارِ ۝ (۱)

”پس آپ صبر کیجئے، بیشک اللہ کا وعدہ حق ہے اور اپنی اُمت کے گناہوں کی بخشش طلب کیجئے اور صبح و شام اپنے رب کی حمد کے ساتھ تسبیح کیا کیجئے۔“

نمازِ مغرب کے فرائض ادا کرنے کے بعد دو رکعت سنتِ فوری ادا کرے کیونکہ یہ سنتیں بھی فریضہ میں شمار ہوتی ہیں۔ نمازِ مغرب کے بعد کسی سے کلام کئے بغیر چھ رکعت نوافل نمازِ اوابین ادا کرے۔ (۲)

(۱) نمازِ اوابین

یہ مغرب اور عشاء کے درمیان کی نماز ہے جو کم از کم دو (۲) طویل رکعات یا چھ (۶) مختصر رکعات سے لے کر زیادہ سے زیادہ بیس (۲۰) رکعات پر مشتمل ہے۔ یہ اجر میں بارہ سال کی عبادت کے برابر بیان کی گئی ہے۔ اس کی فضیلت اور انوار و برکات نماز تہجد جیسی ہیں۔ ممکن ہو تو اس کا معمول پختگی سے اپنایا جائے خواہ کم سے کم دو رکعات ہی کیوں نہ ہوں۔ یہ خاص قبولیت، قرب، تجلیات اور انعامات کا وقت ہے اس کے اسرار بے شمار ہیں۔

۱۔ حضرت عبداللہ ﷺ بیان کرتے ہیں کہ حضرت عبداللہ ﷺ نے حضور نبی اکرم ﷺ کے غلام سے پوچھا:

هل علمت أن رسول الله ﷺ كان يأمر بالصلاة بعد المكتوبة
قال: نعم بين المغرب والعشاء۔ (۳)

www.MinhajBooks.com

(۱) المؤمن، ۵۵:۴۰

(۲) غزالی، إحياء علوم الدين، ۱: ۵۲۸

(۳) بیہقی، شعب الإيمان، ۳: ۱۳۲-۱۳۳، رقم: ۳۱۰۶

”کیا آپ جانتے ہیں کہ حضور نبی اکرم ﷺ فرض نماز کے بعد کسی اور نماز کے پڑھنے کا حکم دیا کرتے تھے؟ انہوں نے کہا: جی ہاں آپ ﷺ مغرب اور عشاء کے درمیان (صلوۃ الاوابین) پڑھنے کا حکم دیتے تھے۔“

۲۔ حضرت ابو ہریرہ ؓ سے روایت ہے، حضور نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: جو شخص مغرب کے بعد چھ رکعات نفل اس طرح (مسل) پڑھے کہ ان کے درمیان کوئی بری بات نہ کرے تو اس کے لئے یہ نوافل بارہ برس کی عبادت کے برابر شمار ہوں گے۔^(۱)

۳۔ امام دیلمی علیہ الرحمۃ حضرت سلمان فارسی ؓ سے روایت نقل کرتے ہیں:

عليكم بالصلاة فيما بين العشاءين فإنها تذهب بملاغة أول النهار ومهدنة آخره مهدنة مضعفة۔^(۲)

”تم پر مغرب و عشاء کے درمیان کی نماز (نمازِ اوابین) ضروری ہے اس لئے کہ یہ نماز ابتدائے دن کی لغویات کو اور آخری حصے کی پرسکون نیند کو ختم کرتی ہے (تا کہ انسان تہجد وغیرہ پڑھ سکے)۔“

۴۔ حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ عنہما روایت کرتے ہیں حضور نبی اکرم ﷺ نے فرمایا:

من صلّى بعد المغرب ستّ ركعات غفرت له ذنوبه ولو كانت مثل زبد البحر۔^(۳)

”جو شخص نماز مغرب کے بعد چھ رکعت نوافل ادا کرے تو اس کے گناہ بخش دیئے جائیں گے اگرچہ سمندر کی جھاگ کے برابر ہوں۔“

(۱) ترمذی، الجامع الصحیح، أبواب الصلاة، باب ما جاء في فضل

التطوع و ستّ ركعات بعد مغرب، ۱: ۲۵۶، رقم: ۴۳۵

(۲) دیلمی، الفردوس بمأثور الخطاب، ۳: ۱۸، رقم: ۴۰۲۹

(۳) ہیثمی، مجمع الزوائد، ۲: ۴۰۰، ۴۰۱، رقم: ۳۳۸۰

۵۔ نمازِ اوایلین کی پہلی دو رکعت میں سورۃ الکافرون اور سورۃ اخلاص پڑھنا افضل ہے۔ حضرت عبداللہ ؓ بیان کرتے ہیں:

أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ يَقْرَأُ فِي الرُّكْعَتَيْنِ بَعْدَ الْمَغْرَبِ ﴿قُلْ يَا أَيُّهَا الْكَافِرُونَ﴾ وَ ﴿قُلْ هُوَ اللَّهُ أَحَدٌ﴾ (۱)

”حضور نبی اکرم ﷺ نمازِ مغرب کے بعد (صلوۃِ اوایلین) کی دو رکعات میں سورۃ کافرون اور سورۃ اخلاص پڑھا کرتے تھے۔“

اگر عبادت گزار مغرب اور عشاء کے درمیان مسجد میں بیٹھ کر لگاتار عبادت کرتا رہے تو اسے اعتکاف اور دونوں نمازوں کے درمیان لگاتار نماز پڑھنے کا ثواب حاصل ہوگا اور اللہ کی بارگاہ میں اس کے درجات بلند ہوں گے۔

۶۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما روایت کرتے ہیں: ہم میں نے حضور نبی اکرم ﷺ کے ساتھ مغرب کی نماز پڑھی (اگلی نماز کے انتظار میں) جو بیٹھنے والے حضرات تھے وہ بیٹھ گئے اور جو جانے والے تھے چلے گئے۔ (تھوڑی دیر بعد) حضور نبی اکرم ﷺ اس تیزی سے تشریف لائے کہ آپ ﷺ کا سانس (مبارک) پھولا ہوا تھا اور آپ ﷺ نے اپنے گھٹنوں کے سہارے بیٹھ کر فرمایا:

أَبْشَرُوا هَذَا رَبُّكُمْ قَدْ فَتَحَ بَابًا مِنْ أَبْوَابِ السَّمَاءِ يُبَاهِي بِكُمْ الْمَلَائِكَةُ، يَقُولُ: انْظُرُوا إِلَيَّ عِبَادِي قَدْ قَضَوْا فَرِيضَةً وَهُمْ يَنْتَظِرُونَ أُخْرَى۔ (۲)

www.MinhajBooks.com

(۱) ۱۔ طبرانی، المعجم الکبیر، ۱۰: ۱۴۱، رقم: ۱۰۲۵۱

۲۔ ہیثمی، مجمع الزوائد، باب الصلوۃ قبل المغرب وبعدها، ۲: ۲۳۰

(۲) ۱۔ ابن ماجہ، السنن، کتاب المساجد والجماعة، باب لزوم

”تم خوش ہو جاؤ کہ تمہارے رب نے آسمان کے دروازوں میں سے ایک دروازہ کھولا ہے اور تمہارا ذکر فرشتوں سے فخر یہ فرما رہا ہے کہ میرے بندوں کی جانب دیکھو ایک فریضہ پورا کر کے دوسرے فریضہ کا انتظار کر رہے ہیں۔“

حدیث مبارکہ کے ان الفاظ سے واضح ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ خود دروازہ کھول کر اور فرشتوں کو مخاطب فرما کر صحابہ کرام ؓ پر فخر کرتے ہوئے انہیں یہ منظر دکھا رہا ہے وہ اپنے عبادت گزار بندوں پر اتنی خوشی کا اظہار صرف اس لئے فرما رہا ہے کہ وہ عبادت و بندگی میں مصروف ہیں۔

اوراد و وظائف کے بارے میں شب زندہ دار کی اپنی مرضی ہے اگر وہ چاہے نماز کے بعد پڑھے یا اگر چاہے تو سورۃ اخلاص اور سورۃ فاتحہ کے ساتھ ملا کر بیس رکعت نماز میں پڑھ لے اور اگر دو رکعت پڑھے تو طویل قیام کرے اور قیام میں اپنے روزمرہ کے قرآنی اوراد کی تلاوت کرے یا بار بار ایسی دعا پڑھے جس میں دعا اور تلاوت دونوں کا فائدہ ہو۔ اس کے بعد نمازِ عشاء ادا کرے۔

(۲) نمازِ عشاء کے بعد چار رکعت نوافل

نمازِ عشاء کے بعد چار رکعت جو نوافل ادا کئے جائیں ان کو صلوۃ اللیل کہتے ہیں۔ نماز ان نوافل کا اجر شب قدر کی رات (چار رکعت نوافل) پڑھنے کی طرح ہے۔ حضور نبی اکرم ﷺ نمازِ عشاء کے بعد گھر میں داخل ہو کر بیٹھنے سے قبل چار رکعت نوافل ادا فرماتے تھے۔ حدیث مبارکہ میں ان رکعات کی بہت زیادہ فضیلت بیان ہوئی ہے۔ حضرت ابن عباس ؓ بیان کرتے ہیں کہ حضور نبی اکرم ﷺ نے فرمایا:

”جو شخص نمازِ عشاء کے بعد چار رکعات اس طرح ادا کرے کہ پہلی دو رکعتوں

----- المساجد وانتظار الصلاة، ۱: ۴۳۶، رقم: ۸۰۱

۲- أحمد بن حنبل، المسند، ۲: ۱۸۶، رقم: ۶۷۵۱

میں سورۃ فاتحہ کے بعد سورۃ الکافرون اور سورۃ اخلاص پڑھے اور آخری دو رکعت میں سورۃ الفاتحہ کے بعد سورۃ السجدۃ اور تبارک الذی بیدہ الملک پڑھے تو اس کے لئے یہ چار رکعت ایسے ہی ہوں گی جیسے شب قدر میں ادا کی ہوں۔“ (۱)

شیخ ابوطالب مکی علیہ الرحمۃ (م ۳۸۶ھ) حضرت سعد بن سعید، حضرت کرز بن بسرہ علیہم الرحمۃ (جو ابدال میں سے تھے) سے ایک طویل روایت نقل کرتے ہیں:

”میں نے حضرت خضر علیہ السلام سے عرض کیا: مجھے کوئی ایسا عمل بتائیے جو رات کو کیا کروں؟ انہوں نے فرمایا: جب تم عشاء کی نماز پڑھ لو تو کوئی کلام کئے بغیر دو رکعت نماز اس طرح ادا کرو کہ پہلی رکعت میں سورۃ فاتحہ ایک بار اور سورۃ اخلاص سات بار پڑھو۔ اس کے بعد کسی سے بات کئے بغیر گھر واپس چلے جاؤ اور دو رکعت گھر میں ادا کرو اور ہر رکعت میں ایک بار سورۃ فاتحہ اور سات بار سورۃ اخلاص پڑھو، پھر سلام پھیر کر سجدہ کرو اور سات بار استغفار کرو، پھر سات بار حضور نبی اکرم ﷺ پر درود پڑھو اور سات بار یہ کلمات کہو:

سُبْحَانَ اللَّهِ وَالْحَمْدُ لِلَّهِ وَلَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَاللَّهُ أَكْبَرُ وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللَّهِ الْعَلِيِّ الْعَظِيمِ۔

”اللہ پاک ہے اور ساری حمد اللہ کے لئے ہے اور اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور اللہ سب سے بڑا ہے اور اللہ بزرگ و برتر کی (توفیق کے) بغیر نہ برائی سے بچنے کی طاقت ہے اور نہ نیکی کرنے کی استطاعت۔“

پھر سجدہ سے سر اٹھا لو اور سیدھا بیٹھ کر دونوں ہاتھ (دعا کی طرح) بلند کر کے یوں دعا کرو:

(۱) ہیشمی، مجمع الزوائد، ۲: ۴۰۲، رقم: ۳۳۸۶

يَا حَيُّ يَا قَيُّوْمُ يَا ذَا الْجَلَالِ وَالْإِكْرَامِ يَا إِلَهَ الْأَوَّلِينَ وَالْآخِرِينَ يَا
رَحْمَنَ الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ وَرَحِيمَهُمَا يَا رَبَّ يَا رَبَّ يَا رَبَّ يَا إِلَهَ يَا إِلَهَ
يَا إِلَهَ۔

”اے زندہ! اے ہر چیز کو قائم رکھنے والے، اے صاحبِ جلال و اکرام، اے
اولین و آخرین کے معبود، اے دنیا و آخرت پر رحم کرنے والے اور ان پر
مہربان، اے پروردگار، اے پروردگار، اے پروردگار، اے اللہ، اے اللہ، اے
اللہ۔“

اس کے بعد قبلہ رخ ہو کر دائیں پہلو پر سو جاؤ اور سو جانے تک حضور نبی
اکرم ﷺ پر درود شریف پڑھتے رہو۔ میں نے عرض کیا: آپ مجھے یہ تو بتادیں کہ آپ
نے یہ دُعا کس سے سنی تھی؟ انہوں نے جواب دیا: جب حضور نبی اکرم ﷺ کو یہ دعا عطا
کی گئی اور سکھائی گئی تو میں اس وقت آپ ﷺ کے پاس حاضر تھا۔ یہ سب میری موجودگی
میں ہوا، جس سے آپ ﷺ نے سیکھی میں نے بھی اسی سے سیکھی اور جو آدمی بھی حسن
نیت اور یقین کے ساتھ اس نماز اور دعا پر مداومت کرے گا وہ دنیا سے جانے سے پہلے
حضور نبی اکرم ﷺ کی زیارت ضرور کرے گا۔ بعض لوگوں نے یہ ورد کیا تو انہوں نے
دیکھا کہ وہ جنت میں داخل ہوئے اور وہاں انبیاء علیہم السلام کی زیارت کی۔ حضور نبی اکرم
ﷺ کی زیارت سے بھی شرف یاب اور آپ ﷺ سے ہم کلام ہوئے اور تعلیم حاصل
کی۔“ (۱)

اس کے بعد اگر مزید عبادت کی استطاعت رکھتا ہو تو عبادت میں مشغول رہے
اور اگر سونا چاہے تو سو جائے۔

(۱) أبو طالب مکی، قوت القلوب: ۶۶

۲۔ نصف شب قیام کرنے والے

نصف شب عبادت کرنے والے اللہ کے عظیم، مقرب، اطاعت گزار اور فرمانبردار بندے ہیں۔ وہ قانتین (ہمیشہ اطاعت و فرمانبرداری میں رہنے والے) کے درجے پر فائز ہوتے ہیں۔ حضرت داؤد علیہ السلام نصف شب قیام فرماتے تھے، ان کی نماز اور روزے اللہ تعالیٰ کو بہت پسند تھے۔

۱۔ حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہما روایت کرتے ہیں حضور نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: ”اللہ تعالیٰ کے نزدیک تمام (نفل) نمازوں میں سب سے محبوب نماز صلوٰۃ داؤد علیہ السلام ہے اور سب سے محبوب روزہ صوم داؤد علیہ السلام ہے وہ نصف رات تک سوتے (پھر اٹھ کر) ایک تہائی قیام کرتے اور پھر چھٹے حصے میں سو جاتے۔ نیز وہ ایک روز روزہ رکھا کرتے اور ایک روز چھوڑ دیا کرتے۔“ (۱)

۲۔ شیخ ابوطالب مکی علیہ الرحمہ (م ۳۸۶ھ) ”قوت القلوب“ میں سیدنا داؤد علیہ السلام کے متعلق ایک خوبصورت روایت نقل کرتے ہیں کہ ایک مرتبہ انہوں نے بارگاہ الہیہ میں عرض کیا: اے پروردگار! میں چاہتا ہوں کہ تیری عبادت کروں تو کس وقت عبادت کے لئے اٹھوں؟ اس پر اللہ تعالیٰ نے ان پر وحی نازل فرمائی: اے داؤد! تم نہ تو رات کے شروع میں اور نہ ہی رات کے آخر میں اٹھا کرو، جو رات کے اول وقت میں اٹھ کر عبادت کرتا ہے تو وہ رات کے آخر وقت میں سوتا ہے اور جو آخر وقت میں اٹھتا ہے وہ اول وقت میں سوتا ہے بلکہ ہمیشہ آدھی رات کے وقت اٹھا کرو تا کہ تمہیں بھی میرے ساتھ خلوت میسر ہو اور میں تمہارے ساتھ تنہا رہوں اور اسی وقت اپنی ضروریات میرے سامنے پیش کرو۔ (۲)

(۱) بخاری، الصحيح، أبواب التہجد، باب من نام عند السحر، ۱: ۳۸۰،

رقم: ۱۰۷۹

(۲) أبوطالب مکی، قوت القلوب، ۱: ۴۷، ۴۸

۳۔ آخر شب قیام کرنے والے

رات کو آرام کی نیند چھوڑ کر بستروں سے الگ ہونا انسانی طبیعت پر گراں گزرتا ہے اس لئے اللہ تعالیٰ نے فرض نماز کے بعد رات کی پچھلی گھڑی میں عبادت کرنے کو افضل قرار دیا ہے۔ صحاح ستہ میں رات کے تہائی حصہ میں قیام کرنے کی فضیلت متعدد مقامات پر وارد ہوئی ہے۔ اس حوالے سے چند احادیث درج ذیل ہیں:

۱۔ صحیح مسلم کی ایک حدیث میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”جب تم میں سے کوئی شخص سو جاتا ہے تو شیطان اس کی گدی پر تین گرہیں لگا دیتا ہے اور ہر گرہ پر پھونک دیتا ہے کہ رات بہت لمبی ہے، جب وہ بیدار ہو کر اللہ تعالیٰ کا ذکر کرتا ہے تو ایک گرہ کھل جاتی ہے اور جب وضو کرتا ہے تو دو گرہیں کھل جاتی ہیں اور جب وہ نماز پڑھ لیتا ہے تو تمام گرہیں کھل جاتی ہیں پھر وہ صبح کو ہشاش بشاش اٹھتا ہے ورنہ بصورت دیگر اس کی صبح خباثت اور سستی کے ساتھ ہوتی ہے۔“ (۱)

۲۔ حضرت عمرو بن عبسہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ میں نے عرض کیا: ”یا رسول اللہ! کیا کوئی ایسا وقت ہے جس میں اللہ کا قرب زیادہ ہو؟ یا اس وقت میں اللہ کی یاد کی جائے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ہاں! بندہ سب اوقات سے زیادہ اللہ کے نزدیک پچھلی رات کو ہوتا ہے (کیونکہ اس وقت اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پہلے آسمان پر جلوہ افروز ہوتا ہے) اگر تم اس کی استطاعت رکھتے ہو تو اس وقت اللہ کو یاد کرنے

(۱) ۱۔ مسلم، الصحيح، کتاب صلاة المسافرين وقصرها، باب ماروی

فیمین نام اللیل أجمع حتی أصبح، ۱: ۵۳۸، رقم: ۷۷۶

۲۔ بخاری، الصحيح، أبواب التہجد، باب عقد الشیطان علی قافیة

الرأس إذا لم یُصل باللیل، ۱: ۳۸۳، ۳۸۴، رقم: ۱۰۹۱

والوں میں سے بنو۔“ (۱)

۳۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: ”ہمارا رب تبارک و تعالیٰ ہر رات جب رات کا تہائی حصہ باقی رہ جاتا ہے آسمان دنیا پر نزولِ اجلال فرماتا ہے اور فرماتا ہے، ہے کوئی جو مجھ سے دعا کرے اور میں اس کی دعا قبول کروں، ہے کوئی جو مجھ سے سوال کرے اور میں اسے عطا کروں، ہے کوئی جو مجھ سے معافی چاہے اور میں اسے بخش دوں۔“ (۲)

نمازِ تہجد

قرآنی آیات اور حضور نبی اکرم ﷺ کے معمولات شب کے مطالعہ سے واضح ہوتا ہے کہ آخری رات کی عبادت میں نمازِ تہجد کو خاص اہمیت حاصل ہے، ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

وَمِنَ اللَّيْلِ فَتَهَجَّدْ بِهِ نَافِلَةً لَّكَ ۖ عَسَىٰ أَنْ يَبْعَثَكَ رَبُّكَ مَقَامًا مَّحْمُودًا ۝ (۳)

”اور رات کے کچھ حصہ میں (بھی) قرآن کے ساتھ (شب خیزی کرتے

(۱) ۱۔ نسائی، السنن، کتاب المواقیت، باب النہی عن الصلاة بعد

العصر، ۱: ۱۹۹، رقم: ۵۷۲

۲۔ حاکم، المستدرک، ۱: ۴۵۳، رقم: ۱۱۶۲

(۲) ۱۔ بخاری، الصحيح، أبواب التہجد، باب الدعاء والصلاة من آخر

اللیل، ۱: ۳۸۴، ۳۸۵، رقم: ۱۰۹۳

۲۔ مسلم، الصحيح، کتاب صلاة المسافرين، باب الترغیب فی

الدعاء والذکر فی آخر اللیل والإجابة فیہ، ۱: ۵۲۱، رقم: ۷۵۸

(۳) بنی اسرائیل، ۱۷: ۷۹

ہوئے) نماز تہجد پڑھا کریں یہ خاص آپ کے لئے زیادہ (کی گئی) ہے یقیناً
 آپ کا رب آپ کو مقام محمود پر فائز فرمائے گا (یعنی وہ مقام شفاعتِ عظمیٰ
 جہاں جملہ اولین و آخرین آپ کی طرف رجوع اور آپ کی حمد کریں
 گے)“

نماز تہجد کو بعد نماز عشاء سو کر جس وقت بھی چاہیں ادا کیا جاسکتا ہے مگر مستحب
 اوقات دو (۲) ہیں: نصف شب یا آخر شب۔ حضرت اسودؓ بیان کرتے ہیں کہ میں نے
 حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے پوچھا کہ حضور نبی اکرم ﷺ کی رات کی نماز کیسی
 تھی؟ آپ رضی اللہ عنہا نے فرمایا:

كَانَ يَنَامُ أَوَّلَهُ، وَيَقُومُ آخِرَهُ، فَيُصَلِّي ثُمَّ يَرْجِعُ إِلَى فِرَاشِهِ، فَإِذَا أَدْنَى
 الْمُؤَذِّنُ وَثَبَ، فَإِنْ كَانَ بِهِ حَاجَةٌ اغْتَسَلَ، وَإِلَّا تَوَضَّأَ وَخَرَجَ۔^(۱)

”حضور نبی اکرم ﷺ پہلے حصے میں سوتے اور آخری حصے میں قیام (تہجد نماز
 کی صورت میں) فرماتے، پھر اپنے بستر کی طرف لوٹتے جب مؤذن اذان کہتا
 تو اٹھتے اور اگر حاجت ہوتی تو غسل کرتے ورنہ وضو کر کے مسجد تشریف لے
 جاتے۔“

نماز تہجد صلوٰۃ اللیل کی ایک قسم ہے۔ یہ نماز تنہائی میں اللہ تعالیٰ سے مناجات اور
 ملاقات کا دروازہ ہے اور اس وقت انوار و تجلیات کا خاص نزول ہوتا ہے احادیث مبارکہ
 میں اس کی بہت زیادہ فضیلت بیان ہوئی ہے:

۱۔ حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت کرتے ہیں کہ حضور نبی اکرم ﷺ نے ارشاد
 فرمایا:

(۱) بخاری، الصحيح، أبواب التہجد، باب من نام أول الليل وأحيا آخره،

۱: ۳۸۵، رقم: ۱۰۹۵

أَفْضَلُ الصَّلَاةِ، بَعْدَ الْفَرِيضَةِ، صَلَاةُ اللَّيْلِ - (۱)

”فرض نماز کے بعد سب سے افضل نماز تہجد کی نماز ہے۔“

اللہ تعالیٰ نے تہجد گزاروں کی شان میں بے شمار نعمتوں کا وعدہ فرمایا ہے۔

۲۔ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہما سے مروی ہے: ”تورات میں لکھا ہے کہ اللہ

تعالیٰ نے ان لوگوں کے لئے جن کے پہلو بستروں سے جدا رہتے ہیں ایسی نعمتیں تیار کر رکھی ہیں جو کسی آنکھ نے دیکھی نہیں، کسی کان نے سنی نہیں، کسی انسان کے دل میں ان کا خیال (تک) نہیں آیا، نہ ہی انہیں کوئی مقرب فرشتہ جانتا ہے اور نہ ہی کوئی نبی مرسل۔ حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: ہم بھی قرآن حکیم میں اس (مفہوم) کے ہم معنی آیت تلاوت کرتے ہیں:

فَلَا تَعْلَمُ نَفْسٌ مَّا أُخْفِيَ لَهُم مِّن قُرَّةِ أَعْيُنٍ جَزَاءً بِمَا كَانُوا يَعْمَلُونَ ۝ (۲)

”سو کسی کو معلوم نہیں جو آنکھوں کی ٹھنڈک ان کے لئے پوشیدہ رکھی گئی ہے، یہ ان (اعمالِ صالحہ) کا بدلہ ہوگا جو وہ کرتے رہے تھے“ (۳)

احادیثِ مبارکہ میں نماز تہجد کو مسلسل پڑھنے کی تاکید بیان ہوئی ہے، سلفِ صالحین کا بھی یہ معمول رہا ہے کہ وہ جو عمل شروع کرتے اس پر ہمیشگی اختیار کرتے تھے، اللہ تعالیٰ کے نزدیک وہی عمل محبوب اور پسندیدہ ہے جو مداومت کے ساتھ کیا جائے۔

(۱) مسلم، الصحيح، کتاب الصیام، باب فضل صوم المحرم، ۲: ۸۲۱، رقم: ۱۱۶۳

(۲) السجدة، ۳۲: ۱۷

(۳) ۱۔ حاکم، المستدرک، ۲: ۴۲۸-۴۲۹، رقم: ۳۵۵

۲۔ ابن ابی شیبہ، المصنف، ۵۹: ۷، رقم: ۳۳۹۹۲

۳۔ حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہما روایت کرتے ہیں کہ حضور نبی اکرم ﷺ نے مجھے فرمایا: ”اے عبداللہ! فلاں شخص کی طرح نہ ہو جانا جو پہلے قیام کیا کرتا تھا اور پھر اس نے رات کو قیام کرنا ترک کر دیا ہو۔“ (۱)

اس حدیث مبارکہ میں نماز تہجد مسلسل اور باقاعدگی سے پڑھنے کی تاکید فرمائی گئی ہے۔

(۱) نماز تہجد کی تعداد رکعات

نماز تہجد کی مسنون رکعات کم از کم دو اور زیادہ سے زیادہ آٹھ (۸) ہیں اور مشائخ کے ہاں بارہ (۱۲) رکعت کا بھی معمول رہا ہے۔ تہجد کے لئے اٹھنے کا یقین ہو تو وتر رات کو چھوڑے جاسکتے ہیں اس صورت میں وتر کو نماز تہجد کے ساتھ آخر میں پڑھیں، یوں کل گیارہ رکعات بن جائیں گی۔ حضرت عروہ بن زبیر رضی اللہ عنہما روایت کرتے ہیں کہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے انہیں بتایا:

”حضور نبی اکرم ﷺ گیارہ رکعتیں پڑھا کرتے اور یہ آپ کی رات کی نماز ہوتی۔ اس میں آپ ﷺ سجدہ ایسا کرتے کہ آپ ﷺ کے سر اٹھانے سے پہلے تم میں سے کوئی پچاس آیتیں پڑھ لیتا اور نماز فجر سے پہلے دو رکعتیں پڑھا کرتے پھر اپنی داہنی کروٹ پر لیٹ جاتے یہاں تک کہ مؤذن نماز کی اطلاع دینے حاضر ہو جاتا۔“ (۲)

(۱) ۱۔ بخاری، الصحيح، أبواب التہجد، باب ما یکرہ من ترک قیام

اللیل لمن کان یقومہ، ۱: ۳۸۷، رقم: ۱۱۰۱

(۲) ۱۔ بخاری، الصحيح، کتاب الوتر، باب ماجاء فی الوتر، ۱: ۳۳۸،

رقم: ۹۴۹

۲۔ مسلم، الصحيح، کتاب صلاة المسافرين و قصرہا، باب صلاة

اللیل و عدد رکعات النبی ﷺ فی اللیل، ۱: ۵۰۸، رقم: ۷۳۶

حدیث مبارکہ سے ثابت ہوا کہ حضور نبی اکرم ﷺ آٹھ رکعت نماز تہجد اور تین رکعت وتر ادا فرماتے تھے۔ اس حدیث میں نماز فجر سے پہلے دو رکعت سے مراد فجر کی دو سنتیں ہیں۔

(۲) نماز تہجد کا طریقہ

وضو کر کے سالک دو، دو رکعت کی نیت کر کے نماز ادا کرے یہی سنت نبوی ﷺ ہے۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک شخص نے حضور نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں عرض کیا: یا رسول اللہ!

كَيْفَ صَلَاةُ اللَّيْلِ؟

”رات کی نماز کس طرح ہے؟“

حضور نبی اکرم ﷺ نے فرمایا:

مَثْنَى مَثْنَى۔^(۱)

”دو دو رکعتیں۔“

شیخ ابوطالب کی علیہ الرحمہ (م ۳۸۶ھ) ”قوت القلوب“ میں نماز تہجد کا طریقہ بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں: تہجد گزار ہر پہلی رکعت میں سورۃ فاتحہ کے بعد یہ آیت پڑھے:

وَلَوْ أَنَّهُمْ إِذْ ظَلَمُوا أَنْفُسَهُمْ جَاءُوكَ فَاسْتَغْفَرُوا اللَّهَ وَاسْتَغْفَرَ

(۱) ۱۔ بخاری، الصحيح، أبواب التهجدة، باب كيف كان صلاة النبي ﷺ،

۳۸۲: ۱، رقم: ۱۰۸۶

۲۔ مسلم، الصحيح، كتاب صلاة المسافرين وقصرها، باب صلاة

الليل مثنى، والوتر ركعتين من آخر الليل، ۵۱۶: ۱، رقم: ۴۹

لَهُمُ الرَّسُولُ لَوَجَدُوا اللَّهَ تَوَّابًا رَّحِيمًا (۱)

”اور (اے حبیب!) اگر وہ لوگ جب اپنی جانوں پر ظلم کر بیٹھے تھے آپ کی خدمت میں حاضر ہو جاتے اور اللہ سے معافی مانگتے اور رسول (ﷺ) بھی ان کے لئے مغفرت طلب کرتے تو وہ (اس وسیلہ اور شفاعت کی بنا پر) ضرور اللہ کو توبہ قبول فرمانے والا نہایت مہربان پاتے۔“

اس کے بعد دوسری رکعت میں کوئی اور توبہ واستغفار یا دعا و مناجات والی آیات پڑھے، پھر استغفار کرے، بعد ازاں اپنی استطاعت کے مطابق دو دو کر کے آٹھ یا بارہ رکعات نماز تہجد ادا کرے اور جس کو یہ آیات یاد نہ ہوں تو ہر رکعت میں سورۃ فاتحہ تین تین مرتبہ پڑھے اور بعض سالکین فرماتے ہیں کہ پہلی رکعت میں سورۃ فاتحہ کے بعد سورۃ اخلاص ایک بار دوسری رکعت میں دو مرتبہ، تیسری رکعت میں تین بار اسی طرح بارہویں رکعت میں بارہ مرتبہ سورۃ اخلاص پڑھے اور سلام پھیرنے کے بعد یا حییٰ یا قیوم یا لا الہ الا انت سجدے میں کہے۔ (۲)

وتر چھوڑنا صرف اس کے لئے جائز ہے جسے رات کو اٹھنے پر اعتماد ہو ورنہ نمازِ عشاء کے ساتھ ہی وتر ادا کرنا بہتر ہے جیسا کہ حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے مروی حدیث مبارکہ سے ثابت ہوتا ہے وہ بیان کرتے ہیں کہ حضور نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: ”جس شخص کو یہ خدشہ ہو کہ وہ رات کے پچھلے پہر نہیں اٹھ سکے گا تو وہ اول رات وتر پڑھ لے اور جس شخص کو رات کے آخری پہر میں اٹھنے کا اعتماد ہو وہ رات کے آخری حصہ میں وتر پڑھے کیونکہ اخیر شب کی نماز میں فرشتے حاضر ہوتے ہیں اور یہ افضل ہے۔“ (۳)

(۱) النساء، ۴: ۶۴

(۲) أبو طالب مکی، قوت القلوب، ۱: ۴۶

(۳) مسلم، الصحيح، کتاب صلاة المسافرين و قصرها، باب من خاف

أنه لا يقوم من آخر الليل فليوتر أوله، ۱: ۵۲۰، رقم: ۷۵۵

شیخ ابوطالب مکی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ جو شخص تہجد کے وقت وتر پڑھے تو سلام پھیرنے کے بعد یہ دعائیں بار پڑھے:

سُبْحَانَ الْمَلِكِ الْقُدُّوسِ رَبِّ الْمَلَائِكَةِ وَالرُّوحِ جَلَّتِ
السَّمَوَاتُ وَالْأَرْضُ بِالْعِظَمَةِ وَالْجَبُرُوتِ وَ تَعَزَّزَتْ بِالْقُدْرَةِ وَ
قَهَرَتْ الْعِبَادَ بِالْمَوْتِ۔^(۱)

”اے مالک القدوس، فرشتوں اور روح کے پروردگار تو پاک ہے تو نے (اپنی) عظمت و جبروت سے آسمانوں اور زمین کو ڈھانپ لیا ہے اور تو اپنی قدرت سے غالب ہوا ہے اور تو نے موت سے بندوں کو مغلوب کر دیا ہے۔“

وتر ادا کرنے کے بعد سونا بہتر ہے کیونکہ وتر ادا کرنے کے بعد نماز فجر تک سونا سنت نبوی ﷺ ہے۔ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ حضور نبی اکرم ﷺ رات کے اول حصہ میں سو جاتے اور آخر حصہ میں بیدار ہوتے..... اس (قیام) کے بعد پھر سو جاتے اور جب پہلی اذان ہوتی تو اٹھ جاتے۔^(۲)

سنت نبوی ﷺ کے مطابق سلف صالحین لیٹ جانے کو پسند فرماتے تھے۔
شیخ ابوطالب مکی علیہ الرحمہ (م ۳۸۶ھ) لکھتے ہیں کہ آخری رات میں سونا دو وجہ سے مستحب سمجھا جاتا ہے:

۱۔ اس سے صبح کی نماز میں اونگھ سے نجات مل جاتی ہے، اسی لیے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم صبح کی نماز میں اونگھنے کو برا سمجھتے اور جو اونگھ رہا ہوتا اسے نماز فجر کے بعد سونے کا حکم دیتے تھے۔

www.MinhajBooks.com

(۱) ابوطالب مکی، قوت القلوب، ۱: ۴۶

(۲) مسلم، الصحيح، کتاب صلاة المسافرين وقصرها، باب صلاة اللیل

و عدد رکعات النبی ﷺ فی اللیل، ۱: ۵۱۰، رقم: ۷۳۹

۲۔ چہرے کی زردی ختم ہو جاتی ہے۔^(۱)

اہل شہود کے لئے خصوصاً آخری تہائی شب میں سونا مشاہدہ میں زیادتی کا باعث ہوتا ہے۔ اس وقت ان پر ملکوتی راز کھلتے ہیں اور جبروتی علوم کا ملکہ حاصل ہوتا ہے اس طرح شب بیداروں اور مجاہدہ کرنے والوں کے لئے سونا بھی راحت و سکون کا باعث بنتا ہے۔

(۳) تہجد کے وقت کے اذکار

شیخ ابو طالب مکی علیہ الرحمہ (م ۳۸۶ھ) اپنی کتاب ”قوت القلوب“ (ص: ۷۵، ۷۶) میں لکھتے ہیں کہ جب سالک رات کو نماز تہجد کے لیے اُٹھے تو یہ دعا پڑھے:

الْحَمْدُ لِلَّهِ الَّذِي أَحْيَانِي بَعْدَ إِذْ تَوَفَّانِي وَإِلَيْهِ النُّشُورُ۔

”سب حمد اللہ کے لیے ہے جس نے مجھے وفات دینے کے بعد زندہ کیا اور اس کی طرف پھر اُٹھ کر جانا ہے۔“

پھر سورۃ آل عمران کی آخری دس آیات پڑھے اور مسواک کر کے وضو کرے۔ اس کے بعد یہ دعا کرے:

سُبْحَانَكَ وَبِحَمْدِكَ لَا إِلَهَ إِلَّا أَنْتَ أَسْتَغْفِرُكَ وَأَسْأَلُكَ
التَّوْبَةَ فَاعْفُ عَنِّي وَتُبْ عَلَيَّ إِنَّكَ أَنْتَ التَّوَّابُ الرَّحِيمُ. اَللّٰهُمَّ
اجْعَلْنِي مِنَ التَّوَّابِينَ وَاجْعَلْنِي مِنَ الْمُتَطَهِّرِينَ، وَاجْعَلْنِي صَبُورًا
شَكُورًا، وَاجْعَلْنِي أَذْكُرَكَ كَثِيرًا وَأُسَبِّحُكَ بُكْرَةً وَأَصِيلًا۔

”تو پاک ہے اور تیری حمد ہے تیرے سوا کوئی معبود نہیں میں تجھ سے بخشش چاہتا ہوں اور تجھ سے توبہ کا سوال کرتا ہوں۔ سو مجھے بخش دے اور میری توبہ قبول

(۱) أبو طالب مکی، قوت القلوب، ۱: ۸۲

فرمالمے بے شک تو ہی توبہ قبول کرنے اور رحم فرمانے والا ہے۔ اے اللہ! مجھے توبہ کرنے والوں میں سے بنا اور مجھے از حد پاک لوگوں میں سے بنادے اور مجھے صبر کرنے والوں، شکر کرنے والوں میں سے بنادے اور مجھے ایسا بنادے کہ تیرا کثرت سے ذکر کروں اور صبح و شام تیری تسبیح بیان کروں۔“

پھر آسمان کی طرف منہ کر کے یہ دعا پڑھے:

أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ وَ أَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَ رَسُولُهُ، وَ أَعُوذُ بِعَفْوِكَ مِنْ عِقَابِكَ، وَ أَعُوذُ بِرِضَاكَ مِنْ سَخِطِكَ وَ أَعُوذُ بِكَ مِنْكَ لَا أُحْصِي ثَنَاءً عَلَيْكَ أَنْتَ كَمَا أَثْنَيْتَ عَلَى نَفْسِكَ أَنَا عَبْدُكَ ابْنُ عَبْدِكَ نَاصِيَتِي بِيَدِكَ جَارٍ فِي حُكْمِكَ عَدْلٌ فِي قَضَائِكَ، هَذِهِ يَدِي بِمَا كَسَبْتُ، وَ هَذِهِ نَفْسِي بِمَا اجْتَرَحْتُ (لَا إِلَهَ إِلَّا أَنْتَ سُبْحَانَكَ إِنِّي كُنْتُ مِنَ الظَّالِمِينَ) عَمِلْتُ سُوءًا وَ ظَلَمْتُ نَفْسِي فَاعْفُرْ لِي ذَنْبِي إِنَّكَ أَنْتَ رَبِّي إِنَّهُ لَا يَغْفِرُ الذُّنُوبَ إِلَّا أَنْتَ فَلَا إِلَهَ إِلَّا أَنْتَ لَا إِلَهَ إِلَّا أَنْتَ.

”میں گواہی دیتا ہوں کہ تنہا اللہ کے بغیر کوئی معبود نہیں۔ اس کا کوئی شریک نہیں اور میں گواہی دیتا ہوں کہ حضرت محمد ﷺ اس کے بندے اور اس کے رسول ہیں اور میں تیرے عذاب سے تیرے عفو کی پناہ چاہتا ہوں اور میں تیری ناراضگی سے تیری رضا کی پناہ چاہتا ہوں اور میں تجھ سے تیری پناہ چاہتا ہوں میں تیری شنا نہیں کر سکتا تو بس ایسے ہے کہ جیسے تو نے اپنی خود ثنا فرمائی ہے میں تیرا بندہ، تیرے بندے کا بیٹا ہوں میری پیشانی تیرے قبضہ میں ہے۔ مجھ میں تیرا حکم جاری ہے۔ مجھ میں تیری قضا نافذ ہے۔ یہ میرے ہاتھ ہیں اس کے

ساتھ جو انہوں نے کمایا اور یہ میرا نفس ہے اس چیز کے ساتھ جس کا اس نے ارتکاب کیا۔ تیرے بغیر کوئی معبود نہیں۔ تو پاک ہے بے شک میں ہی ظالموں میں سے ہوں۔ میں نے برا کیا اور میں نے اپنے آپ پر ظلم کیا، سو میرا گناہ بخش دے بے شک تو ہی میرا رب ہے۔ بے شک تیرے بغیر کوئی گناہوں کو نہیں بخشتا (الغرض) تیرے بغیر کوئی معبود نہیں، تیرے بغیر کوئی معبود نہیں۔“

اور جب نماز شروع کرے تو یہ دعا کرے:

اللَّهُ أَكْبَرُ كَبِيرًا وَالْحَمْدُ لِلَّهِ كَثِيرًا وَسُبْحَانَ اللَّهِ بُكْرَةً وَأَصِيلًا.

”اللہ سب سے بڑا ہے اور ساری حمد اللہ کے لیے ہے صبح و شام اللہ ہی کی تسبیح ہے۔“

اس کے بعد دس بار سُبْحَانَ اللَّهِ، دس بار اَلْحَمْدُ لِلَّهِ دس بار لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ دس بار اَللَّهُ أَكْبَرُ ذُو الْمَلَكُوتِ وَالْجَبْرُوتِ وَالْكِبْرِيَاءِ وَالْجَلَالِ وَالْعَظَمَةِ وَالْقُدْرَةِ پڑھے۔ پھر یہ دعا پڑھے:

اَللّٰهُمَّ لَكَ الْحَمْدُ اَنْتَ نُورُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ، وَلَكَ الْحَمْدُ اَنْتَ بَهَاءُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ، وَلَكَ الْحَمْدُ اَنْتَ زَيْنُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ، وَلَكَ الْحَمْدُ اَنْتَ قَيَّامُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَمَنْ فِيْهِنَّ وَمَنْ عَلَيْنَهُنَّ، اَنْتَ الْحَقُّ وَمِنْكَ الْحَقُّ، وَلِقَاءُكَ حَقٌّ، وَالْجَنَّةُ حَقٌّ، وَالنَّارُ حَقٌّ، وَالنَّبِيُّونَ حَقٌّ، وَ مُحَمَّدٌ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَقٌّ، اَللّٰهُمَّ لَكَ اَسْلَمْتُ، وَبِكَ اَمَنْتُ، وَ عَلَيْكَ تَوَكَّلْتُ، وَ بِكَ خَاصَمْتُ، وَ اِلَيْكَ حَاكَمْتُ، فَاغْفِرْ اَللّٰهُمَّ يَا رَبِّ لِيْ مَا قَدَّمْتُ وَمَا اَخَّرْتُ، وَمَا اَسْرَرْتُ وَمَا اَعْلَنْتُ اَنْتَ الْمُقَدِّمُ وَاَنْتَ الْمُؤَخِّرُ لَا اِلَهَ اِلَّا اَنْتَ. اَللّٰهُمَّ اَتِ نَفْسِيْ تَقْوَاهَا. اَللّٰهُمَّ زَكِّهَا اَنْتَ

خَيْرُ مَنْ زَكَّاهَا، أَنْتَ وَلِيُّهَا وَمَوْلَاهَا. اَللّٰهُمَّ اهْدِنِيْ لَاحْسَنِ
الْاَعْمَالِ لَا يَهْدِيْ لِاَحْسَنِهَا اِلَّا اَنْتَ، وَاَصْرِفْ عَنِّيْ لَا سَيِّئَهَا
يَصْرِفْ عَنِّيْ سَيِّئَهَا اِلَّا اَنْتَ، اَسْأَلُكَ مَسْأَلَةَ الْبَائِسِ الْمُسْكِينِ،
وَأَدْعُوكَ دُعَاءَ الْمُفْتَخِرِ الدَّلِيلِ، فَلَا تَجْعَلْنِيْ بِدُعَائِكَ رَبِّ
شَقِيًّا، وَكُنْ لِيْ رَوْفًا رَّحِيمًا يَا خَيْرَ الْمُسْتَوْلِينَ، يَا اَكْرَمَ
الْمُعْطِينَ.

”اے اللہ تیری ہی حمد ہے تو ہی آسمانوں اور زمین کا نور ہے۔ اور تیری ہی حمد ہے۔ تو ہی آسمانوں اور زمین کی رونق ہے اور تیری ہی حمد ہے۔ تو ہی آسمانوں اور زمین کا نور ہے اور تیری ہی حمد ہے تو ہی آسمانوں اور زمین کی زینت ہے اور تیری ہی حمد ہے تو ہی آسمانوں اور زمین کو قائم رکھنے والا ہے اور جو ان میں ہیں اور جو ان پر ہیں۔ تو حق ہے اور تجھ سے حق ہے اور تیری ملاقات حق ہے اور جنت حق ہے اور آگ (دوزخ) حق ہے اور تمام انبیاء حق ہیں اور حضرت محمد ﷺ حق ہیں۔ اے اللہ! میں تیرا فرمانبردار ہوا، اور تجھ پر ایمان لایا اور تجھ پر توکل کیا اور تیری وجہ سے جھگڑا اور تیری طرف (معاملہ) پیش کیا۔ اے اللہ! اے رب جو میں نے ماضی میں کیا یا آئندہ کروں گا اسے بخش دے اور جو پوشیدہ طور پر کیا اور جو برملا کیا (اسے بخش دے) تو ہی اول ہے اور تو ہی آخر ہے۔ تیرے بغیر کوئی معبود نہیں۔ اے اللہ میرے نفس کو پرہیزگاری عطا کر، اے اللہ اسے پاک کر دے، تو بہترین پاک کرنے والا ہے۔ تو ہی اس کا آقا و مولا ہے۔ اے اللہ مجھے بہترین اعمال کی ہدایت دے تیرے سوا کوئی بھی اچھے (اعمال کی) طرف ہدایت نہیں دے سکتا اور مجھ سے برائیاں دور فرما۔ تیرے سوا کوئی بھی اس کی برائی سے نہیں بچا سکتا۔ میں مسکین تنگ حال کی طرح تجھ سے سوال کرتا ہوں اور ذلیل محتاج کی طرح تجھ سے دعا کرتا ہوں۔ چنانچہ مجھے

اے پروردگار اپنی دعا میں بد بخت نہ بنا اور میرے لیے مہرباں، رحم کرنے والا ہو جا۔ اے سوال کئے جانے والوں میں سے سب سے بہترین! اور اے سب سے زیادہ عطاء کرنے والے۔“

زیادہ مستحب یہ ہے کہ نمازِ تہجد کی پہلی دو رکعتیں ہلکی پڑھے یعنی اس میں طویل قرأت نہ کرے۔ اور بہتر یہ ہے کہ نمازِ تہجد سے پہلے کچھ نہ کھائے پئے۔ تاکہ پوری دلجمعی کے ساتھ نماز ادا کرے کیونکہ جب انسان نیند سے بیدار ہوتا ہے تو دل تمام وساوس وغیرہ سے پاک ہوتا ہے جبکہ کھانے پینے کے بعد دل کی حالت میں تغیر آ جاتا ہے۔ ہاں اگر یہ خطرہ ہو کہ نماز پڑھتے پڑھتے سحری کھانے کا وقت ختم ہو جائے گا تو پہلے سحری کھالے اور پھر نماز ادا کرے۔^(۱)

۲۔ تمام رات قیام کرنے والوں کی عبادات

تمام رات عبادت کرنے والے محبین، علماء، اہل فکر، اہل مجلس اور راتوں کو گزر گڑانے والے ہیں۔ ان کی رات پریشان حال ہوتی ہے، ان کے لئے نعمتِ شب گھٹ کر رہ جاتی ہے، محبوبِ تعالیٰ ان سے نیند اٹھا لیتا ہے، ان پر شب کو قیام کرنا آسان ہو جاتا ہے، لذتِ وصل نے ان سے ملال کو دور کر دیا ہے اور اللہ تعالیٰ کے عتاب (غضب اور ناراضگی کے خوف) نے انہیں ہمیشہ بیدار رکھا ہے۔ قرآن حکیم میں اللہ تبارک و تعالیٰ ان کا ذکر اس طرح بیان فرماتا ہے:

تَتَجَافَى جُنُوبُهُمْ عَنِ الْمَضَاجِعِ يَدْعُونَ رَبَّهُمْ خَوْفًا وَ طَمَعًا وَ مِمَّا رَزَقْنَاهُمْ يُنفِقُونَ ۝^(۲)

”ان کے پہلو اُن کی خوابگاہوں سے جدا رہتے ہیں اور اپنے رب کو خوف اور

(۱) أبو طالب مکی، قوت القلوب، ۱: ۷۵، ۷۶

(۲) السجده: ۳۲: ۱۶

امید (کی ملی جلی کیفیت) سے پکارتے ہیں اور ہمارے عطا کردہ رزق میں سے (ہماری راہ میں) خرچ کرتے ہیں ۰“

دوسرے مقام پر ارشاد فرمایا:

كَانُوا قَلِيلًا مِّنَ آلِئِلَ مَا يَهْجَعُونَ ۝ وَبِالْأَسْحَارِ هُمْ يَسْتَغْفِرُونَ ۝ (۱)

”وہ راتوں کو تھوڑی سی دیر سویا کرتے تھے ۰ اور رات کے پچھلے پہروں میں (اٹھ اٹھ کر) مغفرت طلب کرتے تھے ۰“

ساری رات عبادت کرنے والے اپنے مولا سے بے حد محبت رکھتے ہیں یہ ایک مسلمہ حقیقت ہے کہ محبت کرنے والے ہمیشہ جاگتے ہیں، مجاز محبوب حقیقی کی یاد سے انہیں کوئی چیز بار نہیں رکھ سکتی، وہ نیند ترک کر کے رات بھر کروٹیں بدلتے رہتے ہیں یہی وجہ ہے کہ جس کو محبوب کے دیدار کا نشہ اور لذت نصیب ہو جائے پھر زندگی بھر اس کا وہ نشہ اترتا ہی نہیں اور اس کے سامنے سارے نشے ختم ہو جاتے ہیں۔ بقول علامہ اقبال:

دو عالم سے کرتی ہے بیگانہ دل کو
عجب چیز ہے لذتِ آشنائی

حضرت ابوالجوریہ علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں کہ میں امام ابوحنیفہ علیہ الرحمۃ کے ساتھ چھ مہینے رہا ہوں اس عرصہ میں کوئی شب ایسی نہیں گزری کہ آپ علیہ الرحمۃ نے زمین پر اپنی پیٹھ لگائی ہو، نصف شب میں عبادت کرنا آپ علیہ الرحمۃ کا دستور تھا۔ ایک بار حضرت ابوحنیفہ علیہ الرحمۃ کا کچھ لوگوں کے پاس سے گزر ہوا تو انہوں نے آپس میں ذکر کیا کہ یہ شخص تمام رات ذکر کرتا ہے۔ آپ علیہ الرحمۃ نے اپنے دل میں کہا یہ میری وہ صفت بیان کرتے ہیں جو مجھ میں نہیں اس لئے آئندہ تمام رات عبادت کرنے لگے۔ کہتے ہیں کہ رات آپ کے لئے کوئی بستر نہ لگایا جاتا تھا۔

کئی بزرگانِ دین کے بارے میں یہ بات مشہور ہے اور صحت کے ساتھ مروی ہے کہ وہ تیس تیس سال اور چالیس چالیس برس تک رات بھر اللہ کی عبادت میں بیدا رہے۔ شیخ ابو طالب مکی علیہ الرحمہ لکھتے ہیں: حضرت واحب بن منبہ یمانی علیہ الرحمہ نے تیس برس تک زمین پر پہلو نہیں لگایا، ان کے پاس چمڑے کا تکیہ تھا۔ جب ان پر نیند کا غلبہ ہوتا تو اس چمڑے پر سینہ رکھتے اور چند سانس لیتے پھر گھبرا کر کھڑے ہو کر فرماتے۔ ”میں گھر میں شیطان دیکھنا تو پسند کروں گا مگر تکیہ رکھنا پسند نہیں کر سکتا۔ کیونکہ یہ تو نیند کو دعوت دیتا ہے۔“ (۱)

شیخ ابو طالب مکی علیہ الرحمہ تمام رات عبادت گزاروں کے بارے میں لکھتے ہیں: چالیس کے قریب ایسے تابعی ہیں جو تیس سے لے کر چالیس سال تک رات بھر عبادت کے لیے جاگتے رہے اور نمازِ عشاء کے وضو کے ساتھ نماز ادا کرتے رہے، ان میں سے بعض کے اسمائے گرامی حسب ذیل ہیں:

حضرت سعید بن مسیب، حضرت صفوان بن سلیم مدنی، حضرت فضیل بن عیاض، حضرت ابوسلیمان دارانی، حضرت علی بن بکار شامی، حضرت وہیب بن وردکی، حضرت طاووس، حضرت وہیب بن منبہ، حضرت یمانی، حضرت ربیع بن خثیم، حضرت حکم بن حسینہ کوفی، حضرت ابو عبد اللہ حواض، حضرت ابو عاصم عبادی، حضرت حبیب ابو محمد، حضرت ابوجابر سلمان فارسی، حضرت مالک بن دینار، حضرت سلیمان تیمی، حضرت یزید رقاشی، حضرت حبیب بن ابی ثابت بصری، حضرت یحییٰ البرکاء بصری رحمہم اللہ۔ مؤخر الذکر ایک ماہ میں نوے بار قرآن مجید ختم کرتے تھے اور اگر کوئی آیت سمجھ میں نہ آتی تو اسے دوبارہ پڑھتے۔ مدینہ میں سے اکثر ایسے لوگ ملتے ہیں جن میں ابو حاتم اور محمد بن مکندر جیسے مدنی تابعین مشہور ہیں۔“ (۲)

(۱) أبو طالب مکی، قوت القلوب، ۱: ۸۰

(۲) أبو طالب مکی، قوت القلوب، ۱: ۸۱

۵۔ تمام رات عبادت کا طریقہ

نوافل ادا کرتے ہوئے درمیان میں بیٹھ کر ایک سو (۱۰۰) بار استغفار کی تسبیح پڑھ لی جائے اس سے آرام کا موقع بھی مل جائے گا اور مزید عبادت کی توفیق حاصل ہوگی۔ یہ طریقہ سورۃ ق کی اس آیت مبارکہ میں بھی بیان ہوا ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

وَمِنَ اللَّيْلِ فَسَبِّحْهُ وَاذْكُرْ السُّجُودَ ۝ (۱)

”اور رات کے بعض اوقات میں بھی اس کی تسبیح کیجئے اور نمازوں کے بعد بھی“

اگر شب بیدار زیادہ وظائف و اوراد کرنا چاہے تو بعض صوفیاء کرام کے فرمان کے مطابق مغرب اور عشاء کے اوراد اور سونے سے پہلے کے اوراد بھی اس وقت کے مطابق کرنا دن کے روزہ رکھنے سے افضل ہے۔ اس وقت تلاوت قرآن اور استغفار بھی بہتر ہے بشرطیکہ زیادہ طویل قیام کا عادی نہ ہو۔

مذکورہ بالا چار طبقات کی عبادت کو مد نظر رکھتے ہوئے انسان کو چاہیے کہ وہ ہر رات کم از کم پانچواں یا چھٹا حصہ ضرور قیام کرے، اس میں ناعد نہ ہونے پائے، چاہے مسلسل قیام شب کرے یا فرق رکھ کر قیام کرے۔ الغرض رات میں کوئی سا بھی ورد کرے اس سے شب بیدار کو فائدہ حاصل ہوگا اور جو شخص نصف یا زیادہ رات تک عبادت کرتا رہا گو یا اس نے ساری رات کی عبادت کی۔ رات کا باقی حصہ اس پر صدقہ ہوا اور جو آدمی رات کو بیس رکعات پڑھے اور اس کے بعد تین وتر پڑھے تو اللہ کے فضل و کرم سے اس کے متعلق یہ لکھا جائے گا کہ اس نے ساری رات عبادت کی۔ رمضان المبارک میں قیام کی بہترین صورت نماز تراویح ہے۔

ماہ رمضان المبارک میں قیام اللیل کی فضیلت

حضرت عبدالرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”بے شک اللہ تعالیٰ نے رمضان کے روزے فرض کئے ہیں اور میں نے تمہارے لئے اس کے قیام (نماز تراویح) کو سنت قرار دیا ہے پس جو شخص ایمان اور حصولِ ثواب کی نیت کے ساتھ ماہ رمضان کے دنوں میں روزہ رکھتا اور راتوں میں قیام کرتا ہے وہ گناہوں سے یوں پاک صاف ہو جاتا ہے جیسے وہ اس دن تھا جب اسے اس کی ماں نے جنم دیا تھا۔“ (۱)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نماز تراویح پڑھنے کی رغبت دلایا کرتے تھے لیکن حکمائ نہیں فرماتے تھے۔ چنانچہ فرماتے: ”جس نے رمضان المبارک میں حصولِ ثواب کی نیت اور حالتِ ایمان کے ساتھ قیام کیا تو اس کے سابقہ (تمام) گناہ بخش دیئے جاتے ہیں۔“ (۲)

حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے وصال مبارک تک تراویح کا یہی معمول رہا اور خلافت ابو بکر رضی اللہ عنہ میں اور پھر خلافت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے شروع تک یہی صورت برقرار رہی۔

(۱) ۱- نسائی، السنن، کتاب الصیام، باب ذکر اختلاف یحییٰ بن أبی

کثیر والنضرین شیبان فیہ، ۴: ۱۱۸، رقم: ۲۲۰۸، ۲۲۱۰

۲- ابن ماجہ، السنن، کتاب إقامة الصلاة و السنة فیہا، باب ما جاء

فی قیام شہر رمضان، ۲: ۱۴۲، رقم: ۱۳۲۸

(۲) ۱- بخاری، الصحيح، کتاب صلاة التراويح، باب فضل من قام

رمضان، ۲: ۷۰۷، رقم: ۱۹۰۵

۲- مسلم، الصحيح، کتاب صلاة المسافرين و قصرہا، باب

الترغیب فی قیام رمضان وهو التراويح، ۱: ۵۲۳، رقم: ۷۵۹

حضور نبی اکرم ﷺ نماز تراویح کو پسند فرماتے تھے لیکن آپ ﷺ نے اس اندیشہ سے جماعت نہیں کروائی کہ کہیں فرض نہ کر دی جائے۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور نبی اکرم ﷺ (حجرہ مبارک سے) باہر تشریف لائے تو رمضان المبارک میں لوگ مسجد کے ایک گوشہ میں نماز پڑھ رہے تھے، آپ ﷺ نے فرمایا: یہ کون ہیں؟ عرض کیا گیا: یہ وہ لوگ ہیں جنہیں قرآن حکیم یاد نہیں اور حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ کی اقتداء میں نماز پڑھتے ہیں تو حضور نبی اکرم ﷺ نے فرمایا:

أَصَابُوا وَنِعَمَ مَا صَنَعُوا - (۱)

”انہوں نے درست کیا اور کتنا ہی اچھا عمل ہے جو انہوں نے کیا۔“

بیہقی کی ایک روایت میں ہے فرمایا:

قَدْ أَحْسَنُوا أَوْ قَدْ أَصَابُوا وَلَمْ يَكُورْ ذَلِكَ لَهُمْ - (۲)

”انہوں نے کتنا احسن اقدام یا کتنا اچھا عمل کیا اور ان کے اس عمل کو حضور نبی اکرم ﷺ نے ناپسند نہیں فرمایا۔“

حضرت عبد الرحمن بن عبد القاری رضی اللہ عنہما سے روایت ہے وہ بیان کرتے ہیں: ”میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے ساتھ رمضان کی ایک رات مسجد کی طرف نکلا تو دیکھا کہ لوگ جدا جدا تھے کوئی تنہا نماز پڑھ رہا تھا اور ایک گروہ کسی کی اقتداء میں نماز پڑھ رہا تھا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: میرا خیال ہے انہیں ایک قاری کے پیچھے جمع کر دوں تو اچھا ہو گا۔ پس آپ ﷺ نے حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ کے پیچھے سب کو جمع کر دیا پھر میں ایک اور رات ان کے ساتھ نکلا اور لوگ ایک امام کے پیچھے نماز پڑھ رہے تھے، حضرت عمر رضی اللہ عنہ

(۱) أبو داود، السنن، کتاب الصلاة، باب فی قیام شہر رمضان، ۱: ۵۱۲،

رقم: ۱۳۷۷

(۲) بیہقی، السنن الکبریٰ، ۲: ۴۹۵، رقم: ۴۳۸۶

نے (ان کو دیکھ کر) فرمایا: یہ کتنی اچھی بدعت ہے رات کا وہ حصہ جس میں لوگ سو جاتے ہیں اس حصہ سے بہتر ہے جس میں وہ قیام کرتے ہیں۔^(۱)

نماز تراویح کی تعداد رکعات

نماز تراویح کی بیس رکعت ہیں، جن کا ثبوت درج ذیل روایات سے ملتا ہے:

۱۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے:

أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ كَانَ يُصَلِّي فِي رَمَضَانَ عِشْرِينَ رَكْعَةً سِوَى الْوُتْرِ۔^(۲)

”حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم رمضان المبارک میں وتر کے علاوہ بیس رکعت تراویح پڑھا کرتے تھے۔“

۲۔ حضرت ابو عبد الرحمن سلمی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے:

”حضرت علی رضی اللہ عنہ نے رمضان المبارک میں قراءت حضرات کو بلایا اور ان میں سے ایک شخص کو بیس رکعت تراویح پڑھانے کا حکم دیا اور خود حضرت علی رضی اللہ عنہ انہیں وتر پڑھاتے تھے۔“^(۳)

(۱) ۱۔ بخاری، الصحيح، کتاب صلاة التراويح، باب فضل من قام

رمضان، ۲: ۷۰۷، رقم: ۱۹۰۶

۲۔ مالک، الموطأ، کتاب الصلاة فی رمضان، باب ما جاء فی قیام

رمضان، ۱: ۱۱۴، رقم: ۳

(۲) ۱۔ ابن ابی شیبہ، المصنف، ۲: ۱۶۴، رقم: ۷۹۹۲

۲۔ طبرانی، المعجم الأوسط، ۱: ۴۴۴، رقم: ۸۰۲

(۳) بیہقی، السنن الکبریٰ، ۲: ۴۹۶، رقم: ۴۳۹۶

۳۔ ابو خسیب علیہ الرحمۃ نے بیان کیا ہے: ”امام ابو حنیفہ، امام شافعی، امام احمد اور امام داؤد ظاہری علیہم الرحمۃ نے بیس تراویح کا قیام پسند فرمایا اور تین وتر اس کے علاوہ ہیں۔“ (۱)

قدر والی راتوں میں قیام کی فضیلت

متعدد روایات میں ایسی مبارک اور بابرکت راتوں کا تذکرہ ملتا ہے جن میں قیام کرنا، ذکر و اذکار اور عبادت کرنا عام راتوں کی نسبت زیادہ فضیلت کا حامل ہے۔ صحابہ کرام ؓ، تبع تابعین اور سلف صالحین بھی ان راتوں میں خاص طور پر عبادت کا اہتمام فرماتے تھے۔ بعض ائمہ نے ان راتوں کو جمع کر دیا ہے۔ جن میں جاگ کر عبادت کرنا مستحب ہے انہوں نے فرمایا ہے کہ اس قسم کی مبارک راتیں پورے سال میں چودہ ہیں، محرم الحرام کی پہلی رات، محرم الحرام کی دسویں رات، رجب المرجب کی پہلی رات، نصف رجب کی رات، ۲۷ ویں رجب کی رات، نصف شعبان کی رات، عرفہ کی رات، عید کی رات، بقر عید کی رات، رمضان کے آخری عشرے کی پانچ طاق راتیں۔ (۲)

حضرت معاذ ؓ روایت کرتے ہیں کہ حضور نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

مَنْ أَحْيَا اللَّيْلَ الْخَمْسَ، وَجَبَتْ لَهُ الْجَنَّةُ لَيْلَةَ التَّرْوِيَةِ وَلَيْلَةَ عَرَفَةَ وَلَيْلَةَ النَّحْرِ، وَلَيْلَةَ الْفِطْرِ، وَلَيْلَةَ النَّصْفِ مِنْ شَعْبَانَ۔ (۳)

”جس نے پانچ راتوں کو زندہ رکھا اس کے لئے جنت واجب ہوگئی وہ پانچ راتیں یہ ہیں: (۱) آٹھویں ذی الحجہ کی شب، (۲) نویں ذی الحجہ کی شب، (۳) عید الاضحیٰ کی رات، (۴) عید الفطر کی رات، (۵) پندرہویں شعبان کی رات۔“

(۱) ابن رشد، بداية المجتهد، ۱: ۱۵۲

(۲) عبد القادر جیلانی، غنیۃ الطالبین، ۱: ۴۴۴

(۳) منذری، الترغیب والترہیب، ۲: ۱۵۲، رقم: ۲

اسی لئے فقہاء کرام نے لکھا ہے کہ شبِ براءت میں قیام کرنا یعنی رات جاگ کر اللہ کی عبادت کرنا مستحب ہے۔ سیدنا غوث الاعظم عبدالقادر جیلانی علیہ الرحمہ اپنی کتاب ”غنیۃ الطالبین“ میں لکھتے ہیں: ”حضرت علی نے ﷺ پورے سال میں خاص طور سے عبادت کے لئے ان چار راتوں کو مخصوص کر رکھا تھا یعنی رجب کی پہلی رات، عید الفطر کی رات، عید الاضحیٰ کی رات میں اور آپ ﷺ ان چار راتوں میں یہ دعا مانگا کرتے تھے۔

اللَّهُمَّ صَلِّ عَلَى مُحَمَّدٍ وَآلِهِ مَصَابِيحَ الْحِكْمَةِ وَمَوَالِيَ النِّعْمَةِ
وَمَعَادِنِ الْعِصْمَةِ وَأَعْصِمْنِي بِهِمْ مِنْ كُلِّ سُوءٍ وَلَا تَأْخُذْنِي عَلَى
غِرَّةٍ وَلَا عَلَى غَفْلَةٍ وَلَا تَجْعَلْ عَوَاقِبَ أَمْرِي حَسْرَةً وَنَدَامَةً
وَارْضَ عَنِّي فَإِنَّ مَغْفِرَتَكَ لِلظَّالِمِينَ وَأَنَا مِنَ الظَّالِمِينَ اللَّهُمَّ
اغْفِرْ لِي مَا لَا يَصُرُّكَ وَأَعْطِنِي مَا لَا يَنْفَعُكَ فَإِنَّكَ الْوَاسِعَةُ
رَحْمَتُهُ، الْبَدِيعَةُ حِكْمَتُهُ فَأَعْطِنِي السَّعَةَ وَالِدَّةَ وَالْأَمْنَ وَالصِّحَّةَ
وَالشُّكْرَ وَالْمُعَافَاةَ وَالتَّقْوَى. اِفْرَغِ الصَّبْرَ وَالصِّدْقَ عَلَيَّ وَعَلَى
أَوْلِيَائِكَ وَأَعْطِنِي الْيُسْرَ وَلَا تَجْعَلْ مَعَهُ الْعُسْرَ وَعَمِّمْ بِذَلِكَ
أَهْلِي وَوَلَدِي وَأَخَوَانِي فَيْكَ وَمِنْ وَلَدَنِي مِنَ الْمُسْلِمِينَ
وَالْمُسْلِمَاتِ وَالْمُؤْمِنِينَ وَالْمُؤْمِنَاتِ (۱)

”اے اللہ! محمد ﷺ پر اور آپ کے اہل و عیال پر اپنی رحمتیں نازل فرما جو علم و حکمت کے چراغ، فضل و نعمت والے اور عصمت کی کانیں ہیں اور ان کے ساتھ مجھے بھی ہر برائی سے محفوظ فرما اور مجھے بے خبری اور غفلت کی حالت میں نہ پکڑ اور میرے اعمال کے نتائج میرے لئے موجب حسرت و ندامت نہ بنا اور مجھ سے راضی ہو جا کیونکہ تیری مغفرت اپنی جانوں پر ظلم کرنے والوں کے

(۱) عبدالقادر جیلانی، غنیۃ الطالبین: ۱: ۴۴۶

لئے ہے اور میں ان میں سے ہوں، اے اللہ! مجھے وہ چیز بخش جو تجھے ضرر نہیں پہنچاتی اور وہ چیز عطا کر جو تجھے نفع نہیں پہنچاتی کیونکہ تیری رحمت بہت وسیع ہے اور تیری حکمت اپنی مثال آپ ہے۔ لہذا مجھے وسعت، آرام، امن، صحت، نعمتوں پر شکر کی توفیق، عافیت، مصائب پر صبر اور تجھ پر اور تیرے اولیاء کی باتوں پر ایمان و یقین عطا فرما اور مشکلات کی موجودگی میں مجھے آسانی دے اور اپنی ہمہ گیر رحمت میرے اہل و عیال پر برسا اور میرے دینی بھائیوں پر بھی جو تیرے دین پر قائم ہیں اور میرے ماں باپ پر بھی اور تمام مسلمان و مومن مردوں اور عورتوں پر بھی۔“

ذیل میں چند ایسی بابرکت راتوں کے فضائل قدرے تفصیل سے بیان کئے جاتے ہیں:

۱۔ شبِ براءت کا قیام اور مسنون دعائیں

ماہ شعبان المعظم کی پندرھویں شب بڑی فضیلت اور بزرگی والی ہے۔ فارسی زبان میں لفظ شب کے معنی رات کے ہیں اور براءت عربی زبان کا لفظ ہے جسے کے معانی بری ہونا، نجات پانا اور گناہوں سے پاک ہونا ہیں چونکہ اس رات رحمتِ خداوندی کے طفیل لا تعداد انسان دوزخ سے نجات پاتے ہیں اس لئے اس رات کو ”شبِ برأت“ کہتے ہیں اس رات کو برکت والی رات بھی کہا گیا ہے کیونکہ اس میں دنیا والوں پر رحمت، برکت، خیر و سعادت اور بخشش و مغفرت کی بارش ہوتی ہے۔

احادیثِ مبارکہ میں اس شب کے بڑے فضائل اور خصوصیات بیان کی گئی ہیں۔ اس شب کے حوالے سے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کرتی ہیں کہ حضور نبی اکرم ﷺ نے فرمایا:

”تمہیں معلوم ہے اس رات یعنی شعبان کی پندرھویں شب میں کیا ہوتا ہے؟“

انہوں نے عرض کیا: یا رسول اللہ! کیا ہوتا ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: سال میں جتنے بھی پیدا ہونے والے ہیں اور جتنے مرنے والے ہیں وہ سب اس رات میں لکھ دیئے جاتے ہیں اور اس رات میں سب بندوں کے (سارے سال کے) اعمال اٹھائے جاتے ہیں اور اسی رات میں لوگوں کی مقرر روزی اترتی ہے۔“ (۱)

شبِ براءت میں اللہ تعالیٰ عام معمول سے ہٹ کر مغرب کے بعد سے لے کر طلوع فجر تک آسمان دنیا پر نزولِ اجال فرماتا ہے اور اپنی مخلوق پر نظرِ رحمت فرماتے ہوئے چند افراد کے سوا سب کی مغفرت فرما دیتا ہے۔ حضرت ابو موسیٰ اشعرىؓ روایت کرتے ہیں کہ حضور نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

إِنَّ اللَّهَ لَيَطَّلِعُ فِي لَيْلَةِ النِّصْفِ مِنْ شُعْبَانَ فَيَغْفِرُ لِكُلِّ خَلْقٍ إِلَّا لِمُشْرِكٍ أَوْ مُشَاحِنٍ - (۲)

”اللہ تعالیٰ شعبان کی پندرھویں شب کو ظہور فرماتا ہے اور مشرک اور چغل خور کے علاوہ سب کی بخشش فرما دیتا ہے۔“

ایک اور حدیث مبارکہ میں بھی اسی طرف اشارہ ہے کہ اللہ تبارک و تعالیٰ اس رات کثیر تعداد میں لوگوں کی بخشش فرماتا ہے۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں:

”ایک رات میں نے حضور نبی اکرم ﷺ کو نہ پایا تو میں آپ ﷺ کی تلاش میں نکلی کیا دیکھتی ہوں کہ آپ ﷺ جنت البقیع میں ہیں آپ ﷺ نے

(۱) خطیب تبریزی، مشکوٰۃ المصابیح، ۱: ۳۷۴، ۳۷۵، رقم: ۱۳۰۵

(۲) ۱۔ ابن ماجہ، السنن، کتاب إقامة الصلاة و السنة فیہا، باب ما جاء

فی لیلۃ النصف من شعبان، ۲: ۱۷۶، رقم: ۱۳۹۰

۲۔ بیہقی، شعب الایمان، ۳: ۳۸۲، رقم: ۳۸۳۳

فرمایا: کیا تجھے ڈر ہوا کہ اللہ اور اس کا رسول ﷺ تجھ پر ظلم کرے گا؟ میں نے عرض کیا: یا رسول اللہ ﷺ میں نے سوچا شاید آپ کسی دوسری زوجہ کے ہاں تشریف لے گئے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ پندرہویں شعبان کی رات کو آسمان دنیا پر (جیسا کہ اسکی شایانِ شان ہے) اترتا ہے اور بنو کلب قبیلہ کی بکریوں کے بالوں سے زیادہ لوگوں کو بخشتا ہے۔“ (۱)

شبِ براءت میں حضور نبی اکرم ﷺ جنت البقیع تشریف لے جاتے اور شبِ بیداری فرماتے، نہ صرف خود شبِ بیداری فرماتے بلکہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو بھی شبِ بیداری کی تلقین فرماتے تھے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

إِذَا كَانَتْ لَيْلَةُ النِّصْفِ مِنْ شَعْبَانَ فَقُومُوا لَيْلَهَا وَ صُومُوا نَهَارَهَا۔ (۲)

”جب شعبان کی پندرہویں رات ہو تو رات کو قیام کرو اور دن کو روزہ رکھو۔“

کیونکہ اللہ تعالیٰ اس رات کو سورج غروب ہوتے ہی آسمان دنیا کی طرف متوجہ ہو جاتا ہے اور فرماتا ہے: کون مجھ سے مغفرت طلب کرتا ہے کہ میں اس کی مغفرت کروں، کون مجھ سے رزق طلب کرتا ہے کہ میں اسے رزق دوں، کون بتائے مصیبت ہے کہ میں اسے عافیت دوں اسی طرح صبح تک ارشاد ہوتا رہتا ہے۔“

شبِ براءت کی مسنون دعائیں

اس شب میں حضور نبی اکرم ﷺ مخصوص دعائیں مانگتے تھے۔ احادیث

(۱) ترمذی، الجامع الصحیح، أبواب الصوم، باب ما جاء فی لیلة النصف من شعبان، ۲: ۱۰۸، رقم: ۷۳۹

(۲) ابن ماجہ، السنن، کتاب إقامة الصلاة والسنة فیہا، باب ما جاء فی لیلة النصف من شعبان، ۲: ۱۷۴، ۱۷۵، رقم: ۱۳۸۸

مبارکہ میں ان دعاؤں کا ذکر ہے۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا روایت کرتی ہیں کہ حضور نبی اکرم ﷺ نے فرمایا:

”جبریل علیہ السلام میرے پاس تشریف لائے اور فرمایا: یہ رات شعبان کی پندرہویں رات ہے اور اللہ تبارک و تعالیٰ اس رات میں بہت سے لوگوں کو دوزخ سے آزاد کرتا ہے جو کہ قبیلہ کلب کی بکریوں کے بالوں سے بھی زیادہ ہوتے ہیں مگر اس میں اللہ تعالیٰ مشرکین، کینہ پرور، رشتے ناٹے توڑنے والے، ازارٹھنوں سے بچنے رکھنے والے (مراد تکبر کرنے والے)، والدین کے نافرمان اور شراب کے عادی لوگوں کی طرف نظرِ رحمت نہیں فرماتا اسکے بعد آپ ﷺ نے فرمایا: اے عائشہ کیا تم مجھے اجازت دیتی ہو کہ میں آج رات قیام کروں؟ میں نے کہا! جی ہاں آپ ﷺ پر میرے ماں باپ قربان ہوں، آپ ﷺ نے قیام کے بعد ایک طویل سجدہ کیا یہاں تک کہ مجھے اندیشہ ہوا کہ آپ ﷺ کی وفات ہوگئی۔ میں نے چھونے کا ارادہ کیا اور آپ کے تلوؤں پر اپنا ہاتھ رکھا تو کچھ حرکت معلوم ہوئی میں نے آپ کو سجدہ میں یہ دعا مانگتے سنا:

أَعُوذُ بِعَفْوِكَ مِنْ عِقَابِكَ وَأَعُوذُ بِرِضَاكَ مِنْ سَخَطِكَ
وَأَعُوذُ بِكَ مِنْكَ جَلٍّ وَجَهْكَ لَا أُحْصِي ثَنَاءً عَلَيْكَ أَنْتَ كَمَا
أَثْنَيْتَ عَلَى نَفْسِكَ.

”(اے اللہ!) میں تیرے عفو کے ذریعے تیرے عذاب سے، تیری رضا کے ذریعے تیرے غضب سے، تیرے ذریعے تیرے عذاب سے پناہ مانگتا ہوں میں تیری اس جیسی تعریف کرنے سے قاصر ہوں جیسی خود تو نے اپنی تعریف فرمائی ہے۔“

صبح کو میں نے آپ ﷺ سے ذکر کیا تو آپ ﷺ نے فرمایا: کہ اے عائشہ!

تم اس دعا کو یاد کرو گی؟ میں نے عرض کیا، جی ہاں، آپ ﷺ نے فرمایا کہ سیکھ لو، مجھے یہ کلمات جبریل علیہ السلام نے سکھائے ہیں اور کہا ہے کہ سجدہ میں ان کو بار بار پڑھا کرو۔“ (۱)

اوپر بیان کردہ تمام کی تمام احادیث مبارکہ اس بات پر دلالت کرتی ہیں کہ حضور نبی اکرم ﷺ رات کا زیادہ حصہ عبادات اور دعاؤں میں بسر کرتے تھے۔ لہذا اس شب میں زیادہ سے زیادہ عبادت کرنا سنت نبوی ﷺ ہے۔ ہمیں چاہیے کہ اخلاص کے ساتھ اس رات شب بیداری کا اہتمام کریں اور اپنے مولا کو راضی کریں۔ اس رات ”شب بیداری“ کا کوئی خاص طریقہ اور عبادت مقرر نہیں کی گئی ہے۔ جس قدر ممکن ہو سکے اللہ کو یاد کریں قرآن و احادیث کی تلاوت و سماعت میں مشغول رہیں، تسبیح پڑھتے رہیں، درود شریف پڑھتے رہیں یا نوافل پڑھتے رہیں۔ یہ سب شب بیداری میں شامل ہیں۔ بہت سے بزرگوں کا معمول صلوٰۃ التَّسْبِيح پڑھنے کا ہے اگر ہو سکے تو صلوٰۃ التَّسْبِيح پڑھ لیں اسکی احادیث میں بہت فضیلت آئی ہے۔ سیدنا غوث الاعظم عبدالقادر جیلانی علیہ الرحمہ اپنی کتاب ”غنیۃ الطالبین“ میں لکھتے ہیں۔

”نصف شعبان کی رات کو پڑھی جانے والی نماز کی رکعات تعداد میں سو ہیں جن میں مجموعی طور پر سورۃ اخلاص ایک ہزار بار پڑھی جاتی ہے اور ہر رکعت میں دس دس بار پڑھی جاتی ہے، اس نماز کو صلوٰۃ الخیر کہتے ہیں اس نماز کے پڑھنے سے برکتیں پھیل جاتی ہیں۔ سلف صالحین اس نماز کو جماعت کے ساتھ پڑھا کرتے تھے اور اس کے لئے جمع ہوا کرتے تھے اس نماز کے فضائل بے شمار ہیں اور اس کا ثواب گراں قدر ہے۔“

سیدنا غوث الاعظم علیہ الرحمہ حضرت حسن بصری علیہ الرحمہ کا قول نقل کرتے ہیں کہ مجھ سے تیس صحابہ نے بیان کیا کہ جو شخص یہ نماز اس رات میں پڑھ لے اللہ تعالیٰ اس پر ستر بار نگاہ ڈالتا ہے اور ہر نگاہ میں اسکی ستر ضرورتیں پوری کرتا ہے جن میں سے ادنیٰ

ضرورت اسکی بخشش ہے، اس نماز کو چودہ متبرک راتوں میں پڑھنا مستحب ہے اس نماز کی برکت سے نمازی کو اس کی بزرگی، فضیلت اور ثواب جزیل حاصل ہوتا ہے۔^(۱)

۲۔ شبِ قدر کا قیام اور مسنون دعائیں

ماہِ رمضان المبارک انتہائی بابرکت اور مقدس مہینہ ہے۔ اس ماہ میں ایک ایسی رات آتی ہے، جس میں قرآن حکیم نازل ہوا اور اسی رات میں آسمان سے زمین پر فرشتے اترتے ہیں۔ اسے ہزار مہینوں سے بہتر مہینہ قرار دیا گیا ہے۔ کتاب و سنت میں اس کی بڑی فضیلت بیان کی گئی ہے۔ جمہور علماء امت کا موقف یہ ہے کہ لیلة القدر امت محمدیہ ﷺ کے لئے خاص انعام ہے کسی اور امت کو یہ رات عطا نہیں کی گئی۔ حدیث مبارکہ میں اسی موقف کی تائید ہوتی ہے۔ چنانچہ حضرت انس رضی اللہ عنہ حضور نبی اکرم ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا:

إِنَّ اللَّهَ عَزَّوَجَلَّ وَهَبَ لِأُمَّتِي لَيْلَةَ الْقَدْرِ، وَلَمْ يُعْطِهَا مَنْ كَانَ قَبْلَكُمْ۔^(۲)

”بلاشبہ اللہ تعالیٰ نے لیلة القدر میری امت ہی کو عطا کی ہے ان سے پہلے کسی امت کو یہ نہیں ملی۔“

لیلة القدر کی فضیلت کا اس سے اندازہ کیا جاسکتا ہے کہ قرآن حکیم میں پوری ایک سورت اس کے بارے میں نازل ہوئی ہے جسے ”سورة القدر“ کہتے ہیں۔ حصولِ برکت کیلئے وہ سورہ ذکر کی جاتی ہے:

إِنَّا أَنْزَلْنَاهُ فِي لَيْلَةِ الْقَدْرِ ○ وَمَا أَدْرَاكَ مَا لَيْلَةُ الْقَدْرِ ○ لَيْلَةُ الْقَدْرِ

(۱) عبد القادر جیلانی، غنیۃ الطالبین: ۴۷۵، ۴۷۶

(۲) دیلمی، الفردوس بمأثور الخطاب، ۱: ۱۷۳، رقم: ۶۴۷

خَيْرٌ مِّنْ أَلْفِ شَهْرٍ ۖ تَنَزَّلُ الْمَلَائِكَةُ وَالرُّوحُ فِيهَا بِإِذْنِ رَبِّهِمْ مِّنْ كُلِّ أَمْرٍ ۚ سَلَامٌ هِيَ حَتَّىٰ مَطْلَعِ الْفَجْرِ ۝^(۱)

”بیشک ہم نے اس (قرآن) کو شب قدر میں اتارا ہے ۝ اور آپ کیا سمجھے ہیں (کہ) شب قدر کیا ہے؟ شب قدر (فضیلت و برکت اور اجر و ثواب میں) ہزار مہینوں سے بہتر ہے ۝ اس (رات) میں فرشتے اور روح الامین (جبرائیل) اپنے رب کے حکم سے (خیر و برکت کے) ہر امر کے ساتھ اترتے ہیں ۝ یہ (رات) طلوع فجر تک (سراسر) سلامتی ہے ۝“

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضور نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: ”جس رات لیلۃ القدر ہوتی ہے اللہ تعالیٰ سیدنا جبریل امین علیہ السلام کو حکم دیتا ہے اور وہ ملائکہ کے جھرمٹ میں زمین کی طرف اترتے ہیں۔ ان ملائکہ کے پاس سبز جھنڈے ہوتے ہیں جو وہ بیت اللہ کی چھت پر گاڑ دیتے ہیں۔ سیدنا جبریل امین علیہ السلام کے سو پر ہیں جن میں سے وہ دو پر صرف اسی رات کھولتے ہیں۔ وہ دو پر مشرق و مغرب سے تجاوز کر جاتے ہیں۔ جبریل امین علیہ السلام اس رات فرشتوں کو ابھارتے ہیں، چنانچہ وہ فرشتے ہر اس بندے سے سلام کرتے ہیں جو کھڑا ہو یا بیٹھا ہو، نماز پڑھ رہا ہو یا ذکر میں مشغول ہو وہ ان لوگوں سے مصافحہ کرتے ہیں اور ان کی دعاؤں پر آمین کہتے ہیں یہاں تک کہ صبح ہو جاتی ہے، پھر صبح ہو جاتی ہے تو سیدنا جبریل امین علیہ السلام فرشتوں کو آواز دے کر کہتے ہیں کہ بس اب چلو فرشتے عرض کرتے ہیں کہ اے جبرئیل! اللہ تعالیٰ نے امت محمدیہ کے مومنوں کی ضروریات کے بارے میں کیا فیصلہ فرمایا؟ سیدنا جبریل امین علیہ السلام کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے انہیں نظر رحمت سے دیکھتے ہوئے ان سے درگزر فرمایا اور انہیں بخش دیا ہے، سوائے چار اشخاص کے۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کہتے ہیں کہ ہم نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ وہ چار اشخاص کون ہیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: عادی شراب خور، والدین کا نافرمان، رشتے ناتے

توڑنے والا اور مشاحن، ہم نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ مشاحن سے کون مراد ہے؟
فرمایا: کینہ ور (دل میں بغض رکھنے والا)۔“ (۱)

اس کے علاوہ بھی متعدد احادیث مبارکہ میں شب قدر میں فرشتوں کے زمین پر اترنے کے بارے میں تفصیل بیان ہوئی ہے۔ بعض روایات میں ہے کہ جبریل علیہ السلام اس رات عبادت کرنے والوں سے مصافحہ کرتے ہیں جس کی نشانی یہ ہوتی ہے کہ بدن کے روئگئے کھڑے ہو جاتے ہیں، دل میں رقت پیدا ہوتی ہے اور آنکھوں سے آنسو جاری ہو جاتے ہیں۔ لہذا جو شخص اس رات بیدار رہتا ہے اور عبادت گزاری کرتا ہے وہ اللہ تعالیٰ کے ہاں بزرگی اور مرتبہ والا شخص ہوتا ہے اور اس رات جو عبادت کی جاتی ہے وہ دوسری راتوں کی عبادت سے شرف و مرتبہ میں نہ صرف بہت زیادہ بڑھ جاتی ہے بلکہ اس عبادت کے ذریعے اگلے پچھلے سب گناہ معاف ہو جاتے ہیں۔ امام مسلم علیہ الرحمۃ (۲۰۶-۲۶۱ھ) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ حضور نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

مَنْ قَامَ لَيْلَةَ الْقَدْرِ إِيمَانًا وَ احْتِسَابًا غُفِرَ لَهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهِ۔ (۲)

”جو شخص شب قدر میں ایمان کے ساتھ ثواب حاصل کرنے کی غرض سے کھڑا ہو اس کے سابقہ گناہ بخش دیے جائیں گے۔“

شب قدر میں بھی شب بیداری کا کوئی خاص طریقہ اور عبادت مقرر نہیں ہے

(۱) ۱- بیہقی، شعب الایمان، ۳: ۳۳۵، ۳۳۶، رقم: ۳۶۹۵

۲- منذری، الترغیب والترہیب، ۲: ۹۹، ۱۰۰، رقم: ۲۳

(۲) ۱- مسلم، الصحيح، کتاب صلاة المسافرين و قصرها، باب الترغیب فی قیام رمضان و هو التراویح، ۱: ۵۲۳، ۵۲۴، رقم: ۷۶۰

۲- نسائی، السنن، کتاب الصیام، باب ثواب من قام رمضان و صامه ایمانا و احتساباً و الاختلاف علی الذہری فی الخبر فی ذلك، ۴:

۱۱۶، رقم: ۲۱۹۳۔

اپنے طبعی ذوق کے ساتھ جس طرح ممکن ہو اللہ تعالیٰ کو یاد کیا جائے۔ مناسب یہ ہے کہ جتنی دیر جاگنا مقصود ہو اس کے تین حصے کر لیے جائیں۔ ایک حصہ میں نوافل پڑھے جائیں، دوسرے میں تلاوت قرآن میں مشغول رہا جائے اور تیسرا حصہ استغفار، درود شریف، دعا و ذکر اللہ میں گزارا جائے جیسا کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

أَتْلُ مَا أُوْحِيَ إِلَيْكَ مِنَ الْكِتَابِ وَأَقِمِ الصَّلَاةَ إِنَّ الصَّلَاةَ تَنْهَى
عَنِ الْفَحْشَاءِ وَالْمُنْكَرِ وَالَّذِكْرُ لِلَّهِ أَكْبَرُ وَاللَّهُ يَعْلَمُ مَا
تَصْنَعُونَ ۝ (۱)

”(اے حبیب مکرم!) آپ وہ کتاب پڑھ کر سنائیے جو آپ کی طرف (بذریعہ) وحی بھیجی گئی ہے، اور نماز قائم کیجئے، بیشک نماز بے حیائی اور برائی سے روکتی ہے، اور واقعی اللہ کا ذکر سب سے بڑا ہے، اور اللہ ان (کاموں) کو جانتا ہے جو تم کرتے ہو۔“

اس آیت کریمہ میں انہی تین عبادتوں نماز، تلاوت قرآن اور ذکر الہی کو ایک جگہ جمع فرما دیا گیا ہے:

(۱) شب قدر کی مسنون دعا

لیلة القدر میں ایک خاص دعا مانگنے کے حوالے سے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا روایت کرتی ہیں کہ میں نے حضور نبی اکرم ﷺ سے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ اگر مجھے شب قدر معلوم ہو جائے تو اس میں کیا دعا مانگوں۔ آپ ﷺ نے فرمایا یہ دعا مانگو:

اللَّهُمَّ إِنَّكَ عَفُوٌّ تُحِبُّ الْعَفْوَ، فَاعْفُ عَنِّي۔ (۲)

(۱) العنکبوت، ۲۹: ۴۵

(۲) ترمذی، الجامع الصحیح، أبواب الدعوات، باب ماجاء فی عقد

التسبیح بالید، ۵: ۴۹۰، رقم: ۳۵۱۳

”یا اللہ! تو بہت معاف کرنے والا ہے، عفو و درگزر کو پسند کرتا ہے پس مجھے معاف فرمادے۔“

لیلۃ القدر کون سی رات اللہ تعالیٰ نے اس امر کو مخفی رکھا ہے۔ حضور نبی اکرم ﷺ نے بھی اس کا کوئی مستقل تعین نہیں فرمایا۔ جمہور علماء کی رائے یہ ہے کہ ستائیسویں رات کا لیلۃ القدر ہونا زیادہ اغلب ہے۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا روایت کرتی ہیں کہ حضور نبی اکرم ﷺ نے فرمایا:

تَحَرُّوا لَيْلَةَ الْقَدْرِ فِي الْوَتْرِ، مِنَ الْعَشْرِ الْأَوَّخِرِ مِنْ رَمَضَانَ۔^(۱)
 ”شب قدر کو رمضان کے آخری عشرے کی طاق راتوں میں تلاش کیا کرو۔“

جمہور علماء کے نزدیک آخری عشرہ اکیسویں رات سے شروع ہوتا ہے، چونکہ اسلامی مہینہ ۲۹ یا ۳۰ کا ہوتا ہے، اس حساب سے حدیث بالا کے مطابق شب قدر کی تلاش ۲۱، ۲۳، ۲۵، ۲۷، ۲۹ ویں راتوں میں کرنا چاہیے۔ ان تمام روایات و واقعات سے یہ نتیجہ حاصل ہوتا ہے کہ اول تو ہمیں سارے رمضان کی راتوں میں اللہ تعالیٰ کی اطاعت و عبادت میں لگے رہنا چاہیے۔ اگر یہ مشکل ہو تو آخری عشرے کی طاق راتوں میں شب قدر کی جستجو کرنی چاہیے۔ اگر یہ بھی دشوار ہو تو آخری درجہ یہ ہے کہ کم از کم ستائیسویں شب کو ضرور ہی اس کی جستجو میں کرنی چاہیے۔ حقیقت یہ ہے کہ یہ بہت بڑی دولت ہے جس کا حصول بہت بڑی سعادت ہے۔ اس کے مقابلہ میں دنیا بھر کی نعمتیں اور راحتیں ہیچ ہیں اور اس سے محرومی بڑی شقاوت اور بد نصیبی کی بات ہے۔ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ حضور نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

إِنَّ هَذَا الشَّهْرَ قَدْ خَضَرَكُمْ وَ فِيهِ لَيْلَةٌ خَيْرٌ مِنْ أَلْفِ شَهْرٍ مَنْ

(۱) بخاری، الصحيح، کتاب صلاة التراويح، باب تَحَرِّي لَيْلَةِ الْقَدْرِ فِي

الوتر من العشر الأواخر، ۲: ۷۱۰، رقم: ۱۹۱۳

حُرْمَهَا فَقَدْ حُرِّمَ الْخَيْرُ كُلُّهُ، وَلَا يُحْرَمُ خَيْرُهَا إِلَّا مَحْرُومٌ۔^(۱)

”یہ مہینہ تم پر آ گیا ہے اس میں ایک رات ہے جو ہزار مہینوں سے افضل ہے جو اس رات سے محروم رہا وہ تمام نیکیوں سے محروم رہا اور محروم وہی رہے گا جس کی قسمت میں محرومی ہے۔“

لیلة القدر کی جستجو بڑی سعادت کی بات ہے کوشش کرنی چاہیے کہ ان راتوں میں مغرب، عشاء اور فجر کی نماز جماعت کے ساتھ پڑھی جائے۔ بعض احادیث مبارکہ سے معلوم ہوتا ہے کہ جو شخص ان راتوں میں مغرب، عشاء اور فجر کی نماز جماعت کے ساتھ پڑھے اسے شب قدر کا کسی قدر حصہ مل جاتا ہے، چنانچہ حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

من صلی المغرب و العشاء فی جماعة حتی ینقضی شهر رمضان فقد أصاب من لیلة القدر بحظ وافر۔^(۲)

”جس شخص نے سارے رمضان مغرب اور عشاء جماعت کے ساتھ پڑھی اس نے شب قدر کا وافر حصہ پالیا۔“

(۲) شب قدر کی علامات

احادیث مبارکہ میں شب قدر کی کچھ علامات ذکر کی گئی ہیں ان میں سے چند ایک یہاں ذکر کی جاتی ہیں۔ حضرت عکرمہ بن عباس رضی اللہ عنہما روایت کرتے ہیں کہ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

www.MinhajBooks.com

(۱) ابن ماجہ، السنن، کتاب الصیام، باب ماجاء فی فضل شهر رمضان،

۲: ۳۰۸، ۳۰۹، رقم: ۱۶۴۴

(۲) بیہقی، شعب الإیمان، ۳: ۳۴۰، رقم: ۳۷۰۷

فی لیلة القدر: لیلة سمحة طلقة لا حارة ولا باردة تصبح شمسها

صبيحها ضعيفة حمراء۔^(۱)

”شب قدر میں ایک نرم چمکدار رات ہے نہ گرم نہ سرد اس کی صبح سورج کمزور شعاعوں کے ساتھ سرخ طلوع ہوتا ہے۔“

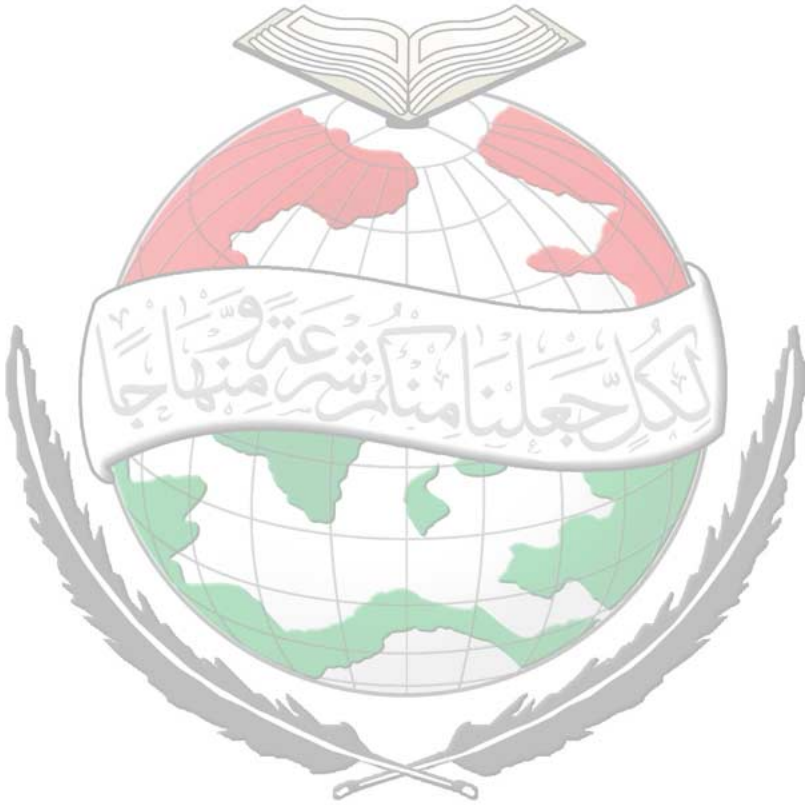
الغرض جو کوئی لیلة القدر کے فیوض و برکات کا طالب ہو اسے چاہیے کہ وہ سال کی ہر رات میں قیام کرے حضرت زر بن حبیش علیہ الرحمہ (جو اکابر تابعین میں سے ہیں) بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ سے کہا کہ آپ کے بھائی عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: جو شخص تمام سال قیام کرے گا وہ لیلة القدر کو پالے گا۔ حضرت کعب رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ ابن مسعود رضی اللہ عنہ پر رحم فرمائے، ان کا ارادہ یہ تھا کہ کہیں لوگ ایک رات پر تکیہ کر کے نہ بیٹھ جائیں ورنہ وہ خوب جانتے تھے کہ لیلة القدر رمضان میں ہے اور رمضان کے آخری عشرے میں ہے اور اغلب طور پر وہ رمضان کی ستائیسویں شب ہے، پھر انہوں نے بغیر انشاء اللہ کہے قسم کھا کر کہا کہ لیلة القدر رمضان کی ستائیسویں شب ہی ہے۔ میں نے کہا: اے ابوالمہر تم یہ بات اتنے یقین سے کس وجہ سے کہہ رہے ہو؟ انہوں نے کہا اس دلیل یا اس نشانی کی بنا پر جو رسول اللہ ﷺ نے ہمیں بتائی ہے اور وہ یہ ہے کہ اس رات کے بعد جب سورج طلوع ہوتا ہے تو اس میں شعائیں نہیں ہوتیں۔“^(۲)

خلاصہ کلام یہ ہے کہ لیلة القدر اپنی گونا گوں خصوصیات کی بنا پر ایک انتہائی بابرکت رات ہے، اس رات کو غنیمت جانتے ہوئے جس طرح بھی بن پڑے اپنے مولا کو منانے کی فکر کرنی چاہئے اور اس مبارک رات کی قدر کرنی چاہئے۔ اپنے گناہوں کی معافی

(۱) بیہقی، شعب الإیمان، ۳: ۳۳۴، رقم: ۳۶۹۳

(۲) مسلم، الصحيح، کتاب الصیام، باب فضل لیلة القدر، ۲: ۸۲۸، رقم:

مانگنی چاہیے اور ایسا طرز عمل ہرگز اختیار نہیں کرنا چاہئے جس سے اللہ تعالیٰ ناراض ہو اور انسان اس رات کے فیوض و برکات سے محروم ہو جائے کیونکہ اس سے محرومی بہت بڑی سعادت سے محرومی ہے۔



www.MinhajBooks.com

باب پنجم

تلاوت قرآن

www.MinhajBooks.com



www.MinhajBooks.com

قرآن حکیم وہ کتاب روشن ہے جس کے اندر معانی و معارف کے سمندر پنہاں ہیں۔ اس کا حرف حرف لازوال حکمتوں سے معمور ہے۔ یہ کلام الہی ہے اور جس طرح ذات باری تعالیٰ ہر نقص و عیب سے پاک ہے اسی طرح اس کا کلام بھی ہر نقص و عیب سے مبرا اور شک و شبہ سے بالاتر ہے۔ جس طرح اللہ ﷻ تمام عالمین کا رب اور جملہ مخلوق کا روزی رسا ہے اسی طرح اس کا کلام بھی تمام عالم انسانیت کے لئے سرچشمہ ہدایت ہے۔ یہ کتاب ایک مکمل ضابطہ حیات ہے۔ اور اس پر عمل پیرا ہوئے بغیر کوئی مسلمان مسلمان نہیں رہ سکتا۔ یہ اقوام عالم کو زندگی گزارنے کا وہ راستہ بتاتی ہے جو بالکل سیدھا ہے۔ دنیا و عقبیٰ کے تمام مرحلے اس کے متعین کئے ہوئے راستے پر گامزن ہونے سے طے ہوتے ہیں۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

إِنَّ هَذَا الْقُرْآنَ يَهْدِي لِلَّتِي هِيَ أَقْوَمُ (۱)

”بے شک یہ قرآن اس (منزل) کی رہنمائی کرتا ہے جو سب سے درست ہے۔“

جیسا کہ اوپر بیان ہوا قرآن حکیم کی تعلیمات پر عمل پیرا ہونے سے ہی ایک مسلمان حقیقی معنی میں مسلمان بنتا ہے۔ بقول علامہ اقبال:

www.MinhajBooks.com
اللہ کرے تجھ کو عطا جدت کردار

قرآن حکیم، نوع انسانی کے لئے اللہ تعالیٰ کا آخری پیغام ہے جو پیمبرِ آخر و

(۱) بنی اسرائیل، ۹: ۱

اعظم سیدنا محمد رسول اللہ ﷺ پر نازل ہوا۔ اس پیغام کو سمجھنا ہر انسان کی ذمہ داری اور ہر مسلمان کی دینی ضرورت ہے۔ بطور خاص اہل اسلام پر یہ فریضہ عائد ہوتا ہے کہ وہ خود بھی اس کے اوامر و نواہی اور احکام کو سمجھیں اور دوسروں کو بھی اس کی تعلیم دیں۔ یہ سب تعلق بالقرآن کے بغیر ممکن نہیں۔

قرآن حکیم کے ساتھ تعلق استوار کرنے کا بہترین ذریعہ اس کتاب الہی کی تلاوت ہے۔ اس سے کماحقہ استفادہ کے لئے ضروری ہے کہ اسے غور و فکر کے ساتھ پڑھا جائے اور اس میں تدبر کیا جائے۔ تلاوت قرآن حکیم کے لئے یہ بھی ضروری ہے کہ ہر حرف کو صحیح مخرج سے ادا کیا جائے جو قواعد تجوید جانے بغیر ممکن نہیں لہذا علم التجوید کا سیکھنا ہر مسلمان کا دینی فریضہ بھی ہے۔

قرآن حکیم ہی وہ یکتا اور منفرد کتاب ہے جس کا حرف حرف حفاظ کے سینوں میں محفوظ ہے اور اس کو یاد کرنے اور زبانی پڑھنے والے تمام دنیا میں موجود ہیں۔ یہ قرآن کا منفرد اعجاز ہے جس کا دعویٰ اس کے علاوہ دنیا کی کوئی کتاب نہیں کر سکتی۔ کوئی آسمانی صحیفہ اور کتاب ایسی نہیں جس کا پورا متن اتنی کثرت سے پڑھا جاتا ہو۔ یہ اعزاز اور فضیلت صرف قرآن حکیم کو ہی حاصل ہے کہ اس کا ایک حرف پڑھنے والے کے نامہ اعمال میں دس نیکیاں لکھی جاتی ہیں، ملائکہ اس کی تلاوت سننے کے لئے زمین پر اترتے ہیں، قرآن حکیم کی تلاوت کرنے والے کی تمام خطائیں معاف کر دی جاتی ہیں، اسے عزت و بزرگی کا لباس پہنایا جاتا ہے، اس پر جنت کے دروازے کھول دیئے جاتے ہیں اور ہر آیت کی تلاوت کے بدلے اس کی نیکیاں بڑھا دی جاتی ہیں۔

تلاوت قرآن خود قرآن کے آئینے میں

یہ اللہ تعالیٰ کا احسانِ عظیم ہے کہ اس نے مسلمانوں کو قرآن حکیم جیسی نعمتِ عظمیٰ سے نوازا، اس کی قدر کرنے اور اس پر عمل پیرا ہونے والے کو دنیا و آخرت میں طرح

طرح کے انعامات و کرامات کا مستحق ٹھہرایا۔ قرآن حکیم کے الفاظ اور معانی دونوں وحی ہیں۔ قراءت الفاظ کی کی جاتی ہے جبکہ معانی کو متن قرآن کے حوالے سے سمجھا جاتا ہے۔ لفظ قرآن قرء سے اسم مبالغہ ہے جس کا معنی ہے وہ کتاب جسے بہت زیادہ پڑھا جائے یا بار بار پڑھا جائے۔ تلاوت قرآن وہ عظیم سعادت ہے جس کی فضیلت خود قرآن میں جا بجا بیان ہوئی ہے۔ متعدد آیات میں قرآن پڑھنے کا حکم دیا گیا ہے:

۱۔ اِقْرَأْ بِاسْمِ رَبِّكَ الَّذِي خَلَقَ (۱)

”اے حبیب! اپنے رب کے نام سے (آغاز کرتے ہوئے) پڑھیے جس نے (ہر چیز کو) پیدا فرمایا“

۲۔ اِقْرَأْ وَرَبُّكَ الْأَكْرَمُ (۲)

”پڑھیے اور آپ کا رب بڑا ہی کریم ہے“

۳۔ وَرَتِّلِ الْقُرْآنَ تَرْتِيلاً (۳)

”اور قرآن خوب ٹھہر ٹھہر کر پڑھا کریں“

۴۔ اَتْلُ مَا أُوحِيَ إِلَيْكَ مِنَ الْكِتَابِ (۴)

”اے حبیب مکرم! آپ وہ کتاب پڑھ کر سنائیے جو آپ کی طرف (بذریعہ) وحی بھیجی گئی ہے۔“

تلاوتِ قرآن چہاگانہ فرائضِ نبوت میں سے ایک ہے۔ اس کی ایک بہت

www.MinhajBooks.com

(۱) العلق، ۹۶: ۱

(۲) العلق، ۹۶: ۳

(۳) المزمل، ۴۳: ۴

(۴) العنکبوت، ۲۹: ۴۵

بڑی خوبی یہ ہے کہ یہ دل پر اثر انداز ہو کر انسان کی دل کی دنیا میں انقلاب بپا کر دیتی ہے۔ اگر قرآن حکیم کی تلاوت تفکر و تدبر کے ساتھ کی جائے تو انسان اس کے مفاہیم و مطالب تک رسائی حاصل کر لیتا ہے۔

تلاوت قرآن کی فضیلت و اہمیت کا بیان چند آیات کریمہ کی روشنی میں درج ذیل پہلوؤں پر مشتمل ہے:

۱۔ تلاوت قرآن فریضہ نبوت ہے

قرآن حکیم حضور رحمت عالم ﷺ پر تمام بنی نوع انسان کی طرف الوہی پیغام ہدایت کے طور پر اتارا گیا۔ آپ ﷺ کے فرائض نبوت میں یہ شامل کر دیا گیا کہ آپ ﷺ عالم انسانی کو تلاوت آیات کے ذریعے اس پیغام خداوندی سے آگاہ کریں۔ آپ ﷺ کے فریضہ تلاوت آیات کو دیگر فرائض نبوت کے ساتھ درج ذیل آیات کریمہ میں بیان کیا گیا:

۱۔ رَبَّنَا وَابْعَثْ فِيهِمْ رَسُولًا مِنْهُمْ يَتْلُو عَلَيْهِمْ آيَاتِكَ وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتَابَ وَالْحِكْمَةَ وَيُزَكِّيهِمْ إِنَّكَ أَنْتَ الْعَزِيزُ الْحَكِيمُ ۝^(۱)

”اے ہمارے رب! ان میں انہی میں سے (وہ آخری اور برگزیدہ) رسول (ﷺ) مبعوث فرما جو ان پر تیری آیتیں تلاوت فرمائے اور انہیں کتاب اور حکمت کی تعلیم دے (کردانائے راز بنا دے) اور ان (کے نفوس و قلوب) کو خوب پاک صاف کر دے، بے شک تو ہی غالب حکمت والا ہے“

۲۔ كَمَا أَرْسَلْنَا فِيكُمْ رَسُولًا مِنْكُمْ يَتْلُو عَلَيْكُمْ آيَاتِنَا وَيُزَكِّيكُمْ وَيُعَلِّمُكُمُ الْكِتَابَ وَالْحِكْمَةَ وَيُعَلِّمُكُم مَّا لَمْ تَكُونُوا تَعْلَمُونَ ۝^(۲)

(۱) البقرہ، ۲: ۱۲۹

(۲) البقرہ، ۲: ۱۵۱

”اسی طرح ہم نے تمہارے اندر تم ہی میں سے (اپنا) رسول بھیجا جو تم پر ہماری آیتیں تلاوت فرماتا ہے اور تمہیں (نفساً و قلباً) پاک صاف کرتا ہے اور تمہیں کتاب کی تعلیم دیتا ہے اور حکمت و دانائی سکھاتا ہے اور تمہیں وہ (اسرارِ معرفت و حقیقت) سکھاتا ہے جو تم نہ جانتے تھے“

۳۔ لَقَدْ مَنَّ اللَّهُ عَلَى الْمُؤْمِنِينَ إِذْ بَعَثَ فِيهِمْ رَسُولًا مِّنْ أَنفُسِهِمْ يَتْلُوا عَلَيْهِمْ آيَاتِهِ وَيُزَكِّيهِمْ وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتَابَ وَالْحِكْمَةَ وَإِنْ كَانُوا مِن قَبْلُ لَفِي ضَلَالٍ مُّبِينٍ ۝ (۱)

”بے شک اللہ نے مسلمانوں پر بڑا احسان فرمایا کہ ان میں انہی میں سے (عظمت والا) رسول (ﷺ) بھیجا جو ان پر اس کی آیتیں پڑھتا اور انہیں پاک کرتا ہے اور انہیں کتاب و حکمت کی تعلیم دیتا ہے اگرچہ وہ لوگ اس سے پہلے کھلی گمراہی میں تھے“

۲۔ حق تلاوت ادا کرنے والوں کو اُلوہی عنایات کی نوید

قرآن حکیم ان بندوں کا ذکر بطور خاص فرماتا ہے جو کتاب اللہ کو اس کے تمام تر آداب اور حقوق کے ساتھ پڑھتے ہیں۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

۱۔ الَّذِينَ اتَّيَسُّهُمْ الْكِتَابُ يَتْلُونَهُ حَقَّ تِلَاوَتِهِ۔ (۲)

”وہ اسے اس طرح پڑھتے ہیں جیسے پڑھنے کا حق ہے۔“

تلاوت قرآن کا حق کما حقہ ادا کرنے والے بندوں پر اللہ تعالیٰ کی بے پناہ نوازشات و عنایات ہوتی ہیں۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

(۱) آل عمران، ۳: ۱۶۴

(۲) البقرة، ۲: ۱۲۱

۲۔ اِنَّ الَّذِيْنَ يَتْلُوْنَ كِتَابَ اللّٰهِ وَاَقَامُوا الصَّلٰوةَ وَاَنْفَقُوا مِمَّا رَزَقْنٰهُمْ سِرًّا وَعَلٰنِيَةً يَّرْجُوْنَ تِجَارَةً لَّنْ تَبُوْرَ ۝ لِّيُوَفِّيَهُمْ اُجُوْرَهُمْ وَيَزِيْدَهُمْ مِّنْ فَضْلِهٖ ط اِنَّهٗ غَفُوْرٌ شَكُوْرٌ ۝ (۱)

”بے شک جو لوگ اللہ کی کتاب کی تلاوت کرتے ہیں اور نماز قائم رکھتے ہیں اور جو کچھ ہم نے انہیں عطا کیا ہے اس میں سے خرچ کرتے ہیں، پوشیدہ بھی اور ظاہر بھی، اور ایسی (اُخروی) تجارت کے امیدوار ہیں جو کبھی خسارے میں نہیں ہوگی ۝ تاکہ اللہ ان کا اجر انہیں پورا پورا عطا فرمائے اور اپنے فضل سے انہیں مزید نوازے، بے شک اللہ بڑا بخشنے والا، بڑا ہی شکر قبول فرمانے والا ہے“ ۝

۳۔ تلاوت قرآن کا اثر

قرآن حکیم نے تلاوت قرآن سے مستفیض ہونے والے لوگوں پر جو کیفیات طاری ہوتی ہیں ان کو بیان کرتے ہوئے حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ جو لوگ تلاوت قرآن کو غور سے سنتے، سمجھتے اور پھر اس پر عمل پیرا ہوتے ہیں، انہیں یہ خوشخبری سنائی جائے:

۱۔ فَبَشِّرْ عِبَادِ ۝ الَّذِيْنَ يَسْتَمِعُوْنَ الْقَوْلَ فَيَتَّبِعُوْنَ اَحْسَنَهٗ ط اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ هَدٰىهُمُ اللّٰهُ وَاُولٰٓئِكَ هُمْ اُولُوْا الْاَلْبَابِ ۝ (۲)

”پس آپ میرے بندوں کو بشارت دے دیجئے ۝ جو لوگ بات کو غور سے سنتے ہیں، پھر اس کے بہتر پہلو کی اتباع کرتے ہیں یہی وہ لوگ ہیں جنہیں اللہ نے ہدایت فرمائی ہے اور یہی لوگ عقل مند ہیں ۝“

(۱) فاطر، ۳۵: ۲۹، ۳۰

(۲) الزمر، ۳۹: ۱۷، ۱۸

۲۔ وَإِذَا سَمِعُوا مَا أُنْزِلَ إِلَى الرَّسُولِ تَرَىٰ أَعْيُنُهُمْ تَفِيضُ مِنَ الدَّمْعِ ۚ (۱)

”اور (یہی وجہ ہے کہ ان میں سے بعض سچے عیسائی) جب اس (قرآن) کو سنتے ہیں جو رسول (ﷺ) کی طرف اتارا گیا ہے تو آپ ان کی آنکھوں کو اشک ریز دیکھتے ہیں۔“

حضرت وہیب بن ورد علیہ الرحمۃ نے فرمایا: ”ہم نے ان احادیث اور مواضع میں غور کیا تو قرآن حکیم کی قراءت اس کی سمجھ اور تدبیر سے بڑھ کر کسی چیز کو دلوں کو نرم کرنے والا اور غم کو لانے والا نہیں پایا۔ اس طرح قرآن حکیم سے متاثر ہونے کا مطلب یہ ہے کہ بندہ اس کی صفت سے موصوف ہو جائے۔“ (۲)

۳۔ وَإِذْ نَقَّيْنَا الْجَبَلَ فَوْقَهُمْ كَأَنَّهُ ظُلَّةٌ وَظَنُّوا أَنَّهُ وَاقِعٌ بِهِمْ ۚ خُذُوا مَا آتَيْنَاكُمْ بِقُوَّةٍ ۖ وَادْكُرُوا مَا فِيهِ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُونَ ۝ (۳)

”اور (وہ وقت یاد کیجئے) جب ہم نے ان کے اوپر پہاڑ کو (یوں) بلند کر دیا جیسا کہ وہ (ایک) سائبان ہو اور وہ (یہ) گمان کرنے لگے کہ ان پر گرنے والا ہے۔ (سو ہم نے ان سے فرمایا، ڈرو نہیں بلکہ) تم وہ (کتاب) مضبوطی سے (عملاً) تھامے رکھو جو ہم نے تمہیں عطا کی ہے اور ان (احکام) کو (خوب) یاد رکھو جو اس میں (مذکور) ہیں تاکہ تم (عذاب سے) بچ جاؤ۔“

۴۔ وَيَسِّرُ الْيُسْرَىٰ لِلنَّاسِ لَعَلَّهُمْ يَتَذَكَّرُونَ ۝ (۴)

”اور اپنی آیتیں لوگوں کے لئے کھول کر بیان فرماتا ہے تاکہ وہ نصیحت حاصل کریں۔“

(۱) المائدة: ۵: ۸۳

(۲) غزالی، إحياء علوم الدين، ۱: ۱۴۷

(۳) الاعراف، ۷: ۱۷۱

(۴) البقرة، ۲: ۲۲۱

احادیثِ نبوی ﷺ میں تلاوتِ قرآن کی فضیلت

تلاوتِ قرآن کی اہمیت و فضیلت اور افادیت کا بیان بہت سی احادیث میں وارد ہوا ہے۔ جیسا کہ پہلے بیان ہو چکا حضور نبی اکرم ﷺ صاحبِ قرآن ہیں۔ اور تلاوت قرآن آپ ﷺ کے فرائضِ نبوت کا اہم حصہ تھا۔ جبریل امین ہر رمضان المبارک میں آپ ﷺ کے ساتھ قرآن کریم کا دور فرماتے تھے۔ آقائے کائنات ﷺ صحابہ کرام ؓ کو قرآن پڑھنے کی ترغیب کے ساتھ اس میں غور و فکر کی تلقین فرماتے۔ آپ ﷺ اپنی زبان حق ترجمان سے قرآن کی جو تفسیر بیان فرماتے صحابہ کرام ؓ اپنے سینوں میں محفوظ کر لیتے۔ وہ اسی نبوی تفسیر کی روشنی میں قرآن کا مطالعہ کرتے اور آیاتِ ربانی میں غور و فکر کرتے۔ ان کی تلاوت قرآن اور محبت قرآن کا یہ عالم تھا کہ ہزار ہا صحابہ کرام حفاظِ قرآن بن گئے۔ اس تاریخی پس منظر سے حدیثِ نبوی ﷺ میں قراءت و تلاوت قرآن کی اہمیت کا اندازہ ہو سکتا ہے۔ فضائلِ قرآن پر بہت سی احادیثِ مبارکہ موجود ہیں، ان میں سے چند احادیث درج ذیل ہیں:

۱۔ تلاوتِ قرآن افضل ترین عبادت ہے

انسان کی تخلیق کا مقصد اللہ تعالیٰ کی عبادت ہے، عبادت کی مختلف صورتیں ہیں۔ ہر صورت کا اپنا رنگ اور ذوق ہے۔ ہر ایک کی اپنی فضیلت ہے۔ تلاوتِ قرآن افضل ترین عبادت میں سے ہے۔ حضرت نعمان بن بشیر ؓ بیان کرتے ہیں کہ حضور نبی اکرم ﷺ نے فرمایا:

أَفْضَلُ عِبَادَةٍ أَمَّتِي قِرَاءَةُ الْقُرْآنِ۔^(۱)

”میری امت کی سب سے افضل عبادت تلاوتِ قرآن ہے۔“

(۱) بیہقی، شعب الایمان، ۲: ۳۵۴، رقم: ۲۰۲۲

۲۔ ایک حرف کی تلاوت پر دس نیکیاں

تلاوتِ قرآن کے اجر و ثواب کا یہ عالم ہے کہ ایک ایک حرف کی تلاوت پر دس نیکیاں لکھی جاتی ہیں۔ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

مَنْ قَرَأَ حَرْفًا مِنْ كِتَابِ اللَّهِ فَلَهُ بِهِ حَسَنَةٌ، وَالْحَسَنَةُ بِعَشْرِ أَمْثَالِهَا، لَا أَقُولُ الْم حَرْفٌ، وَلَكِنْ أَلِفٌ، حَرْفٌ وَلَامٌ حَرْفٌ وَمِيمٌ حَرْفٌ۔^(۱)

”جس نے کتاب اللہ کا ایک حرف پڑھا اس کے لئے اس کے عوض ایک نیکی ہے اور ایک نیکی کا ثواب دس گنا ہوتا ہے۔ میں نہیں کہتا الم ایک حرف ہے، بلکہ الف ایک حرف، لام ایک حرف اور میم ایک حرف ہے۔“

۳۔ تلاوتِ قرآن سے سیکینہ کا نزول

تلاوتِ قرآن کی برکت سے سیکینہ نازل ہوتی ہے۔ حضرت براء رضی اللہ عنہ روایت بیان کرتے ہیں کہ ایک شخص سورہ کہف پڑھ رہا تھا اور اس کے قریب ہی ایک گھوڑا دو رسیوں سے بندھا ہوا تھا، اتنے میں ایک بادل اس پر سایہ فگن ہو گیا، وہ بادل قریب ہوتا گیا اور اس کا گھوڑا بدکنے لگا۔ جب صبح ہوئی وہ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے اس کا تذکرہ کیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: وہ سیکینہ تھی جو تلاوتِ قرآن کے باعث اتری تھی۔“^(۲)

(۱) ترمذی، الجامع الصحیح، أبواب فضائل القرآن، باب ما جاء فیمن قرأ

حرفاً من القرآن، ۵: ۳۳، رقم: ۲۹۱۰

(۲) ۱۔ بخاری، الصحیح، کتاب فضائل القرآن، باب فضل سورة

الکہف، ۴: ۱۹۱۲، رقم: ۴۷۲۲

سکینہ سے مراد اللہ کی عطا کردہ وہ رحمت و طمانیت ہے جو قرآن حکیم کی تلاوت کرنے والے کے دل پر نازل ہوتی ہے اور وہ سکون محسوس کرتا ہے۔

۴۔ تلاوتِ قرآن سے فرشتوں کا نزول

فرشتے تلاوتِ قرآن سننے کے لئے زمین پر اترتے ہیں۔ حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ اسید بن حضیر رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ وہ رات کے وقت سورۃ البقرۃ پڑھ رہے تھے اور نزدیک ہی ان کا گھوڑا بندھا ہوا تھا۔ اسی اثناء میں گھوڑا بدکنے لگا۔ وہ خاموش ہو گئے تو وہ بھی رک گیا، وہ دوبارہ پڑھنے لگے تو گھوڑا پھر بدکنے لگا۔ وہ پھر خاموش ہو گئے تو گھوڑا ابھی ٹھہر گیا۔ جب تیسری بار پڑھنے پر بھی گھوڑا بدکا تو وہ رک گئے کیونکہ ان کا صاحبزادہ بچی گھوڑے کے قریب (سویا ہوا) تھا اور انہیں ڈر ہوا کہ گھوڑا اپنے سموں سے اسے کچل نہ دے۔ جب وہ لڑکے کو ہٹا چکے تو آسمان کی جانب دیکھا لیکن انہیں کچھ نظر نہ آیا۔ صبح کے وقت حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ واقعہ عرض کیا گیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اے ابنِ حضیر! پڑھو۔ اے ابنِ حضیر! پڑھو۔ وہ عرض گزار ہوئے: یا رسول اللہ! مجھے خدشہ لاحق ہوا کہ کہیں وہ بچی کو نہ کچل دے جو قریب ہی سویا ہوا تھا۔ لہذا میں نے سر اٹھا کر دیکھا اور اس کے پاس جا کر اسے ہٹایا۔ پھر میں نے آسمان کی جانب نگاہ اٹھائی تو ایک چھتری جیسی چیز دیکھی جس میں چراغ کی مانند کوئی چیز روشن تھی۔ جب میں باہر نکلا تو کوئی چیز نظر نہیں آرہی تھی۔ فرمایا تم جانتے ہو وہ کیا چیز تھی؟ انہوں نے نفی میں جواب دیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: وہ فرشتے تھے۔ اگر تم تلاوت جاری رکھتے تو وہ بھی صبح تک اس طرح رہتے اور لوگ بھی واضح طور پر ان کا مشاہدہ کرتے۔“ (۱)

..... ۲۔ مسلم، الصحيح، کتاب صلاة المسافرين و قصرها، باب نزول

السکينة لقراءة القرآن، ۱: ۵۴۷، رقم: ۷۹۵

(۱) بخاری، الصحيح، کتاب فضائل القرآن، باب نزول السکينة

والملائكة عند قراءة القرآن، ۴: ۱۹۱۶، رقم: ۴۷۳۰

۵۔ قرآن پڑھنے والے کا جنت میں اعزاز و اکرام

روزِ قیامت قرآنِ حکیم کی کثرت سے تلاوت کرنے اور اس کے معانی سمجھنے والوں کو عزت و شرف کے تاج اور لباس سے آراستہ کیا جائے گا اور حکم دیا جائے گا کہ جنت کے بلند درجوں میں چڑھتے چلے جائیں۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما روایت کرتے ہیں کہ حضور نبی اکرم ﷺ نے فرمایا:

يُقَالُ لِعَبْدٍ لِّصَاحِبِ الْقُرْآنِ: اقْرَأْ وَارْتَقِ وَرَتِّلْ كَمَا كُنْتَ تُرَتِّلُ فِي الدُّنْيَا، فَإِنَّ مَنْزِلَتَكَ عِنْدَ آخِرِ آيَةٍ تَقْرَأُ بِهَا۔^(۱)

”قرآن پڑھنے والے سے (جنت میں) کہا جائے گا: قرآن پڑھتا جا اور جنت میں منزل بہ منزل اوپر چڑھتا جا اور یوں ٹھہر ٹھہر کر پڑھ جیسے دنیا میں پڑھتا تھا، تیرا ٹھکانہ جنت میں وہاں پر ہوگا جہاں تو آخری آیت کی تلاوت ختم کرے گا۔“
حضرت ابوہریرہ ؓ سے روایت ہے کہ حضور نبی اکرم ﷺ نے فرمایا:

”روزِ قیامت صاحبِ قرآن (قرآن پڑھنے اور اس پر عمل کرنے والا) آئے گا تو قرآن کہے گا: اے رب! اسے زیور پہنا، تو حاملِ قرآن کو عزت کا تاج پہنایا جائے گا۔ قرآن پھر کہے گا: اے میرے رب! اسے اور بھی پہنا، تو اسے عزت و بزرگی کا لباس پہنایا جائے گا۔ پھر قرآن کہے گا: اے میرے مولا! اب تو اس سے راضی ہو جا (اس کی تمام خطائیں معاف فرما دے) تو اللہ تعالیٰ اس سے راضی ہو جائے گا اور اس سے کہا جائے گا: قرآن پڑھتا جا اور (جنت کے زینے) چڑھتا جا، اور ہر آیت کے بدلے میں اس کی نیکی بڑھتی جائے گی۔“^(۲)

(۱) ترمذی، الجامع الصحیح، أبواب فضائل القرآن، باب ماجاء فیمن قرأ

حرفاً من القرآن ماله من الأجر، ۵: ۳۶، رقم: ۲۹۱۴

(۲) ۱۔ ترمذی، الجامع الصحیح، أبواب فضائل القرآن عن رسول اللہ ﷺ، —

حضرت سہل بن معاذ ؓ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ حضور نبی اکرم ﷺ نے فرمایا:

”جس نے قرآن پاک پڑھا اور اس پر عمل بھی کیا اس کے ماں باپ کو قیامت کے دن ایک ایسا تاج پہنایا جائے گا جس کی روشنی اس دنیا میں لوگوں کے گھروں میں چمکنے والے سورج کی روشنی سے زیادہ تابناک اور حسین ہوگی۔ تو اس کے بارے میں تمہارا کیا خیال ہے جس نے خود اس پر عمل کیا؟ (یعنی اس کے ماں باپ کو تو تاج پہنایا جائے گا اور اس کا اپنا مقام کیا ہوگا وہ اللہ تعالیٰ ہی خوب جانتا ہے)۔“ (۱)

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ حضور نبی اکرم ﷺ نے فرمایا:

”جنت کے درجات قرآن کی آیات کی تعداد کے برابر ہیں۔ پس جنت میں داخل ہونے والوں میں سے کوئی ایک بھی درجہ میں قرآن پڑھنے والے سے اوپر والے درجہ میں نہیں ہوگا۔“ (۲)

اس حدیث مبارکہ سے معلوم ہوا کہ محب قرآن کو جنت میں انبیاء کے درجہ میں ان کی سنگت نصیب ہوگی۔

..... باب ما جاء فيمن قرأ حرفاً من القرآن ماله من الأجر، ۵: ۳۶، رقم: ۲۹۱۵

۲- حاکم، المستدرک، ۱: ۷۳۸، رقم: ۲۰۲۹

(۱) ۱- أبو داود، السنن، کتاب الصلاة، باب: في ثواب قراءة القرآن، ۱: ۵۴۰، رقم: ۱۴۵۳

۲- حاکم، المستدرک، ۱: ۷۵۶، رقم: ۲۰۸۵

(۲) ۱- ابن أبي شبيب، المصنف، ۶: ۱۲۰، رقم: ۲۹۹۵۲

۲- بیہقی، شعب الإيمان، ۲: ۳۴۷، رقم: ۱۹۹۸

۶۔ روزِ محشر قرآن حکیم کا شفاعت کرنا

روزِ قیامت تلاوتِ قرآن کا اہتمام کرنے والوں اور اس کے معافی سمجھنے والوں کی شفاعت قرآن حکیم خود فرمائے گا۔

حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ حضور نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: ”قیامت کے دن صیامِ رمضان اور قرآن دونوں بندہ کے لیے شفاعت کریں گے۔ صیامِ رمضان کہیں گے: اے میرے رب! ہم نے اس شخص کو دن کے وقت کھانے (پینے) اور (دوسری) نفسانی خواہشات سے روکے رکھا پس تو اس شخص کے متعلق ہماری شفاعت قبول فرما۔ اور قرآن فرمائے گا: اے میرے رب! میں نے اس شخص کو رات کے وقت جگائے رکھا پس اس کے متعلق میری شفاعت کو قبول فرما۔ آپ ﷺ نے فرمایا: پس ان دونوں کی شفاعت قبول کی جائے گی۔“ (۱)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

اقْرَءُوا الْقُرْآنَ فَإِنَّهُ نَعْمَ الشَّفِيعُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ۔ (۲)

” (اے لوگو!) قرآن پڑھو۔ بیشک قرآن قیامت کے روز نہایت ہی اچھا شفاعت کرنے والا ہے۔“

۷۔ قرآن حکیم اللہ تعالیٰ کا دسترخوان ہے

بلاشبہ و مثال جس طرح اس دنیا میں کسی دولت مند شخص کا دسترخوان انواع و اقسام کی اعلیٰ ترین اشیاء کا ضامن ہوتا ہے، اسی طرح قرآن حکیم جو بلاشبہ اس مالک حقیقی

(۱) ۱۔ أحمد بن حنبل، المسند، ۱: ۷۴، رقم: ۶۶۶۶

۲۔ حاکم، المستدرک، ۱: ۷۴۰، رقم: ۲۰۳۶

(۲) ۱۔ دارمی، السنن، ۲: ۳۰۹، رقم: ۳۳۱۴

۲۔ قضاعی، مسند الشہاب، ۲: ۲۵۷، رقم: ۱۳۱۰

اللہ ﷻ کا دسترخوان ہے اور علم و فہم، تفکر و تذکر، تصفیہ و تزکیہ، تقویٰ و طہارت، اخلاص و للہیت کے علاوہ بھی نجانے کتنے ہی نوالہ ہائے روح پرور اپنے باطن میں سمیٹے ہوئے ہے اور جن کا کلی و حقیقی اظہار یومِ آخر کے اجر افزا لمحات میں ہی ہوگا۔ پس جو اس دسترخوان میں شامل ہو گیا وہ امن پا گیا۔ حضرت عبداللہ ﷺ سے روایت ہے وہ بیان کرتے ہیں:

إِنَّ هَذَا الْقُرْآنَ مَأْدُبَةُ اللَّهِ، فَمَنْ دَخَلَ فِيهِ فَهُوَ آمِنٌ۔^(۱)

”بیشک یہ قرآن اللہ تعالیٰ کا دسترخوان ہے پس جو اس دسترخوان میں شامل ہو گیا اسے امن نصیب ہو گیا۔“

حضرت عبداللہ (بن مسعود) رضی اللہ عنہ حضور نبی اکرم ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا:

”بیشک یہ قرآن اللہ تعالیٰ کا دسترخوان (عطیہ و نعمت) ہے۔ جہاں تک ممکن ہو اس کی دعوت قبول کرو۔ یہ قرآن اللہ تعالیٰ کی رسی، چمکتا دمکتا نور اور (ہر روگ و پریشانی کا) نفع بخش علاج ہے جو اس پر عمل کرے اس کے لئے باعثِ حفاظت اور جو اس کی پیروی کرے اس کے لئے باعثِ نجات ہے۔ یہ جھکتا نہیں کہ اس کو کھڑا کرنا پڑے۔ ٹیڑھا نہیں ہوتا کہ سیدھا کرنا پڑے۔ اس کے عجائب (رموز و اسرار، نکات و حکم) کبھی ختم نہ ہوں گے اور بار بار کثرت سے پڑھتے رہنے سے بھی سیر نہیں ہوتا (یعنی اس سے دل نہیں بھرتا) اس کی تلاوت کیا کرو کیونکہ اللہ تعالیٰ اس کی تلاوت پر تمہیں ہر حرف کے عوض دس نیکیوں کا اجر عطا فرماتا ہے۔ یاد رکھو! میں یہ نہیں کہتا کہ آئم ایک حرف ہے بلکہ الف ایک حرف ہے، لام ایک حرف ہے اور میم ایک حرف ہے (گویا صرف آئم پڑھنے سے ہی تمیں نیکیاں مل جاتی ہیں)۔“^(۲)

(۱) ۱۔ دارمی، السنن، ۳/۱۱:۲، رقم: ۳۳۲۵

۲۔ طبرانی، المعجم الکبیر، ۹/۱۲۹:۹، رقم: ۸۶۴۲

(۲) ۱۔ حاکم، المستدرک، ۱/۷۴۱، رقم: ۲۰۴۰

۸۔ قرآن حکیم پڑھنے والے کو بن مانگے عطا کیا جانا

شب و روز قرآن سیکھنے اور سیکھانے میں مشغول رہنے والوں کو اللہ رب العزت بن مانگے عطا فرماتا ہے۔ حضرت ابوسعید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

”اللہ رب العزت فرماتا ہے جس شخص کو قرآن اور میرا ذکر اتنا مشغول کر دے کہ وہ مجھ سے کچھ مانگ بھی نہ سکے تو میں اسے مانگنے والوں سے بھی زیادہ عطا فرما دیتا ہوں اور تمام کلاموں پر اللہ تعالیٰ کے کلام (قرآن حکیم) کی فضیلت اسی طرح ہے جس طرح اللہ تعالیٰ کی اپنی مخلوق پر (فضیلت ہے)۔“^(۱)

۹۔ قرآن پڑھنے والوں کا فرماں بردار بندوں میں شمار

تلاوت قرآن وہ نیک عمل ہے کہ جس پر بندے کا شمار اللہ تعالیٰ کے فرمانبردار بندوں میں ہونے لگتا ہے۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

”جو شخص ان (پانچ وقت کی) فرض نمازوں کی حفاظت کرے وہ غافلین میں نہیں لکھا جائے گا اور جس نے رات کو ایک سو آیات تلاوت کی وہ (اللہ تعالیٰ کے) فرمانبردار بندوں میں لکھا جائے گا۔“^(۲)

..... ۲۔ دارمی، السنن، ۲: ۳۱۰، رقم: ۳۳۱۸

(۱) ۱۔ ترمذی، السنن، أبواب فضائل القرآن عن رسول الله صلی اللہ علیہ وسلم، باب

ما جاء كيف كانت قراءة النبي صلی اللہ علیہ وسلم، ۵: ۴۵، رقم: ۲۹۲۶

۲۔ دارمی، السنن، ۲: ۳۱۷، رقم: ۳۳۵۹

(۲) ۱۔ ابن خزيمة، الصحيح، ۲: ۱۸۰، رقم: ۱۱۴۲

۲۔ حاکم، المستدرک، ۱: ۴۵۲، رقم: ۱۱۶۰

۱۰۔ تلاوتِ قرآن سینے کا نور اور آخرت میں نیکیوں کا ذخیرہ

تلاوتِ قرآن سے انسان کا سینہ نور سے معمور ہو جاتا ہے اور وہ اپنی اخروی فلاح کے لئے نیکیوں کا ذخیرہ جمع کر لیتا ہے۔ حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے عرض کیا: ”یا رسول اللہ! مجھے کوئی وصیت فرمائیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: میں تمہیں اللہ تعالیٰ سے ڈرنے کی وصیت کرتا ہوں کہ یہی سارے معاملے کی اصل ہے۔ میں نے عرض کیا: یا رسول اللہ! مجھے کچھ مزید وصیت فرمائیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا:

عَلَيْكَ بِتِلَاوَةِ الْقُرْآنِ، وَذِكْرِ اللَّهِ، فَإِنَّهُ نُورٌ لَكَ فِي الْأَرْضِ،
وَذُخْرٌ لَكَ فِي السَّمَاءِ۔^(۱)

(اے ابوذر!) تلاوتِ قرآن ضرور کیا کرو کہ یہ زمین میں تمہارے لئے نور اور آسمانوں میں تمہارے لئے (نیکیوں کا) ذخیرہ ہوگا۔“

۱۱۔ تلاوتِ قرآن سے مکان و مکین پر خیر و برکت کا نزول

جس گھر میں تلاوتِ قرآن حکیم کی جائے وہ گھر امتیازی شان کا حامل ٹھہرتا ہے۔ اس میں ہر قسم کی خیر و برکت کا نزول ہونے لگتا ہے۔ اس میں وسعت اور کشائش آ جاتی ہے۔ حضرت حفص بن عمنان رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرمایا کرتے تھے: ”بے شک گھر میں قرآن کے پڑھے جانے سے وہ گھر اپنے مکین کے لئے کشادہ ہو جاتا ہے اور اس میں فرشتے حاضر ہوتے ہیں اور شیاطین اس کو چھوڑ جاتے ہیں اور اس کے لئے خیر (کا ذخیرہ) بہت زیادہ ہو جاتا ہے، اور بیشک وہ گھر جس میں قرآن نہیں پڑھا جاتا وہ اپنے مکین کے لیے تنگ ہو جاتا ہے، فرشتے اس کو چھوڑ

(۱) ۱۔ ابن حبان، الصحيح، ۲: ۷۸، رقم: ۳۶۱

۲۔ طبرانی، المعجم الكبير، ۲: ۱۵۷، رقم: ۱۶۵۱

جاتے ہیں اور اس میں شیاطین حاضر ہوتے ہیں اور اس گھر میں خیر (و برکت) کم ہو جاتی ہے۔“ (۱)

۱۲۔ تلاوتِ قرآن قیامت کی سختیوں سے نجات کا وسیلہ ہے

قرآن حکیم کی تلاوت کرنے والے بندے قیامت کے دن کی سختیوں سے محفوظ و مامون رہیں گے۔ حضرت ابوسعید اور حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہما روایت کرتے ہیں: ”ہم نے حضور نبی اکرم ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا: تین اشخاص ہیں جنہیں (قیامت کی) بڑی گھبراہٹ بھی خوف زدہ نہ کر سکے گی اور نہ انہیں حساب و کتاب میں دشواری ہوگی وہ مخلوق کے حساب و کتاب سے فارغ ہونے تک مُشک (خوشبو) کے ٹیلوں پر آرام کرتے رہیں گے۔ پہلا وہ شخص ہے جس نے اللہ تعالیٰ کی رضا کے لئے قرآن پڑھا اور کسی قوم کی امامت کی جبکہ مقتدی لوگ اس سے خوش ہوں۔ دوسرا وہ جو صرف رضائے الہی کی خاطر لوگوں کو پانچ وقت کی نمازوں کی دعوت دیتا ہو اور تیسرا وہ غلام ہے جو اپنے پروردگار کے معاملات بھی درست رکھے (عبادت کرتا رہے) اور اپنے آقا کے کام بھی خوش اسلوبی سے انجام دے۔“ (۲)

تلاوتِ قرآن اور سلف صالحین کے اقوال و معمولات

۱۔ حضرت قاضی فضیل بن عیاض علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں: ”قرآن حکیم کے حافظ اور عالم کو چاہئے کہ وہ کسی کے سامنے حاجت پیش نہ کرے، نہ حکمرانوں کے سامنے اور نہ ان سے کم درجے کے لوگوں کے سامنے، بلکہ لوگوں کو اس کا حاجت مند ہونا چاہئے۔ انہوں نے یہ بھی فرمایا کہ قرآن حکیم کا حافظ و عامل (اور عالم) اسلام کا جھنڈا اٹھانے والا ہے لہذا اسے لہو و لعب میں مشغول

(۱) دارمی، السنن، ۲: ۳۰۸، رقم: ۳۳۱۲

(۲) بیہقی، شعب الإیمان، ۲: ۳۳۸، رقم: ۲۰۰۲

ہونے والے کے ساتھ مشغول نہیں ہونا چاہئے، نہ وہ بھولنے والوں کے ساتھ اور نہ فضول کام والوں کے ساتھ شامل ہو۔ یعنی قرآن حکیم کی تعظیم کا حق ادا کرتے ہوئے اسے ان لوگوں سے اجتناب کرنا چاہئے۔“ (۱)

۲۔ حضرت سلیمان دارانی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں: ”اگر میں ایک آیت پڑھوں اور چار رات اس میں رہوں، پانچ رات ذکر کرتا رہوں اور جب تک میں فکر کو منقطع نہ کروں اس سے آگے نہ بڑھ سکوں۔“ (۲)

ایک اور مقام پر حضرت ابوسلیمان دارانی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں:

”قرآن حکیم کے وہ حامل جو قرآن حکیم پڑھنے کے بعد اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کرتے ہیں۔ دوزخ کے فرشتے بت پرستوں کی نسبت ان کو جلدی پکڑیں گے۔“ (۳)

۳۔ حضرت ثابت بنانی علیہ الرحمہ نے فرمایا: ”میں نے بیس برس تک قرآن میں مشقت اٹھائی اور بیس برس تک اس کی حلاوت پائی۔“ (۴)

دوسرے مقام پر آپ علیہ الرحمہ فرماتے ہیں:

”میں نے خواب میں دیکھا کہ گویا میں حضور نبی اکرم ﷺ کے سامنے قرآن حکیم پڑھ رہا ہوں۔ جب میں فارغ ہوا تو آپ ﷺ نے فرمایا: یہ تلاوت تھی اور گریہ کہاں ہے؟“ (۵)

(۱) غزالی، إحياء علوم الدين، ۱: ۶۸۲

(۲) أبوطالب، قوت القلوب، ۱: ۱۰۵

(۳) غزالی، إحياء علوم الدين، ۱: ۲۷۴

(۴) أبوطالب مکی، قوت القلوب، ۱۰۵

(۵) أبوطالب مکی، قوت القلوب، ۱: ۱۰۰

۴۔ حضرت مجاہد علیہ الرحمۃ سے کسی نے پوچھا کہ دو آدمیوں نے قیام کیا، دونوں کے قیام کی مدت ایک جیسی ہے۔ ایک نے اس مدت میں صرف سورۃ البقرۃ پڑھی اور دوسرے نے سارا قرآن حکیم ختم کر دیا۔ تو دونوں کے ثواب کا فرق کیا ہے؟ انہوں نے فرمایا: ”دونوں کا ثواب برابر ہے اس لئے کہ دونوں کی مدت تلاوت ایک ہی ہے۔“ (۱)

۵۔ حضرت سفیان ثوری علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں: ”جب انسان قرآن حکیم پڑھتا ہے تو فرشتہ اس کی دونوں آنکھوں کے سامنے بوسہ دیتا ہے۔“ (۲)

۶۔ بعض بزرگوں نے فرمایا: ”کوئی بندہ ایک سورت (پڑھنا) شروع کرتا ہے تو فرشتے اس کے لئے رحمت کی دعا مانگتے ہیں یہاں تک کہ وہ فارغ ہو جائے اور کوئی بندہ سورت شروع کرتا ہے تو اس کے فارغ ہونے تک فرشتے اس پر لعنت بھیجتے ہیں۔ پوچھا گیا کہ یہ کیسے؟ فرمایا: جب وہ اس کے حلال کو حلال اور حرام کو حرام سمجھتا ہے تو فرشتے اس کے لئے رحمت کی دعا مانگتے ہیں ورنہ (معاملہ اس کے برعکس ہو تو) اس پر لعنت بھیجتے ہیں۔“ (۳)

۷۔ ایک بزرگ کے بارے میں منقول ہے کہ وہ چھ ماہ تک سورۃ ہود کی بار بار تلاوت کرتے رہے اور اس میں غور و فکر سے فارغ نہ ہوئے۔ (۴)

۸۔ حضرت محمد بن کعب قرظی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں: ”جس تک قرآن حکیم پہنچ گیا گویا اس سے اللہ تعالیٰ نے کلام کیا جب کوئی شخص اس بات پر قادر ہو جائے تو اسے چاہئے قرآن حکیم پڑھنے ہی کو اپنا عمل قرار نہ دے بلکہ اس طرح پڑھے

(۱) أبو طالب، قوت القلوب، ۱: ۹۷

(۲) غزالی، إحياء علوم الدين، ۱: ۲۷۴

(۳) غزالی، إحياء علوم الدين، ۱: ۲۷۵

(۴) غزالی، إحياء علوم الدين، ۱: ۲۸۲

جس طرح کوئی غلام اپنے مالک کے خط کو پڑھتا ہے تاکہ جو اس نے اس کو لکھا ہے وہ اس میں غور و فکر کر کے اس کے مطابق عمل کرے۔“ (۱)

۹۔ حضرت مالک بن دینار علیہ الرحمۃ فرمایا کرتے تھے: ”اے اہل قرآن! قرآن حکیم نے تمہارے دلوں (کی کھیتی) میں کیا بویا ہے بیشک قرآن حکیم مومن کے حق میں بہار ہے جیسے بارش زمین کے لئے بہار ہے۔“ (۲)

۱۰۔ حضرت حسن بصری علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں: ”اللہ کی قسم! کوئی بندہ جو تلاوت کلام کے ساتھ صبح نہیں کرتا کہ اس کا غم زیادہ اور خوشی کم ہو جاتی ہے۔ اس کا رونا زیادہ اور ہنسنا کم ہوتا ہے۔ اس کی تھکاوٹ اور مشغولیت زیادہ اور راحت اور فراغت کم ہو جاتی ہے۔“ (۳)

۱۱۔ حضرت یوسف بن اسباط علیہ الرحمۃ نے فرمایا: ”میں قرآن حکیم پڑھنے کا ارادہ کرتا ہوں لیکن جب اس کے مضامین کو پڑھتا ہوں تو عذاب سے ڈر کر تسبیح و استغفار میں مشغول ہو جاتا ہوں۔“ (۴)

۱۲۔ ایک مرتبہ امام جعفر علیہ السلام پر نماز میں ایسی حالت طاری ہوئی کہ وہ بیہوش ہو کر گر پڑے۔ جب افاقہ ہوا تو حاضرین نے اس سلسلے میں سوال کیا تو انہوں نے فرمایا: ”میں ایک آیت کو بار بار اپنے دل پر پڑھتا رہا حتیٰ کہ میں نے اسے متکلم (اللہ تعالیٰ) سے سنا تو میرا جسم اس کی قدرت کا معائنہ کرنے کا متحمل نہ ہو سکا۔“ (۵)

(۱) غزالی، إحياء علوم الدين، ۲۸۵:۱

(۲) غزالی، إحياء علوم الدين، ۲۸۵:۱

(۳) غزالی، إحياء علوم الدين، ۲۸۵:۱

(۴) غزالی، إحياء علوم الدين، ۲۸۶:۱

(۵) غزالی، إحياء علوم الدين، ۲۸۷:۱

ہر آیت کو سمجھ سمجھ کر پڑھنا چاہئے۔ اس لئے کہ قرآن حکیم اللہ تعالیٰ کی صفات، اس کے افعال، انبیاء علیہم السلام کے واقعات و قصص، ان کی تکذیب کرنے والوں کی مذمت اور ان کی ہلاکت و تباہی اور جنت و دوزخ کے ذکر پر مشتمل ہے۔ اس طرح سمجھ کر پڑھنے سے ایمان و عمل میں استحکام پیدا ہوتا ہے۔

تلاوت قرآن سے ایصالِ ثواب

امام سیوطی علیہ الرحمۃ اپنی کتاب ”شرح الصدور“ میں تلاوت قرآن سے ایصالِ ثواب کے متعلق بعض اقوال نقل کرتے ہیں:

۱۔ خلیل علیہ الرحمۃ نے جامع میں شعی سے روایت کیا کہ جب انصار کا کوئی مرجاتا تو وہ اس کی قبر پر آتے جاتے اور قرآن پڑھتے۔

۲۔ ابو محمد سمرقندی علیہ الرحمۃ نے سورہ اخلاص کے فضائل کے باب میں ذکر کیا کہ جس نے قبرستان سے گزرتے ہوئے گیارہ مرتبہ سورہ اخلاص پڑھی اور اس کا ثواب مردوں کو بخش دیا تو مردوں کی تعداد کے مطابق اسے اجر ملے گا۔

۳۔ قاضی ابوبکر بن عبدالباقی انصاری علیہ الرحمۃ نے سلمہ بن عبید سے روایت کیا: انہوں نے کہا کہ حماد کی علیہ الرحمۃ نے بتایا کہ ایک رات میں مکہ کے قبرستان کی طرف چلا گیا اور ایک قبر پر سر رکھ کر سو گیا، تو دیکھا کہ قبروں والے حلقہ درحلقہ کھڑے ہیں۔ میں نے ان سے دریافت کیا کہ کیا قیامت قائم ہوگئی؟ انہوں نے کہا کہ نہیں، لیکن ہمارے ایک بھائی نے سورہ اخلاص پڑھ کر ہم کو ثواب پہنچایا تو وہ ثواب ہم ایک سال سے تقسیم کر رہے ہیں۔^(۱)

۴۔ ابوالحسن بن براء علیہ الرحمۃ نے روایت کیا: ابراہیم گورکن نے مجھے اطلاع دی کہ مجھے قبر کھودتے وقت ایک اینٹ ملی جب میں نے اسے سوگھا تو اس میں مشک

(۱) سیوطی، شرح الصدور: ۳۰۳، ۳۰۴

کی خوشبو آ رہی تھی۔ جب میں نے قبر کے اندر دیکھا تو ایک بوڑھا بیٹھا، قرآن پڑھ رہا تھا۔

۵۔ ابن رجب علیہ الرحمۃ نے اپنی سند سے بیان کیا: ابو الحسن سامری جو ایک متقی آدمی تھے اور سامرہ کے خطیب تھے۔ انہوں نے سامرہ کے قبرستان میں ایک قبر دکھاتے ہوئے کہا کہ ہم یہاں سے مسلسل سورہ تبارک اور الملک پڑھنے کی آواز سن رہے ہیں۔

۶۔ حافظ ابوبکر خطیب علیہ الرحمۃ نے اپنی سند سے روایت کیا کہ عیسیٰ بن محمد علیہ الرحمۃ نے کہا: میں نے ایک روز ابوبکر بن مجاہد علیہ الرحمۃ کو خواب میں دیکھا کہ وہ پڑھ رہے ہیں، میں نے کہا کہ آپ تو مردہ ہیں، کیسے پڑھ رہیں؟ تو انہوں نے کہا کہ میں ہر نماز کے بعد اور ختم قرآن کے بعد دعا کرتا تھا کہ الہی! تو مجھے قبر میں تلاوت قرآن کی توفیق عطا فرما، اس لئے یہ پڑھتا ہوں۔

۷۔ خلال علیہ الرحمۃ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کا قول نقل کیا وہ فرماتے ہیں کہ مومن کو قبر میں ایک مصحف دیا جاتا ہے جسے وہ پڑھتا ہے۔

۸۔ حافظ ابوالعلاء ہمدانی علیہ الرحمۃ کو ان کی وفات کے بعد کسی نے ایک ایسے شہر میں دیکھا کہ جس کے در و دیوار سب کتابوں کے بنے ہوئے ہیں۔ ان سے اس کا سبب پوچھا گیا تو وہ کہنے لگے میں نے اللہ تعالیٰ سے دعا کی تھی کہ جس طرح میں دنیا میں علم میں مصروف ہوں اسی طرح آخرت میں بھی مصروف رکھنا۔ تو اب یہ مصروفیت یہاں بھی مجھ کو مل گئی ہے۔^(۱)

۹۔ ابن ابی الدنیا علیہ الرحمۃ نے یزید رقاشی علیہ الرحمۃ سے روایت کیا وہ فرماتے ہیں کہ جب مومن انتقال کر جاتا ہے اور قرآن کا کچھ حصہ پڑھنے سے باقی رہ جاتا

ہے، تو اللہ تعالیٰ اس پر فرشتے مقرر فرما دیتا ہے کہ وہ قیامت تک قرآن یاد کرائیں تاکہ وہ قیامت کے دن مع اپنے اہل و عیال کے اٹھے۔

۱۰۔ ابن مندہ علیہ الرحمہ نے عاصم سقطی علیہ الرحمہ سے روایت کیا وہ فرماتے ہیں کہ ہم نے بلخ میں ایک قبر کھودی تو اس میں ایک سوراخ تھا، اس میں سے جب دیکھا تو ایک شیخ جو سبزہ سے ڈھکا ہوا تھا تلاوتِ قرآن میں مصروف تھا۔

۱۲۔ ابن مندہ علیہ الرحمہ نے ابو البضر علیہ الرحمہ نیشاپوری سے روایت کیا یہ جو ایک متقی گورکن تھے میں نے ایک قبر کھودی، لیکن اس میں دوسری قبر کی طرف راستہ نکل آیا تو میں نے دیکھا کہ حسین و جمیل عمدہ کپڑے اور بہترین خوشبو والا جوان اس میں پالتی مارے بیٹھا ہے اور قرآن پڑھ رہا ہے۔ نو جوان نے میری طرف دیکھ کر کہا ”کیا قیامت برپا ہوگئی؟ میں نے کہا کہ نہیں، تو اس نے کہا کہ جہاں سے مٹی ہٹائی تھی وہیں رکھ دو۔ تو میں نے مٹی وہیں رکھ دی۔ (۱)

تلاوتِ قرآن سے غیبی مشاہدات کا ظہور

سلف صالحین دورانِ تلاوت مشاہداتِ غیبی سے فیض یاب ہوتے تھے۔ ایک سورت کی تلاوت شروع کرتے تو انہیں بعض ایسے مشاہدات ہوتے کہ ان میں کھو کر رہ جاتے اور اسی حالت میں صبح ہو جاتی لیکن پھر بھی سیر نہ ہو پاتے۔

شیخ ابو طالب مکی علیہ الرحمہ اپنی تصنیف ”قوت القلوب“ میں لکھتے ہیں: بندے کو چاہئے کہ وہ دورانِ تلاوتِ قرآن یہ مشاہدہ کرے کہ وہ کلامِ الہی کی تلاوت کے ذریعے اللہ ﷻ سے مخاطب ہے کیونکہ اللہ رب العزت اپنے کلام کا متکلم ہے اور اس کے کلام میں بندے کو کلام کا حق حاصل نہیں جیسے حضرت موسیٰ علیہ الرحمہ کے سامنے درخت تھا مگر کلام کرنے والا اللہ عز و جل تھا۔ حضرت جعفر بن محمد صادق علیہ الرحمہ کا قول نقل کرتے ہوئے شیخ

ابو طالب مکی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں: ایک بار حضرت جعفر صادق ؑ پر غشی طاری ہوگئی اور گر گئے، جب ہوش آیا تو اس کا سبب پوچھنے پر فرمایا: میں اپنے دل میں ایک آیت بار بار پڑھتا رہا، آخر میں نے اللہ رب العزت سے یہی آیت سنی اور اللہ تعالیٰ کی قدرت کو دیکھ کر میں اپنے جسم پر قابو نہ رکھ سکا۔^(۱)

حضرت سلیمان بن ابی سلیمان دارانی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں:

”ابن ثوبان کے بھائی نے ان کے ہاں کھانا کھانے کا وعدہ کیا مگر انہوں نے دیر کر دی، دوسرے روز ان کے بھائی ملے تو ان سے پوچھا: آپ نے میرے پاس کھانا کھانے کا وعدہ کیا تھا مگر آپ نے وعدہ پورا نہیں کیا انہوں نے فرمایا واقعہ یہ ہوا کہ میں نے آپ کے پاس آنے سے پہلے ہی نماز عشاء پڑھنے کا ارادہ کر لیا کہ کیا خبر کب موت آجائے۔ جب میں وتر کی دعا کرنے لگا تو میرے سامنے ایک سبز باغ آ گیا۔ اس میں طرح طرح کے پھول پھولاریاں تھیں میں انہیں دیکھتا رہا آخر صبح ہوگئی۔“^(۲)

ایسے بندوں کے ایمان کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

لَا تَجِدُ قَوْمًا يُؤْمِنُونَ بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ يُوَادُّونَ مَنْ حَادَّ اللَّهَ وَرَسُولَهُ وَلَوْ كَانُوا آبَاءَهُمْ أَوْ أَبْنَاءَهُمْ أَوْ إِخْوَانَهُمْ أَوْ عَشِيرَتَهُمْ ۖ أُولَٰئِكَ كَتَبَ فِي قُلُوبِهِمُ الْإِيمَانَ وَأَيَّدَهُم بِرُوحٍ مِّنْهُ۔^(۳)

”آپ اُن لوگوں کو جو اللہ پر اور یومِ آخرت پر ایمان رکھتے ہیں کبھی اس شخص سے دوستی کرتے ہوئے نہ پائیں گے جو اللہ اور اُس کے رسول ﷺ سے

(۱) ابوطالب مکی، قوت القلوب، ۱: ۱۰۰

(۲) ابوطالب مکی، قوت القلوب، ۱: ۹۸

(۳) المجادلۃ، ۵۸: ۲۲

دشمنی رکھتا ہے خواہ وہ اُن کے باپ (اور داد) ہوں یا بیٹے (اور پوتے) ہوں یا اُن کے بھائی ہوں یا اُن کے قریبی رشتہ دار ہوں۔ یہی وہ لوگ ہیں جن کے دلوں میں اُس (اللہ) نے ایمان ثبت فرما دیا ہے اور انہیں اپنی روح (یعنی فیض خاص) سے تقویت بخشی ہے۔“

بعض سلف کی عادت تھی کہ جب تلاوت کرتے اور دل حاضر نہ ہوتا تو اس حصہ کو دوبارہ پڑھتے اور جب تسبیح کا ذکر پڑھتے یا تکبیر کا ذکر پڑھتے تو سبحان اللہ اور اللہ اکبر کہتے اور اگر دعا اور استغفار کا ذکر پڑھتے تو دعا اور استغفار کرتے اور اگر کسی خوفناک یا امید کا ذکر پڑھتے تو خوف سے پناہ مانگتے اور نعمت کا سوال کرتے اللہ تعالیٰ کے اس فرمان کا یہی مطلب ہے:

يَتْلُوْنَهُ حَقَّ تِلَاوَتِهٖۙ (۱)

”وہ اس کی تلاوت کا حق ادا کرتے ہوئے تلاوت کرتے ہیں۔“ (۲)

مشاہدات میں رکاوٹ کے اسباب

جس بندے میں درج ذیل خصلتوں میں سے کوئی ایک خصلت بھی نہ پائی جائے اسے قرآن کا وہ فہم نصیب نہیں ہو سکتا جس کے ذریعے مشاہدہ کی دولت حاصل ہو جائے اور ملکوت کا کشف حاصل ہو سکے۔

۱۔ معمولی سی بدعت کا مرتکب ہو۔

۲۔ گناہ پر اصرار کرنے والا ہو۔

۳۔ متکبر ہو۔

(۱) البقرہ، ۲: ۱۲۱

(۲) أبو طالب مکی، قوت القلوب، ۱: ۹۹

۴۔ دنیا سے محبت کرنے والا ہو۔

۵۔ جس کا علم ذاتی علم تک محدود ہو۔

یعنی ایسا بندہ جو ظاہر حروف کا اتباع کرے اور مفسر کے قول کو نہ دیکھے بلکہ اپنے علم ظاہری پر ہی اکتفا کرے۔

۶۔ جو اپنی عقل کے گھوڑے دوڑانے والا ہو۔^(۱)

تلاوتِ قرآن کے آداب

حضور نبی اکرم ﷺ نے ادب و احترام اور اخلاص و محبت کے ساتھ شب و روز قرآن کی تلاوت کا حکم فرمایا ہے۔ تلاوتِ قرآن سے قبل اس کے آداب کو ملحوظ رکھنا بہت ضروری ہے۔ تلاوت کے آداب درج ذیل ہیں:

۱۔ طہارت و پاکیزگی

قرآن حکیم کو چھونے سے قبل با وضو ہونا ضروری ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

لَا يَمَسُّهُ إِلَّا الْمُطَهَّرُونَ ﴿۲﴾

”اس کو پاک (طہارت والے) لوگوں کے سوا کوئی نہیں چھوئے گا۔“

جس طرح قرآن حکیم کی ظاہری جلد اور اوراق کو انسانی جسم کے ظاہر سے حالت طہارت کے علاوہ عدم طہارت سے محفوظ رکھا گیا ہے اس طرح اس کے معانی کا باطن بھی اللہ تعالیٰ کے حکم سے پردے میں رکھا گیا ہے۔ البتہ وہی دل اس تک پہنچ سکتا ہے جو ہر قسم کی آلائشوں سے پاک اور تعظیم و توقیر کے نور سے منور ہو۔

(۱) أبوطالب مکی، قوت القلوب، ۱: ۹۶

(۲) الواقعہ، ۵۶: ۷۹

۲۔ ٹھہر ٹھہر کر تلاوت کرنا

قرآن حکیم کا ایک ادب یہ ہے کہ اسے محبت و اخلاص، ذوق و شوق اور گریہ و زاری سے ٹھہر ٹھہر کر پڑھا جائے۔ اس سے مطالب قرآن تک رسائی کے علاوہ اجر و ثواب میں بھی اضافہ ہوگا۔ قرآن حکیم میں ارشاد باری تعالیٰ ہے:

وَرَتِّلِ الْقُرْآنَ تَرْتِيلاً^(۱)

”اور قرآن خوب ٹھہر ٹھہر کر پڑھا کریں“

حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے مروی ہے کہ مجھ سے دو آدمیوں کے متعلق پوچھا گیا کہ ان میں سے کون افضل ہے، ان میں سے ایک شخص نے ایک رکعت میں سورۃ بقرہ اور سورۃ آل عمران پڑھی اور دوسرے نے ایک رکعت میں صرف سورۃ بقرہ پڑھی، جبکہ ان کی بقیہ نماز یعنی انکا قیام، رکوع اور سجود سب برابر تھے؟ انہوں نے فرمایا: وہ شخص افضل ہے جس نے صرف سورۃ بقرہ پڑھی کیونکہ اس نے اسے ٹھہر ٹھہر کر پڑھا۔^(۲)

حضرت ابو حمزہ رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے عرض کیا:

”میں قرآن حکیم (اتنی) تیزی سے پڑھتا ہوں کہ تین راتوں میں قرآن حکیم ختم کر لیتا ہوں۔ انہوں نے فرمایا: اگر میں سورہ بقرہ ایک رات میں پڑھوں اور اس میں غور و فکر کروں اور ترتیل سے اس کی تلاوت کروں تو اس طرح کا پڑھنا میرے نزدیک تمہارے پڑھنے سے زیادہ پسندیدہ ہے۔“^(۳)

www.MinhajBooks.com

(۱) المزمّل، ۴: ۷۳

(۲) ابن أبی شیبہ، المصنف، ۶: ۱۴۱، رقم: ۳۰۱۵۹

(۳) بیہقی، السنن الکبریٰ، ۲: ۳۹۶، رقم: ۳۸۶۶

۳۔ خوش آوازی سے قرآن پڑھنا

خوش آوازی اور سنوار کر پڑھنا آداب تلاوت میں سے ہے۔ حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

زَيِّنُوا الْقُرْآنَ بِأَصْوَاتِكُمْ۔^(۱)

”قرآن کو اپنی آوازوں سے مزین کرو۔“

حضرت فضالہ بن عبید رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

إِلَّهِ أَشَدُّ أَذْنًا إِلَى الرَّجُلِ الْحَسَنِ الصَّوْتِ بِالْقُرْآنِ يَجْهَرُ بِهِ مِنْ صَاحِبِ الْقَيْنَةِ إِلَى قَيْنَتِهِ۔^(۲)

”اللہ تعالیٰ اس بندے کی آواز کو جو خوبصورت آواز میں قرآن پڑھتا ہے، اس مالک سے بھی زیادہ محبت سے سنتا ہے جو اپنی خوبصورت آواز والی کنیز (کے گانے) کی آواز سنتا ہو۔“

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے فرمایا:

”اگر تم مجھے کل رات دیکھتے جب میں تمہارا قرآن پڑھنا سن رہا تھا (تو بہت

(۱) ۱۔ ابن ماجہ، السنن، کتاب إقامة الصلاة والسنة فيها، باب في

حسن الصوت بالقرآن، ۲: ۱۴۸، رقم: ۱۳۴۲

۲۔ أبوداود، السنن، کتاب الصلاة، باب استحباب الترتیل في

القراءة، ۱: ۵۴۶، رقم: ۱۴۶۸

(۲) ابن ماجہ، السنن، کتاب إقامة الصلاة والسنة فيها، باب في حسن

الصّوت بالقرآن، ۲: ۱۴۷، رقم: ۱۳۴۰

خوش ہوتے) بیشک تمہیں آلِ داؤد کی خوش الحانی سے حصہ ملا ہے۔“ (۱)

حضرت حسن ؓ فرماتے ہیں کہ اللہ کی قسم جو آدمی بھی قرآن پر ایمان رکھتا ہے جب وہ صبح دم اس کی تلاوت کرتا ہے تو اس کا غم بڑھ جاتا ہے اور فرحت کم ہو جاتی ہے زیادہ روتا ہے اور کم ہنستا ہے اس کی مشقت اور مصروفیت بڑھ جاتی ہے اور اس کا آرام اور بے کاری کم ہو جاتی ہے۔ (۲)

حضرت ابو ہریرہ ؓ سے مروی ہے کہ حضور نبی اکرم ﷺ نے فرمایا:

لَيْسَ مِنَّا مَنْ لَمْ يَتَغَنَّ بِالْقُرْآنِ۔ (۳)

”وہ شخص ہم میں سے نہیں جو قرآن حکیم کو نغمگی والی خوبصورت (مترنم) آواز کے ساتھ نہیں پڑھتا۔“

حضرت عبداللہ بن ابی یزید رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: ”میں نے ابن ابی ملیکہ ؓ سے کہا: اے ابو محمد ؓ! تمہاری کیا رائے ہے، اگر کسی کی آواز اچھی نہ ہو؟ انہوں نے جواب دیا: ”وہ جہاں تک ممکن ہو خوبصورت آواز میں پڑھنے کی کوشش کرے۔“ (۴)

عبدالرزاق ؓ کی روایت ہے:

لِكُلِّ شَيْءٍ حَلِيَّةٌ وَحَلِيَّةُ الْقُرْآنِ الصَّوْتُ الْحَسَنُ۔ (۵)

(۱) دارمی، السنن، ۲: ۳۳۹، رقم: ۳۴۹۵

(۲) أبو طالب مکی، قوت القلوب، ۱: ۱۰۰

(۳) بخاری، الصحيح، کتاب التَّوْحِيد، باب قول الله تعالى 'وَأَسْرُوا قَوْلَكُمْ

أَوْ أَجْهَرُوا بِهِ، ۶: ۲۷۳۷، رقم: ۷۰۸۹

(۴) أبوداؤد، السنن، کتاب الصلاة، باب استحباب الترتیل فی القراءة،

۱: ۵۴۶، رقم: ۱۴۷۱

(۵) عبد الرزاق، المصنف، ۲: ۴۸۴، رقم: ۴۱۷۳

”ہر چیز کا ایک زیور ہوتا ہے اور قرآن کا زیور اچھی آواز ہے۔“

جس طرح آرائش و زیبائش اور زیورات سے عورتوں کے حسن میں اضافہ ہو جاتا ہے۔ اسی طرح خوش آوازی بھی قرأت کا حسن بڑھا دیتی ہے۔ اس روایت میں بھی خوش آوازی سے قرآن پڑھنے کی فضیلت اور ترغیب ثابت ہوتی ہے۔ بعض روایات میں مقاماتِ عذاب پر غم و حزن کے ساتھ قرآن پڑھنے کی ترغیب دی گئی ہے۔

۴۔ قرآن کی تعظیم و توقیر کرنا

تلاوت کے وقت قرآن حکیم کی عظمت و رفعت کا خیال اپنے اوپر حاوی کر لینا اور اس بات کا یقین رکھنا کہ یہ اللہ تعالیٰ کا کتنا عظیم فضل و کرم ہے کہ اس نے عرش معلّٰی سے مخلوق کے دلوں میں اپنے کلام کا جلوہ نازل فرما دیا ہے اور اس پر نظر و فکر کرنا کہ اللہ رب العزت کا کس قدر احسان ہے کہ اس نے اپنے اس کلام کے معانی کو اپنی مخلوق کے دماغوں میں جگہ دی۔ شیخ ابوطالب مکی علیہ الرحمۃ اپنی تصنیف ”قوت القلوب“ میں ایک قول نقل کرتے ہیں کہ ایک بزرگ سے پوچھا گیا جب آپ قرآن کی تلاوت کرتے ہیں تو کیا آپ کے دل میں کسی چیز کا خیال آتا ہے؟ انہوں نے فرمایا: میرے لئے قرآن سے بھی زیادہ محبوب چیز کیا ہو سکتی ہے جس کا میرے دل میں خیال آئے جبکہ قرآن ایک قوی اور متمکن ہونے والی صفت ہے۔“ (۱)

سلف صالحین میں سے بعض کی عادت تھی کہ جب تلاوت کرتے اور دل حاضر نہ ہوتا تو اس حصہ کو دوبارہ پڑھتے اور جب تسبیح کا ذکر پڑھتے یا تکبیر کا ذکر پڑھتے تو سبحان اللہ اور اللہ اکبر کہتے اور اگر دعا اور استغفار کا ذکر پڑھتے تو دعا کرتے اور استغفار کرتے اور اگر کسی خوف اور امید والی چیز کا ذکر پڑھتے تو خوف سے پناہ مانگتے اور نعمت کا سوال کرتے یہاں تک کہ وہ تلاوت کا حق ادا کرتے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

(۱) ابوطالب مکی، قوت القلوب، ۱: ۹۸

الَّذِينَ اتَّيْنَهُمُ الْكِتَابَ يَتْلُونَهُ حَقَّ تِلَاوَتِهِ۔ (۱)

”(ایسے لوگ بھی ہیں) جنہیں ہم نے کتاب دی وہ اسے اس طرح پڑھتے ہیں جیسے پڑھنے کا حق ہے۔“

حضور نبی اکرم ﷺ کے بارے میں روایات میں ہے کہ وہ اس کی کما حقہ شان کے ساتھ تلاوت فرماتے تھے۔

۵۔ دورانِ تلاوت گریہ وزاری اور رقتِ قلب

تلاوت قرآن کا ایک اہم ادب یہ ہے کہ پڑھنے والے کے دل پر رقت طاری ہو اور آنکھوں سے آنسو جاری ہوں۔ دورانِ تلاوت اہل گریہ پر مختلف کیفیات طاری ہوتی ہیں۔ کچھ لوگ خوف سے روتے ہیں اور کچھ خوشی و مسرت کے جذبات سے مغلوب ہو کر آنسو بہاتے ہیں۔ گریہ کی کل تین اقسام ہیں:

۱۔ گریہِ خوف ۲۔ گریہِ شوق ۳۔ گریہِ سرور

مریدوں کا گریہ شوق اور خوف پر مبنی ہے۔ اولیاء اللہ کا گریہ اللہ کی نعمتوں اور احسانات پر مبنی ہے۔ عارفِ کامل کا مشاہدہ حق پر مبنی ہے اور اہل حقیقت کا گریہ کشف و مشاہدہ ہے۔ ان میں سے ہر ایک کا خاص مقام ہے۔ یہ اہل گریہ کے روحانی تصورات و کیفیات ہیں۔ گریہ زاری کی تمام اقسام میں سب سے اعلیٰ درجہ گریہ سرور کا ہے۔ اس کی مثال ایسی ہے جیسے کوئی شخص طویل سفر کے بعد اپنے اہل و عیال کے پاس آئے اور بے انتہا خوشی سے اپنے اہل و عیال کو دیکھ کر خوشی کے آنسو بہانے لگے۔ گریہ وزاری کا ایک اور درجہ بھی ہے جو نادر البیان ہے کیونکہ اسے آسانی سے نہیں سمجھا جاسکتا اسے صرف وہی شخص معلوم کر سکتا ہے جو اس مقام تک پہنچ جائے یا اس پر بہت غور و فکر کرے یہ گریہ وجدان ہے جو گریہ سرور سے مختلف ہے اور حق المتقین کے بعض مقامات پر نمودار ہوتا ہے۔

دنیا میں حق الیقین کے چند مقامات ایسے ہیں جہاں گریہ وجدان پایا جاتا ہے کیونکہ حادث اور قدیم کے اختلاف و تصادم کی وجہ سے حادث کی طرف سے خدائے رحمان کے سطوت و عظمت اور رعب و جلال سے آنسوؤں کا بہاؤ ہوتا ہے اور اس کی مثال ایسی ہے جیسے کہ مختلف اجرام کے تصادم سے بادلوں سے پانی قطرات کی صورت ٹپکنے لگے۔

کبھی ایسا ہوتا ہے کہ بندہ اپنی ہستی کو فنا کر کے مکروہات دنیا سے آزاد ہو کر انوار و تجلیات میں مستغرق ہو جاتا ہے پھر ترقی کر کے مقام بقاء پر پہنچ جاتا ہے اس مقام پر اگر اس کی ہستی لوٹ آئے تو اس کے ساتھ گریہ و زاری کی اقسام بھی لوٹ آتی ہیں یعنی جیسی صورت حال ہو ویسی ہی خوف و شوق کی کیفیت بھی ہوتی ہے۔ گریہ و زاری کے سلسلے میں رسول کریم ﷺ کی ایک حدیث ہے۔ حضور نبی اکرم ﷺ جب قرآن کریم کی تلاوت سنتے تو آپ ﷺ کی پشیمان مقدسہ اشک بار ہو جاتیں۔ حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور نبی اکرم ﷺ نے انہیں حکم دیا:

”مجھے قرآن مجید پڑھ کر سناؤ۔ وہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے عرض کیا: میں آپ کو کیا پڑھ کر سناؤں حالانکہ آپ پر قرآن نازل ہوا ہے۔ فرمایا: میری یہ خواہش ہے کہ میں اسے دوسروں سے سنوں۔ حضرت عبد اللہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ پھر میں نے سورہ نساء کی تلاوت کی یہاں تک کہ جب میں اس آیت پر پہنچا: ﴿فَكَيْفَ إِذَا جِئْنَا مِنْ كُلِّ أُمَّةٍ بِشَهِيدٍ وَجِئْنَا بِكَ عَلَى هَؤُلَاءِ شَهِيدًا﴾ (۱) ”پھر اس دن کیا حال ہوگا جب ہم ہر امت سے ایک گواہ لائیں گے اور (اے حبیب ﷺ!) ہم آپ کو ان سب پر گواہ لائیں گے۔“ تو مجھ سے فرمایا: رک جاؤ، جب میں نے آپ ﷺ کو دیکھا تو آپ ﷺ کی پشیمان مقدسہ سے آنسو رواں تھے۔“ (۲)

(۱) النساء، ۴: ۴۱

(۲) ۱۔ بخاری، الصحيح، کتاب فضائل القرآن، باب البكاء عند قراءة

القرآن، ۴: ۹۲۷، رقم: ۴۷۶۸

حضرت مطرف رضی اللہ عنہ اپنے والد ماجد سے روایت کرتے ہیں:

”میں نے حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نماز ادا فرما رہے تھے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے سینہ اقدس سے رونے کی آواز اس طرح آرہی تھی جیسے چکی کے چلنے کی آواز ہوتی ہے۔“^(۱)

حضرت عبید ابن عمیر رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں، انہوں نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے عرض کیا کہ آپ رضی اللہ عنہا نے حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات مبارکہ میں جو حیران کن بات دیکھی اس کے بارے میں مجھے بتائیے۔ راوی بیان کرتے ہیں کہ آپ رضی اللہ عنہا کچھ دیر خاموش رہیں۔ پھر فرمایا ایک رات آپ صلی اللہ علیہ وسلم اٹھے اور وضو کیا پھر نماز کے لئے کھڑے ہو گئے۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم مسلسل روتے رہے یہاں تک کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی گود مبارک آنسوؤں سے تر ہو گئی پھر فرماتی ہیں کہ اشک فشرانی یہاں تک بڑھی کہ زمین بھی تر ہو گئی۔ پھر حضرت بلال رضی اللہ عنہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو نماز فجر کی اطلاع دینے آئے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو روتے دیکھا تو عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! آپ رو رہے ہیں حالانکہ (آپ کے توسل سے تو) آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے اگلوں اور پچھلوں کے گناہ معاف کر دیئے گئے ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کیا میں (اپنے رب کا) شکر گزار بندہ نہ ہوں؟ پھر فرمایا:

لَقَدْ نَزَلْتُ عَلَيَّ اللَّيْلَةَ آيَةً، وَبِلِّ لِمَنْ قَرَأَهَا وَلَمْ يَتَفَكَّرْ فِيهَا۔

”آج رات مجھ پر ایک آیت نازل ہوئی ہے: اس شخص کے لئے بربادی ہے جس نے اسے پڑھا اور اس میں غور و فکر نہ کیا۔“

..... ۲۔ مسلم، الصحيح، کتاب صلاة المسافرين وقصرها، باب فضل

استماع القرآن و طلب القراءة من حافظه للاستماع، ۱: ۵۵۱، رقم: ۸۰۰

(۱) أبو داؤد، السنن، کتاب الصلوة، باب البكاء في الصلاة، ۱: ۳۳۳،

رقم: ۹۰۴

وہ آیت یہ ہے:

إِنَّ فِي خَلْقِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ (۱)

”بے شک آسمانوں اور زمین کی تخلیق میں.....“

آپ ﷺ نے آخر تک مکمل آیت تلاوت کی۔ (۲)

قرآن حکیم میں زجر و وعید کے بیان سے آہ و بکا کی کیفیت طاری ہو جاتی چاہیے۔ کیونکہ تلاوت کی حالت میں بندے کا دھیان دنیا و مافیہا سے کٹ کر تلاوت میں ہی لگا رہتا ہے۔ اس طرح وہ کلام اللہ میں غور و فکر کرتا ہے۔ اس حالت میں ممکن ہے کہ اس کے دل پر معانی کا گزر ہو اور یہ رونا اور غم اس کے دل کو غیر اللہ کی محبت سے پاک و صاف کر دے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

وَاِنَّ مِنَ الْحَجَارَةِ لَمَا يَتَفَجَّرُ مِنْهُ الْاَنْهَارُ۔ (۳)

”بیشک پتھروں میں (تو) بعض ایسے بھی ہیں جن سے نہریں پھوٹ نکلتی ہیں۔“ (۴)

حضرت ابوبکر صدیق ؓ جب تلاوت کرتے تو ان پر حالتِ گریہ غالب آ جاتی اور ان کی آواز دورانِ تلاوت بلند ہو جاتی اور ان پر ایسی کیفیت طاری ہو جاتی کہ روتے روتے ان کی چیخ نکل جاتی۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں:

”جب میں سن شعور کو پہنچی تو میں نے اپنے والدین کو اسی دین (اسلام) کا پابند دیکھا اور حضور نبی اکرم ﷺ ہر روز صبح و شام بلا تاخیر ہمارے گھر تشریف لاتے۔ پھر حضرت ابوبکر ؓ کے دل میں خیال آیا تو انہوں نے اپنے گھر کے

(۱) البقرة، ۲: ۱۶۴

(۲) ابن حبان، الصحيح، ۳۸۶: ۲، رقم: ۶۲۰

(۳) البقرة، ۲: ۷۴

(۴) أبوطالب مکی، قوت القلوب، ۱: ۹۹، ۱۰۰

صحن میں مسجد بنالی، وہ اسی میں نماز پڑھا کرتے اور اسی میں تلاوت فرماتے۔ مشرکین کی عورتیں اور بچے کھڑے ہو کر ان کی طرف دیکھتے اور تعجب کا اظہار کرتے۔ جب وہ قرآن حکیم کی تلاوت کرتے تو گریہ وزاری سے ضبط کا دامن ہاتھ سے چھوٹ جاتا اور انہیں اپنے آنسوؤں پر قابو نہ رہتا۔ ان کا (اس سوز سے) قرآن حکیم پڑھنا قریش کے مشرک سرداروں کو مضطرب کر دیتا۔“ (۱)

حضرت عمر فاروق ؓ دوران تلاوت اتنا روتے کہ آپ ؓ بیہوش ہو جاتے، یہاں تک کہ لوگ آپ کی عیادت کو آنے لگتے، حضرت حسن ؓ روایت کرتے ہیں: ”حضرت عمر بن خطاب ؓ اپنے اوراد و وظائف میں کسی آیت کی تلاوت کرتے جو آپ کو خوفزدہ کر دیتی تو آپ ؓ اتنا روتے اور آہ و بکا کا وہ عالم ہوتا کہ گر پڑتے اور ایک یا دو دن گھر میں پڑے رہتے یہاں تک کہ آپ ؓ کی عیادت کی جاتی اور لوگ آپ کو مریض گمان کرتے۔“ (۲)

حضرت عبداللہ بن شداد بن ہاد ؓ بیان کرتے ہیں: ”میں نے صبح کی نماز میں حضرت عمر بن الخطاب ؓ کے رونے کی آواز سنی اور میں اس وقت آخری صف میں (آپ ؓ کی اقتداء میں) نماز ادا کر رہا تھا۔ اور آپ ؓ سورہ یوسف کی آیت - ﴿إِنَّمَا أَشْكُو بَثِّي وَحُزْنِي إِلَى اللَّهِ﴾ (۳) ”بے شک میں اپنے دکھ اور غم کا شکوہ صرف اللہ تعالیٰ سے کرتا ہوں۔“ تلاوت فرما رہے تھے۔“ (۴)

(۱) بخاری، الصحيح، أبواب المساجد، باب المسجد يكون في الطريق

من غير ضرر بالناس، ۱: ۱۸۱، رقم: ۳۶۳

(۲) ۱- ابن أبي شيبة، المصنف، ۹۵: ۷، رقم: ۳۴۴۵۷

۲- بیہقی، شعب الإيمان، ۲: ۳۶۳، رقم: ۲۰۵۶

(۳) یوسف، ۱۲: ۸۶

(۴) بخاری، الصحيح، كتاب صفة الصلاة، باب إذا بكى الإمام في

الصلاة، ۱: ۲۵۲

۶۔ خود کو مخاطبِ قرآن سمجھ کر تلاوت کرنا

یہ اس صورت میں ہی ممکن ہے کہ قرآن کی تلاوت کرنے والا خود کو قرآن کا مخاطب سمجھے یعنی اگر امر و نہی کا ارشاد سنے تو سمجھے کہ حکم مجھے ہوا ہے اور مجھے ہی منع کیا گیا ہے اسی طرح اگر وعدہ، وعید کا بیان سنے تو اپنے آپ کو اس کا مصداق جانے اور اگر پہلے لوگوں اور انبیاء کرام علیہم السلام کے قصے سنے تو جان لے کہ ان قصوں کا مقصود عبرت حاصل کرنا ہے اور ان قرآنی قصوں میں جو کچھ اپنی حاجت کی بات ہو اس کو اختیار کر لینا چاہئے کیونکہ قرآن حکیم کے جتنے حصے ہیں ان کے مضامین میں حضور نبی اکرم ﷺ کی امت کے لئے فائدہ رکھا گیا ہے۔ قرآن سے متاثر ہونے سے یہ مراد ہے کہ جس طرح آیات مختلف مضامین لے کر وارد ہوئی ہیں اسی طرح دل میں مختلف کیفیات پیدا ہوں اور جس مضمون کو حزن و خوف اور امید سے مختص سمجھے اسی حالت اور کیفیت سے دل معہور ہوتا جائے۔

جو قرآن حکیم کے مضامین کو بالکل سمجھ کر نہیں پڑھتا وہ یہ جان لے کہ اس کا شمار ان لوگوں میں ہوتا ہے جن کا ذکر درج ذیل آیت میں کیا گیا ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

وَمِنْهُمْ مَّنْ يَسْتَمِعُ إِلَيْكَ حَتَّىٰ إِذَا خَرَجُوا مِنْ عِنْدِكَ قَالُوا لِلَّذِينَ أُوتُوا الْعِلْمَ مَاذَا قَالَ آنِفًا ۚ أُولَٰئِكَ الَّذِينَ طَبَعَ اللَّهُ عَلَىٰ قُلُوبِهِمْ وَاتَّبَعُوا أَهْوَاءَهُمْ ۝ (۱)

”اور ان میں سے بعض وہ لوگ بھی ہیں جو آپ کی طرف (دل اور دھیان لگائے بغیر) صرف کان لگائے سنتے رہتے ہیں یہاں تک کہ جب وہ آپ کی بارگاہ سے نکل کر (باہر) جاتے ہیں تو ان لوگوں سے پوچھتے ہیں جنہیں علم (نافع) عطا کیا گیا ہے کہ ابھی انہوں نے (یعنی رسول اللہ ﷺ نے) کیا

فرمایا تھا؟ یہی وہ لوگ ہیں جن کے دلوں پر اللہ نے مہر لگا دی ہے اور وہ اپنی خواہشات کی پیروی کر رہے ہیں ۰“

۷۔ قرآنِ حکیم میں غور و فکر اور تدبر کرنا

تلاوتِ قرآن کا بنیادی مقصد اس کے مضامین میں غور و فکر اور تدبر کر کے اس کے صحیح معانی و مطالب اور مفہیم تک رسائی ہے۔ اللہ ﷻ نے کثرت کے ساتھ قرآن میں غور و فکر اور تدبر کا حکم دیا ہے۔ ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

اَفَلَا يَتَذَكَّرُونَ الْقُرْآنَ - (۱)

”تو کیا وہ قرآن میں غور و فکر نہیں کرتے۔“

تدبر کے معنی کسی چیز کے انجام اور نتیجے پر غور کرنے کے ہیں۔ یہ حقیقت ہے کہ قرآن حکیم کے رموز و اسرار فکر و تدبر کے بغیر نہیں کھلتے۔ فہم قرآن کی نعمت اسی وقت حاصل ہوتی ہے جب قرآن حکیم کو سمجھنے اور اس کے منشاء کو جاننے کی کوشش کی جائے۔ قرآن حکیم کو اللہ تعالیٰ نے ہدایت کا صحیفہ بنا کر اتارا ہے اور ہر انسان کے اندر طلبِ ہدایت کا داعیہ ودیعت کر دیا گیا ہے۔ اگر اسی داعیہ کے تحت اللہ کا بندہ قرآن حکیم کی طرف متوجہ ہو تو اسے فہم قرآن کی توفیق نصیب ہوتی ہے۔ ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

وَيَهْدِيْ اِلَيْهِ مَنْ اَنَابَ ۝ (۲)

”اے اپنی جانب رہنمائی فرما دیتا ہے ۰“

حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے حضور نبی اکرم ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا:

(۱) النساء، ۴: ۸۲

(۲) الرعد، ۱۳: ۲۷

إِنَّمَا الْأَعْمَالُ بِالنِّيَّاتِ، وَإِنَّمَا لِكُلِّ امْرِئٍ مَّا نَوَىٰ۔^(۱)

”بینک اعمال کا دار و مدار نیتوں پر ہے اور ہر شخص کے لئے وہی ہے جس کی اس نے نیت کی۔“

قرآن کے مخاطبین اول صحابہ کرام رضی اللہ عنہم تھے۔ وہ قرآن حکیم کی تلاوت ہمیشہ تدبر و تفکر کے ساتھ کرتے تھے۔ محض تبرک کے طور پر الفاظ کی تلاوت کرنا اور قرآن کے معانی کی طرف دھیان نہ کرنا صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا شیوہ نہیں تھا۔ قرآن حکیم کو تفکر و تدبر کے ساتھ پڑھنے سے متعلق کثیر روایات میں سے چند ایک درج ذیل ہیں:

۱۔ امام مسلم علیہ الرحمۃ حضرت ابو وائل علیہ الرحمۃ سے روایت بیان کرتے ہیں کہ ایک شخص نے حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے کہا: ”میں ایک مفصل سورت ایک رکعت میں پڑھتا ہوں حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا: تم اس طرح جلدی جلدی پڑھتے ہو جس طرح شعر پڑھے جاتے ہیں۔ بینک کچھ لوگ قرآن پڑھتے ہیں مگر قرآن ان کے گلے سے نیچے نہیں اترتا۔ لیکن یاد رکھو! قرآن حکیم جب دل و دماغ میں راسخ و پختہ ہو جائے تب ہی نفع دیتا ہے۔“^(۲)

۲۔ محمد بن کعب قرظی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

”بے شک مجھے إِذَا زُلْزِلَتْ اور القارعة پڑھنا اور ان کو بار بار دہرانا اور ان میں غور و فکر کرنا اس سے زیادہ محبوب ہے کہ میں قرآن حکیم کو غلت اور تیزی سے پڑھتے ہوئے رات گزاروں۔“^(۳)

(۱) بخاری، الصحيح، کتاب بدء الوحي، باب كيف كان بدء النوحى إلی رسول الله ﷺ، ۱: ۳، رقم: ۱

(۲) مسلم، الصحيح، کتاب صلاة المسافرين و قصرها، باب ترتیل القراءة، ۱: ۵۶۳، رقم: ۸۲۲

(۳) ابن أبي شيبه، المصنف، ۲: ۲۵۶، رقم: ۸۷۳۲

۳۔ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما روایت کرتے ہیں:

”مجھے حضور نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: اے ابن عباس! جب تم قرآن پڑھو تو اس کو ٹھہر ٹھہر کر اور الفاظ و حروف کو خوب واضح کر کے پڑھا کرو اس کو ردی کھجور کے بکیر نے کی طرح نہ بکھیر دیا کرو اور نہ ہی جلدی سے شعر گوئی کی طرح پڑھا کرو۔ اس کے عجائبات میں توقف کیا کرو اور اس کے ذریعے اپنے دلوں کو حرکت دیا کرو اور تم میں سے کسی کا بھی ارادہ صرف آخری سورت تک پہنچنے کا نہیں ہونا چاہئے کہ قرآن جلد ختم ہو جائے بلکہ اس کو غور و فکر اور تدبر کے ساتھ پڑھا کرو۔“ (۱)

۴۔ حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: ”حضور نبی اکرم ﷺ نے نماز کے لئے قیام فرمایا یہاں تک کہ آپ ﷺ کو ایک ہی آیت (کی بار بار تلاوت) کرتے ہوئے صبح ہو گئی۔ وہ آیت یہ تھی:

إِنْ تُعَذِّبْهُمْ فَإِنَّهُمْ عِبَادُكَ ۚ وَإِنْ تَغْفِرْ لَهُمْ فَإِنَّكَ أَنْتَ الْعَزِيزُ الْحَكِيمُ ۝ (۲)

”اگر تو انہیں عذاب دے تو وہ تیرے (ہی) بندے ہیں اور اگر تو انہیں بخش دے تو بیشک تو ہی بڑا غالب حکمت والا ہے۔“ (۳)

عصر حاضر میں امت مسلمہ کے زوال کا سب سے بڑا سبب یہ ہے کہ غور و فکر اور تدبر و تفکر سے قرآن کی تلاوت کا معمول نہ رہا اور نہ ہی اس کی تعلیمات کے سانچے میں اپنی زندگیوں کو ڈھالنے کا عمل برقرار ہے۔ لہذا ضرورت اس امر کی ہے کہ قرآن تھوڑا

(۱) ابن أبي شيبة، المصنف، ۶: ۱۲۱، رقم: ۳۰۱۵۸

(۲) المائدة، ۵: ۱۱۸

(۳) نسائی، السنن، کتاب الافتتاح، باب تردید الآية، ۲: ۱۲۷، رقم: ۱۰۱۰

مگر ڈوب کر، تدبر کے ساتھ اور علم کے سمندر میں غوطہ زن ہو کر پڑھا جائے۔ وہ مقامات جہاں رموز و اسرار ہوں وہاں رک رک کر اور سمجھ کر پڑھا جائے حتیٰ کہ ہر آیت کا معنی و مفہوم مکمل طور پر سمجھ آ جائے۔

امام غزالی علیہ الرحمۃ ایک عارف کا قول نقل کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ ”میں ہر ہفتہ میں ایک قرآن ختم کرتا ہوں اور ایک ختم ہر مہینے میں اور ایک ختم ایسا ہے کہ جس کو سال بھر میں ختم کرتا ہوں اور ایک تلاوت ایسی بھی ہے کہ جس کو تین سال سے سمجھ کر پڑھنا شروع کر رکھا ہے اور ابھی تک پوری نہیں ہوئی۔“ (۱)

حافظ قرآن کی فضیلت

حافظ قرآن کی فضیلت کے باب میں متعدد احادیث مذکور ہیں، ان میں سے چند ایک درج ذیل ہیں:

۱۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: ”جس شخص نے قرآن حکیم پڑھا اور اسے حفظ کر لیا اس کی حلال کردہ چیزوں کو حلال اور حرام کردہ چیزوں کو حرام سمجھا، اللہ تعالیٰ اس (قرأت و علم قرآن) کی بدولت اسے جنت میں داخل کر دے گا اور اس کے خاندان کے دس ایسے افراد کے حق میں (بھی) اس کی شفاعت قبول کرے گا جن کے لئے دوزخ واجب ہو چکی ہوگی۔“ (۲)

۲۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور نبی اکرم ﷺ نے فرمایا:

أشرف أمتي حملة القرآن و أصحاب الليل۔ (۳)

(۱) غزالی، اسلام، ۱: ۲۵

(۲) ترمذی، الجامع الصحیح، أبواب فضائل القرآن، باب ماجاء في فضل

قاری القرآن، ۵: ۲۸، رقم: ۲۹۰۵

(۳) بیہقی، شعب الإیمان، ۳: ۱۷۱، رقم: ۳۲۴۷

”میری امت کے معزز ترین لوگ حفاظ قرآن اور قیام اللیل کرنے والے ہیں۔“

۴۔ حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

إِنْ لِحَامِلِ الْقُرْآنِ دَعْوَةَ مُسْتَجَابَةٍ (۱)

”حافظ قرآن مقبول دعا ہوتا ہے۔“

۵۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

مَنْ قَرَأَ الْقُرْآنَ فَاسْتَظْهَرَهُ شَفَعَ فِي عَشْرَةِ مِنْ أَهْلِ بَيْتِهِ قَدْ وَجَبَتْ لَهُمُ النَّارُ (۲)

”جو شخص قرآن حکیم اس طرح سیکھے کہ اس کو زبانی یاد کرے، اللہ تعالیٰ اسے جنت میں داخل کرے گا اور اس کی شفاعت اس کے خاندان کے ایسے اشخاص کے حق میں قبول کرے گا جن سب کے لئے دوزخ واجب ہو چکی ہوگی۔“

سماع قرآن کی فضیلت

دورانِ تلاوت قرآن حکیم کو خاموشی اور توجہ سے سننے کا حکم آیا ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

وَإِذَا قُرِئَ الْقُرْآنُ فَاسْتَمِعُوا لَهُ وَأَنْصِتُوا لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُونَ (۳)

”اور جب قرآن پڑھا جائے تو اسے توجہ سے سنا کرو اور خاموش رہا کرو تاکہ تم

(۱) بیہقی، شعب الإيمان، ۲: ۴۰۶، رقم: ۲۲۱۲

(۲) أحمد بن حنبل، المسند، ۱: ۱۴۹، رقم: ۱۲۶۸

(۳) الاعراف، ۷: ۲۰۴

پر رحم کیا جائے۔“

انسان جب بیدار دل سے قرآن حکیم سنتا ہے، اپنے دھیان کو اس کی طرف مرکوز کرتا ہے تو اس کی روح میں ایسی ہل چل پیا ہوتی ہے جس سے جسمانی قالب کا دائرہ اس کے لئے تنگ ہو جاتا ہے۔ دل میں ایک عجیب طرح کا اضطراب و بے قراری پیدا ہو جاتی ہے۔ یہ وہ تمام کیفیات ہیں جنہیں صاحبِ حال محسوس کرتے ہیں، ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

إِنَّمَا الْمُؤْمِنُونَ الَّذِينَ إِذَا ذُكِرَ اللَّهُ وَجِلَتْ قُلُوبُهُمْ وَإِذَا تُلِيَتْ عَلَيْهِمْ آيَاتُهُ زَادَتْهُمْ إِيمَانًا وَعَلَىٰ رَبِّهِمْ يَتَوَكَّلُونَ ﴿١﴾

”ایمان والے (تو) صرف وہی لوگ ہیں کہ جب (ان کے سامنے) اللہ کا ذکر کیا جاتا ہے (تو) ان کے دل (اس کی عظمت و جلال کے تصور سے) خوفزدہ ہو جاتے ہیں اور جب ان پر اس کی آیات تلاوت کی جاتی ہیں تو وہ (کلامِ محبوب کی لذت انگیز اور حلاوت آفریں باتیں) ان کے ایمان میں زیادتی کر دیتی ہیں اور وہ (ہر حال میں) اپنے رب پر توکل (قائم) رکھتے ہیں (اور کسی غیر کی طرف نہیں تکتے)“

ایک اور مقام پر ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

وَإِذْ صَرَفْنَا إِلَيْكَ نَفَرًا مِّنَ الْجِنِّ يَسْتَمِعُونَ الْقُرْآنَ فَلَمَّا حَضَرُوهُ قَالُوا أَنصِتُوا فَلَمَّا قُضِيَ وَلَّوْا إِلَىٰ قَوْمِهِمْ مُّنْذِرِينَ ﴿٢﴾

”اور (اے حبیب!) جب ہم نے جنات کی ایک جماعت کو آپ کی طرف متوجہ کیا جو قرآنِ غور سے سنتے تھے، پھر جب وہ وہاں (یعنی بارگاہِ نبوت میں)

(۱) الأنفال، ۸: ۲

(۲) الأحقاف، ۴۶: ۲۹

حاضر ہوئے تو انہوں نے (آپس میں) کہا: خاموش رہو، پھر جب (پڑھنا) ختم ہو گیا تو وہ اپنی قوم کی طرف ڈرسانے والے (یعنی داعی الی الحق) بن کر واپس گئے۔“

حضرت ابوسلمہ ؓ روایت کرتے ہیں کہ حضرت عمر بن خطاب ؓ جب ابو موسیٰ اشعری ؓ کو دیکھتے تو فرماتے:

ذِكْرُنَا رَبَّنَا، يَا أَبَا مُوسَىٰ فَيَقْرَأُ عِنْدَهُ۔ (۱)

”اے ابو موسیٰ! ہمیں ہمارے رب کی یاد دلاؤ تو وہ ان کے پاس (بیٹھ جاتے اور) انہیں تلاوت قرآن سناتے۔“

حضرت ابوہریرہ ؓ سے روایت ہے کہ حضور نبی اکرم ﷺ نے فرمایا:

مَنْ اسْتَمَعَ إِلَى آيَةٍ مِنْ كِتَابِ اللَّهِ تَعَالَى كُتِبَ لَهُ حَسَنَةٌ مُضَاعَفَةٌ، وَمَنْ تَلَاهَا كَانَتْ لَهُ نُورًا يَوْمَ الْقِيَامَةِ۔ (۲)

”جو کتاب اللہ کی ایک آیت پوری توجہ کے ساتھ سنے، اس کے لئے ایک ایسی نیکی لکھ دی جاتی ہے جو کئی گنا بڑھنے والی ہوتی ہے اور جو آیت کی تلاوت کرے وہ آیت اس کے لئے قیامت کے دن نور بن جائے گی۔“

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں:

مَنْ اسْتَمَعَ إِلَى آيَةٍ مِنْ كِتَابِ اللَّهِ كَانَتْ لَهُ نُورًا۔ (۳)

”جس نے کتاب اللہ کی ایک آیت بھی غور سے سنی تو یہ آیت اس کے لئے بمنزلہ نور کے ہوگی۔“

(۱) دارمی، السنن، ۲: ۳۳۹، رقم: ۳۴۹۶

(۲) أحمد بن حنبل، المسند، ۲: ۳۲۱، رقم: ۸۳۷۵

(۳) دارمی، السنن، ۲: ۳۱۹، رقم: ۳۳۷۰

فاروقِ اعظم ﷺ کا ایمان سماعِ قرآن کی بدولت تھا

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ بھی قرآن کو سن کر ایمان لائے۔ ان کے ایمان لانے کا واقعہ اس طرح ہے کہ جب حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ انتہائی سختیوں کے باوجود ایک شخص کو بھی اسلام سے برکت نہ کر سکے تو آخر کار مجبور ہو کر خود حضور نبی اکرم ﷺ کے قتل کا ارادہ کر لیا اور تلوار سنت کر حضور نبی اکرم ﷺ کی طرف چل دیئے۔ راستے میں اتفاقاً حضرت نعیم بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ مل گئے۔ انہوں نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے تیور دیکھ کر پوچھا: عمر رضی اللہ عنہ خیر تو ہے؟ حضرت عمر رضی اللہ عنہ بولے حضور نبی اکرم ﷺ کا فیصلہ کرنے جا رہا ہوں۔ انہوں نے کہا: پہلے اپنے گھر کی تو خبر لو تمہارے بہن اور بہنوئی ایمان لا چکے ہیں۔ چنانچہ آپ رضی اللہ عنہ فوراً واپس پلٹے اور جب اپنی بہن کے گھر پہنچے تو وہ قرآن حکیم کی درج ذیل آیات پڑھ رہی تھیں۔

طہ ۱۰ مَا أُنْزِلْنَا عَلَيْكَ الْقُرْآنَ لِتَشْقَى ۝ إِلَّا تَذَكُّرٌ لِّمَنْ يَخْشَى ۝ (۱)

”طہ“ (حقیقی معنی اللہ اور رسول ﷺ ہی بہتر جانتے ہیں) ۱۰ (اے محبوب مکرم!) ہم نے آپ پر قرآن (اس لئے) نازل نہیں فرمایا کہ آپ مشقت میں پڑ جائیں ۱۰ مگر (اسے) اس شخص کے لئے نصیحت (بنا کر اتارا) ہے جو (اپنے رب سے) ڈرتا ہے ۱۰“

یہ آیت سنتے ہی حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کا دل قرآن کی اثر پذیری سے مبہوت ہو گیا۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے قدموں کی آہٹ سن کر بہن چپ ہو گئیں اور قرآن کے اجزا چھپا لئے لیکن قرآن کی آواز ان کے کانوں میں پڑ چکی تھی آپ رضی اللہ عنہ نے بہن سے پوچھا یہ کیسی آواز تھی؟ وہ بولی: کچھ نہیں۔ انہوں نے کہا میں سن چکا ہوں تم دونوں مرتد ہو گئے ہو، یہ کہہ کر بہنوئی سے دست و گریبان ہو گئے۔ یہاں تک کہ ان کے جسم لہو لہان

ہو گئے لیکن اسلام کی محبت پر اس مار کا کچھ اثر نہ ہوا۔ ان کی بہن بولی: اے عمر! جو بن پائے کر لو لیکن اسلام اب ہمارے دل سے نہیں نکل سکتا۔ ان الفاظ نے حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے دل پر گہرا اثر کیا انہوں نے بہن کی طرف محبت کی نگاہ سے دیکھا تو اس کے جسم سے خون جاری تھا۔ یہ دیکھ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ جن کے دل کی حالت سوزِ قرآن سے ہی دگرگوں تھی مرعوب ہو گئے اور فرمایا: تم لوگ جو پڑھ رہے تھے مجھے بھی سناؤ۔ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا نے قرآن کے اجزاء سامنے رکھ دیئے۔ پھر حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے آستانہ حضور ﷺ پر پہنچ کر دستک دی، صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو تردد ہوا، لیکن حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ نے کہا آنے دو، مخلصانہ آیا ہے تو بہتر، ورنہ اس کی تلوار سے اس کا سر قلم کر دوں گا۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے قدم اندر رکھا تو حضور نبی اکرم ﷺ نے آگے بڑھ کر ان کا دامن پکڑ کر فرمایا: عمر رضی اللہ عنہ! کس ارادے سے آئے ہو۔ نبوت کی پر جلال آواز نے ان کو کپکپا دیا۔ نہایت خضوع کے ساتھ عرض کیا: ایمان لانے کے لئے، اس پر سب صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے پُر جوش نعرہ لگایا جس کی صدا سے مکہ کی پہاڑیاں گونج اٹھیں۔^(۱)

اقبال نے اس منظر کو اپنے ایک شعر میں فاروق اعظمؓ کی ہمیشہ سے مخاطب ہو کر یوں بیان کیا:

نمی دانی کہ سوزِ قرات تو
دگرگوں کرد تقدیرِ عمر را

(تو نہیں جانتی کہ تیری قراءت کے سوز نے عمر رضی اللہ عنہ جیسے انسان کی تقدیر بدل کے رکھ دی۔)

اس سے ثابت ہوا کہ قرآن سے پہاڑ جیسے دل تھر تھرا اٹھتے ہیں اور روحوں کی ویران کھیتیوں میں بہار آ جاتی ہے۔ مسلمان تو مسلمان کا فر بھی اس کلامِ الہی کو سن کر متاثر ہوئے بغیر نہیں رہ سکتا۔

ایک جگہ جمع ہو کر قرآن پڑھنے کی فضیلت

جو لوگ کسی ایک جگہ جمع ہو کر یا مسجد میں اکٹھے بیٹھ کر قرآن حکیم کی تلاوت کرتے اور سنتے ہیں یا سیکھتے سکھاتے ہیں تو اللہ رب العزت ان پر اپنی بارگاہ سے سکون نازل فرماتا ہے۔ رحمتیں سائبان بن کر ان کو ڈھانپ لیتی ہیں۔ فرشتے جمع ہو کر انہیں اپنے پروں سے ڈھانپ لیتے ہیں اور اللہ ﷻ عرش معلّٰی پر فرشتوں کی مجلس میں ان کا ذکر فرماتا ہے۔ حضرت ابو ہریرہ ؓ سے مروی ہے کہ حضور نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: ”جو شخص طلب علم کے لئے کسی راستہ پر چلا، اللہ تعالیٰ اس کے لیے جنت کا راستہ آسان کر دیتا ہے اور جب بھی لوگ اللہ تعالیٰ کے گھروں (مسجدوں) میں سے کسی گھر (مسجد) میں جمع ہوتے ہیں۔ کتاب الہی کی تلاوت کرتے ہیں اور آپس میں اسے سیکھتے سکھاتے ہیں تو ان لوگوں پر سکون و اطمینان نازل ہوتا ہے، رحمت الہی انہیں اپنی آغوش میں ڈھانپ لیتی ہے۔ فرشتے پر باندھ کر ان پر چھائے رہتے ہیں اور اللہ تعالیٰ ملأٰ علی کے فرشتوں میں ان کا ذکر فرماتا ہے اور جس شخص کے اعمال اس کو پیچھے کر دیں اس کا نسب اسے آگے نہیں بڑھا سکتا۔“ (۱)

”حضرت ابو عوانہ ؓ سے مروی ہے انہوں نے فرمایا کہ میں حضرت قتادہ ؓ کی خدمت میں حاضر ہوا، وہ رمضان المبارک میں (لوگوں کو) قرآن حکیم پڑھا رہے تھے۔“ (۲)

(۱) ۱- مسلم، الصحيح، کتاب الذکر والدعاء والتوبة والإستغفار، باب

فضل الاجتماع على تلاوة القرآن وعلى الذکر، ۴: ۲۰۷۴، رقم: ۲۶۹۹

۲- أبوداود، السنن، کتاب: الصلاة، باب: في ثواب قراءة القرآن، ۱:

۵۴۱، رقم: ۱۴۵۵

(۲) ابن جعد، المسند، ۱: ۱۶۰، رقم: ۱۰۲۴

قرآن حکیم بھول جانے پر وعید

دلوں کی آبادی ایمان اور تلاوت قرآن سے ہوتی ہے۔ جو دل قرآن سے خالی ہو وہ ایک ویران گھر کی طرح ہے۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

إِنَّ الَّذِي لَيْسَ فِي جَوْفِهِ شَيْءٌ مِنَ الْقُرْآنِ كَالْبَيْتِ الْخَرِبِ۔^(۱)
 ”وہ شخص جس کے دل میں قرآن حکیم کا کچھ حصہ بھی نہیں وہ ویران گھر کی طرح ہے۔“

قرآن پڑھنے اور یاد کرنے کا جتنا عظیم اجر و ثواب ہے، قرآن کو یاد کرنے کے بعد بھول جانے کا گناہ اور وبال بھی اسی قدر زیادہ ہے۔ حضرت سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

مَا مِنْ أَمْرٍ يُقْرَأُ الْقُرْآنَ ثُمَّ يَنْسَاهُ إِلَّا لَقِيَ اللَّهَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ أَجْذَمَ۔^(۲)
 ”جو شخص قرآن حکیم پڑھنا سیکھ لے پھر اسے بھلا دے تو وہ روز قیامت اللہ تعالیٰ سے کوڑھی کی حالت میں ملاقات کرے گا۔“
 حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

”بہت برا ہے کسی کا یہ کہنا کہ میں فلاں فلاں آیت بھول گیا (وہ بھولا نہیں) بلکہ اسے بھلا دیا گیا۔ قرآن مجید کو سنتے سناتے رہا کرو کیونکہ لوگوں کے سینوں

- (۱) ترمذی، الجامع الصحیح، کتاب فضائل القرآن، باب ماجاء فیمن قرأ حرفاً من القرآن ماله من الأجر، ۵: ۳۵، رقم: ۲۹۱۳
- (۲) أبواؤد، السنن، کتاب الصلاة، باب التشدید فیمن حفظ القرآن ثم نسیه، ۱: ۵۴۷، رقم: ۱۴۷۴

سے نکل جانے میں وہ رسی سے بندے ہوئے جانوروں سے بھی زیادہ تیز ہے۔“ (۱)

حضرت عبداللہ (بن مسعود) ؓ سے روایت ہے کہ آپ نے فرمایا:
 ”إن أصغر البيوت بيت ليس فيه من كتاب الله شيء۔“ (۲)

”گھروں میں سب سے حقیر اور بے توقیر گھر وہ ہے جس میں اللہ کی کتاب (قرآن حکیم) میں سے کچھ بھی نہیں پڑھا جاتا۔“

امام غزالی اپنی کتاب ”إحياء علوم الدين“ میں ایک روایت نقل کرتے ہیں کہ ”تورات میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: اے میرے بندے! کیا تجھے مجھ سے حیا نہیں آتی۔ تیرے کسی بھائی کا خط آتا ہے تو تو اسی وقت اسے پڑھتا ہے اور اس کے ایک ایک حرف پر غور کرتا ہے یہاں تک کہ اس میں سے کچھ بھی نہیں چھوڑتا اور میری کتاب جو میں نے اتاری، دیکھ میں نے اس میں تیرے لیے کتنی باتیں تفصیل سے بیان کی ہیں اور کتنی باتوں کو تکرار سے بیان کیا تاکہ تو اس کے طول و عرض میں غور و فکر کرے لیکن تو اس سے منہ پھیرے ہوئے ہے، کیا میں تیرے نزدیک تیرے ان بھائیوں سے بھی گیا گزرا ہوں۔ اے میرے بندے! تیرے پاس بعض بھائی بیٹھے ہوں تو تو مکمل طور پر ان کی طرف متوجہ ہوتا ہے اور اجتماعی کے ساتھ اس کی باتوں کی طرف کان لگاتا ہے۔ مگر تو اپنے دل کو مجھ سے پھیرے ہوئے ہے کیا تو نے مجھے اپنے بعض بھائیوں سے بھی ہلکا سمجھ رکھا ہے۔“ (۳)

(۱) ۱۔ بخاری، الصحيح، کتاب فضائل القرآن، باب استذکار القرآن و تعاہدہ، ۴: ۱۹۲۱، رقم: ۴۷۴۴

۲۔ مسلم، الصحيح، کتاب صلاة المسافرين و قصرها، باب فضائل القرآن وما يتعلق به، ۱: ۵۴۴، رقم: ۷۹۰

(۲) ۱۔ حاکم، المستدرک، ۱: ۷۵۵، رقم: ۲۰۸۰

۲۔ طبرانی، المعجم الكبير، ۹: ۱۲۹، رقم: ۸۶۴۵

(۳) غزالی، إحياء علوم الدين، ۱: ۲۷۵

حفظ و تلاوت میں جو بندہ کا مقام و مرتبہ ہوگا اسی لحاظ سے اسے منصب و اعزاز ملے گا کیونکہ یہ ایک بنیادی بات ہے کہ کتاب اللہ پر عمل کرنے والا، اس پر تدبر اور غور و فکر کرنے والا حافظ اس تلاوت کرنے والے سے افضل ہے جو عمل اور تدبر سے عاری ہو۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

كِتَابٌ أَنْزَلْنَاهُ إِلَيْكَ مُبَارَكٌ لِّيَدَّبَّرُوا آيَاتِهِ وَلِيَتَذَكَّرَ أُولُو الْأَلْبَابِ ۝ (۱)

”یہ کتاب برکت والی ہے۔ جسے ہم نے آپ کی طرف نازل فرمایا ہے تاکہ دانش مند لوگ اس کی آیتوں میں غور و فکر کریں اور نصیحت حاصل کریں“

اس لئے بغیر تدبر اور غور و فکر کے محض تلاوت اور حفظ کی وہ حیثیت نہیں ہو سکتی جس پر جنت کے ان اونچے درجوں کا دار و مدار ہے لیکن اس کا یہ مطلب نہیں کہ سمجھے اور غور کئے بغیر تلاوت کا کچھ ثواب نہیں بلکہ مقصود یہ باور کرانا ہے کہ تلاوت کا بھی عظیم ثواب ہے لیکن اس میں تدبر و فکر شامل ہو جائے تو اس کا اجر کئی گنا بڑھ جاتا ہے اور تلاوت کرنے والے کو اس کے ثمرات و برکات دنیا و عقبیٰ میں حاصل ہوتے ہیں۔

www.MinhajBooks.com